سورہ نمبر
(۲)

البقرۃ

مع کنزالایمان وخزائن العرفان

الاسلامی.نیٹ

www.AL ISLAMI.NET

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسِتٌّ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُوْنَ رُكُوْعًا

سورہ بقرہ مدنی ہے اس میں ۲۸۶ آیتیں اور ۴۰ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ف۱ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى

ف۲ وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں ف۳ اس میں ہدایت ہے

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ

ڈر والوں کو ف۴ وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں ف۵ اور نماز قائم

الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ

رکھیں ف۶ اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں ف۷ اور وہ کہ

يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا ف۸

مع

ف۱ سورۂ بقرہ یہ سورت مدنی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے یہی سورت نازل ہوئی سوائے آیت وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ کے کہ حجۃ الوداع میں بمقام مکہ مکرمہ نازل ہوئی (خازن) اس سورت میں دو سو چھیاسی آیتیں چالیس رکوع چھ ہزار ایک سو اکیس کلمے پچیس ہزار پانچسو حرف ہیں (خازن) پہلے قرآن پاک میں سورتوں کے نام نہ لکھے جاتے تھے یہ طریقہ حجاج نے نکالا ابن عربی کا قول ہے کہ سورۂ بقرہ میں ہزار امر ہزار نہی ہزار حکم ہزار خبریں ہیں اسکے اخذ میں برکت ترک میں حسرت ہے — اہل باطل جادوگر اس کی استطاعت نہیں رکھتے جس گھر میں یہ سورت پڑھی جائے تین دن تک سرکش شیطان اس میں داخل نہیں ہوتا مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں یہ سورت پڑھی جائے (جمل) بیہقی و سعید بن منصور نے حضرت مغیرہ سے روایت کی کہ جو شخص سوتے وقت سورۂ بقرہ کی دس آیتیں پڑھیگا قرآن شریف کو نہ بھولیگا وہ آیتیں یہ ہیں چار آیتیں اول کی اور آیۃ الکرسی اور دو اسکے بعد کی اور تین آخر سورت کی **مسئلہ** طبرانی و بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میت کو دفن کرکے قبر کے سرہانے سورہ بقرہ کے اول کی آیتیں اور پاؤں کی طرف آخر کی آیتیں پڑھو **شانِ نزول** اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک ایسی کتاب نازل فرمانیکا وعدہ فرمایا تھا جو نہ پانی سے دھوکر مٹائی جاسکے نہ پرانی ہو جب قرآن پاک نازل ہوا تو فرمایا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ کہ وہ کتاب موعود یہ ہے ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے ایک کتاب نازل فرمانے اور بنی اسمٰعیل میں سے ایک رسول بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا جب حضور نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی جہاں یہود بکثرت تھے تو الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ نازل فرماکر اس وعدے کے پورے ہونیکی خبر دی (خازن) ف۲ الٓمّٓ سورتوں کے اول جو حروف مقطعہ آتے ہیں انکی نسبت قول راجح یہی ہے کہ وہ اسرار الٰہی اور متشابہات سے ہیں انکی مراد اللہ اور رسول جانیں ہم اسکے حق ہونے پر ایمان لاتے ہیں ف۳ اسلیے کہ شک اس میں ہوتا ہے جسپر دلیل نہ ہو قرآن پاک ایسی واضح اور قوی دلیلیں رکھتا ہے جو عاقل منصف کو اسکے کتاب الٰہی اور حق ہونیکے یقین پر مجبور کرتی ہیں تو یہ کتاب کسی طرح قابل شک نہیں جسطرح اندھے کے انکار سے آفتاب کا وجود مشتبہ نہیں ہوتا ایسے ہی معاند سیاہ دل کے شک و انکار سے یہ کتاب مشکوک نہیں ہو سکتی ف۴ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اگرچہ قرآن کریم کی ہدایت ہر ناظر کیلیے عام ہے مومن ہو یا کافر جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا هُدًى لِّلنَّاسِ لیکن چونکہ انتفاع اس سے اہل تقویٰ کو ہوتا ہے اس لیے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ارشاد ہوا جیسے کہتے ہیں بارش سبزہ کیلیے ہے یعنی منتفع اس سے سبزہ ہوتا ہے اگرچہ برستی کلر اور زمین بے گیاہ پر بھی ہے **تقویٰ** کے کئی معنی آتے ہیں نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا متقی وہ ہے جو شرک و کبائر و فواحش سے بچے بعضوں نے کہا متقی وہ ہے جو اپنے آپکو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے بعض کا قول ہے تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے بعض نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا نام ہے (خازن) یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مآل کے اعتبار سے انمیں کچھ مخالفت نہیں **تقویٰ کے مراتب** بہت ہیں عوام کا تقویٰ ایمان لاکر کفر سے بچنا متوسطین کا اوامر و نواہی کی اطاعت خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے (جمل) حضرت مترجم قدس سرہٗ نے فرمایا تقویٰ سات قسم ہے (۱) کفر سے بچنا یہ بفضلہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے (۲) بدمذہبی سے بچنا یہ ہر سنی کو نصیب ہے (۳) ہر کبیرہ سے بچنا (۴) صغائر سے بھی بچنا (۵) شبہات سے احتراز (۶) شہوات سے بچنا (۷) غیر کی طرف التفات سے بچنا یہ اخص الخواص کا منصب ہے اور قرآن عظیم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے ف۵ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ یہاں سے مُفْلِحُوْنَ تک آیتیں مومنین باخلاص کے حق میں ہیں جو ظاہراً و باطناً ایمان دار ہیں اسکے بعد دو آیتیں کھلے کافروں کے حق میں ہیں جو ظاہراً و باطناً کافر ہیں اسکے بعد وَمِنَ النَّاسِ سے تیرہ آیتیں منافقین کے حق میں ہیں جو باطن میں کافر ہیں اور اپنے آپکو مسلمان ظاہر کرتے ہیں (جمل) غیب مصدر یا اسم فاعل کے معنی میں ہے اس تقدیر پر غیب وہ ہے جو حواس و عقل سے بدیہی طور پر معلوم نہ ہو سکے اسکی دو قسمیں ہیں ایک وہ جسپر کوئی دلیل نہ ہو یہ علم غیب ذاتی ہے اور یہی مراد ہے آیہ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ میں اور ان تمام آیات میں جنمیں علم غیب کی غیر خدا سے نفی کی گئی ہے اس قسم کا علم غیب یعنی ذاتی جسپر کوئی دلیل نہ ہو اللہ تعالیٰ کیساتھ خاص ہے غیب کی دوسری قسم وہ ہے جسپر دلیل ہو جیسے صانع عالم اور اسکے صفات اور نبوات اور انکے متعلقات احکام و شرائع و روز آخر اور اسکے احوال بعث نشر حساب جزا وغیرہ کا علم جسپر دلیلیں قائم ہیں اور جو تعلیم الٰہی سے حاصل ہوتا ہے یہاں یہی مراد ہے اس دوسرے قسم کے غیوب جو ایمان سے علاقہ رکھتے ہیں انکا علم و یقین ہر مومن کو حاصل ہے اگر نہ ہو آدمی مومن نہ ہو سکے اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں انبیاء و اولیاء پر جو غیوب کے دروازے کھولتا ہے وہ اسی قسم کا غیب ہے یا غیب معنی مصدری میں رکھا جائے اور غیب کا صلہ مومن بہ قرار دیا جائے یا بار کو متلبسین محذوف کے متعلق کرکے حال قرار دیا جائے پہلی صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے جو بے دیکھے ایمان لائیں جیسا حضرت مترجم قدس سرہٗ نے ترجمہ کیا ہے دوسری صورت میں معنی یہ ہونگے جو مومنین کے پس پشت ایمان لائیں یعنی ان کا ایمان منافقوں کی طرح مومنین کے دکھانیکے لیے نہ ہو بلکہ وہ مخلص ہوں غائب حاضر ہر حال میں مومن رہیں غیب کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ غیب سے قلب یعنی دل مراد ہے اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ وہ دل سے ایمان لائیں (جمل) **ایمان** جن چیزوں کی نسبت ہدایت و یقین سے معلوم ہے کہ یہ دین محمدی سے ہیں ان سب کو ماننے اور دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنیکا نام ایمان صحیح ہے عمل ایمان میں داخل نہیں اسی لیے يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کے بعد يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ فرمایا ف۶ نماز کے قائم رکھنے سے یہ مراد ہے کہ اسپر مداومت کرتے ہیں اور ٹھیک وقتوں پر پابندی کیساتھ اس کے ارکان پورے پورے ادا کرتے اور فرائض سنن مستحبات کی حفاظت کرتے ہیں کسی میں خلل نہیں آنے دیتے مفسدات و مکروہات سے اس کو بچاتے ہیں اور اس کے حقوق اچھی طرح ادا کرتے ہیں **نماز کے حقوق** دو طرح کے ہیں ایک ظاہری وہ تو یہی ہیں جو ذکر ہوئے دوسرے باطنی وہ خشوع اور حضور یعنی دل کو فارغ کرکے ہمہ تن بارگاہ حق میں متوجہ ہوجانا اور عرض و نیاز و مناجات میں محویت پانا ف۷ راہ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ یا مطلق انفاق خواہ فرض و واجب ہو جیسے زکوٰۃ نذر اپنا اور اپنے اہل کا نفقہ وغیرہ خواہ مستحب جیسے صدقات نافلہ اموات کا ایصال ثواب **مسئلہ** گیارھویں۔ فاتحہ۔ تیجہ۔ چالیسواں وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ سب صدقات نافلہ ہیں اور قرآن پاک و کلمہ شریف کا پڑھنا نیکی کے ساتھ اور نیکی ملاکر اجر و ثواب ع

م بڑھاتا ہے **مسئلہ** مِمَّا میں مِنْ تبعیضیہ اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انفاق میں اسراف ممنوع ہے یعنی انفاق خواہ اپنے نفس پر ہو یا اپنے اہل پر یا کسی اور پر اعتدال کے ساتھ ہو اسراف نہ ہونے پائے رَزَقْنٰهُمْ کی تقدیم اور رزق کو اپنی طرف نسبت فرماکر ظاہر فرمایا کہ مال تمہارا پیدا کیا ہوا نہیں ہمارا عطا فرمایا ہوا ہے اسکو اگر ہمارے حکم سے ہماری راہ میں خرچ نہ کرو تو تم نہایت ہی بخیل ہو اور یہ بخل نہایت قبیح ف۸ اس آیت میں اہل کتاب سے وہ مومنین مراد ہیں جو اپنی کتاب اور تمام پچھلی آسمانی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام کی وحیوں پر بھی ایمان لائے اور قرآن پاک پر بھی اور مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ سے تمام قرآن پاک اور پوری شریعت مراد ہے (جمل) **مسئلہ** جس طرح قرآن پاک پر ایمان لانا ہر مکلف پر فرض ہے اسی طرح کتب سابقہ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائیں البتہ ان کے جو احکام ہماری شریعت میں منسوخ ہوگئے ان پر عمل درست نہیں مگر ایمان ضروری ہے مثلاً پچھلی شریعتوں میں بیت المقدس قبلہ تھا اس پر ایمان لانا تو ہمارے لیے ضروری ہے مگر عمل یعنی نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنا جائز نہیں منسوخ ہوچکا **مسئلہ** قرآن کریم سے پہلے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے انبیاء پر نازل ہوا ان سب پر اجمالاً ایمان لانا فرض عین ہے اور قرآن شریف پر تفصیلاً فرض کفایہ ہے لہٰذا عوام پر اس کی تفصیلات کے علم کی تحصیل فرض نہیں جبکہ علماء موجود ہوں جنہوں نے اس کے تحصیل علم میں پوری جہد صرف کی ہو۔

ف۱ یعنی دار آخرت اور جو کچھ اس میں ہے جزا حساب وغیرہ سب پر ایسا یقین و اطمینان رکھتے ہیں کہ ذرا شک و شبہہ نہیں اس میں اہل کتاب وغیرہ کفار پر تعریض ہے جنکے اعتقاد آخرت کے متعلق فاسد ہیں ف۲ اولیائے کے بعد اعدا کا ذکر فرمانا حکمت ہدایت ہے کہ اس مقابلہ سے ہر ایک کو اپنے کردار کی حقیقت اور اسکے نتائج پر نظر ہو جائے شان نزول یہ آیت ابوجہل ابولہب وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی جو علم الٰہی میں ایمان سے محروم ہیں اسی لیے انکے حق میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرانا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں انھیں نفع نہ ہوگا مگر حضور کی سعی بیکار نہیں کیونکہ منصب رسالت عامہ کا فرض رہنمائی و اقامت حجت و تبلیغ علی وجہ الکمال ہے مسئلہ اگر قوم ہدایت پذیر نہ ہو تب بھی ہادی کو ہدایت کا ثواب ملے گا اس آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ کفار کے ایمان نہ لانے سے آپ مغموم نہ ہوں آپکی سعی تبلیغ کامل ہے اسکا اجر ملے گا محروم تو یہ بدنصیب ہیں جنھوں نے آپکی اطاعت نہ کی کفر کے معنی اللہ تعالیٰ کے وجود یا اس کی وحدانیت یا کسی نبی کی نبوت یا ضروریات دین سے کسی امر کا انکار یا کوئی ایسا فعل جو عند الشرع انکار کی دلیل ہو کفر ہے ف۳ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کفار ضلالت و گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کو دیکھنے سننے سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور کانوں پر مہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندوں کے افعال بھی تحت قدرت الٰہی ہیں ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کی راہیں انکے لیے اول ہی سے بند نہ تھیں کہ جائے عذر ہوتی بلکہ انکے کفر و عناد اور سرکشی و بیدینی اور مخالفت حق و عداوت انبیاء علیہم السلام کا یہ انجام ہے جیسے کوئی شخص طبیب کی مخالفت کرے اور زہر قاتل کھالے اور اسکے لیے دوا سے انتفاع کی صورت نہ رہے تو خود ہی مستحق ملامت ہے ف۵ شان نزول یہاں سے تیرہ آیتیں منافقین کی شان میں نازل ہوئیں جو باطن میں کافر تھے اور اپنے آپکو مسلمان ظاہر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ماھم بمؤمنین وہ ایمان والے نہیں یعنی کلمہ پڑھنا اسلام کا مدعی ہونا نماز روزہ ادا کرنا مومن ہونے کیلیے کافی نہیں جبتک دلمیں تصدیق نہ ہو مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ جتنے فرقے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور کفر کا اعتقاد رکھتے ہیں سب کا یہی حکم ہے کہ کافر خارج از اسلام ہیں شرع میں ایسوں کو منافق کہتے ہیں انکا ضرر کھلے کافروں سے زیادہ ہے من الناس فرمانے میں لطیف رمز یہ ہے کہ یہ گروہ بہتر صفات و انسانی کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اسکا ذکر کسی وصف و خوبی کیساتھ نہیں کیا جاتا یوں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہیں مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اسلیے قرآن پاک میں جا بجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے بعض مفسرین نے فرمایا من الناس سامعین کو تعجب دلانے کیلیے فرمایا گیا کہ ایسے فریبی اور مکار اور ایسے احمق بھی آدمیوں میں ہیں ف۶ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اسکو کوئی دھوکا دے سکے وہ اسرار و مخفیات کا جاننے والا ہے مراد یہ ہے کہ منافق اپنے گمان میں خدا کو فریب دینا چاہتے ہیں یا یہ کہ خدا کو فریب دینا یہی ہے کہ رسول علیہ السلام کو دھوکا دینا چاہیں کیونکہ وہ اس کے خلیفہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اسرار کا علم عطا فرمایا ہے وہ ان منافقین کے چھپے کفر پر مطلع ہیں اور مسلمان انکے اطلاع دینے سے باخبر تو ان بیدینوں کا فریب نہ خدا پر چلے نہ رسول پر نہ مومنین پر بلکہ درحقیقت وہ اپنی جانوں کو فریب دے رہے ہیں مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تقیہ بڑا عیب ہے جس مذہب کی بنا تقیہ پر ہو وہ باطل ہے تقیہ والے کا حال قابل اعتماد نہیں ہوتا توبہ نا قابل اطمینان ہوتی ہے اسلیے علماء نے فرمایا لا تقبل توبۃ الزندیق ف۷ بدعقیدگی کو قلبی مرض فرمایا گیا اس سے معلوم ہوا کہ بدعقیدگی روحانی زندگی کیلیے تباہ کن ہے۔ مسئلہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹ حرام ہے اس پر عذاب الیم مرتب ہوتا ہے ف۸ مسئلہ کفار سے میل جول انکی خاطر دین میں مداہنت اور اہل باطل کیساتھ تملق و چاپلوسی اور انکی خوشی کیلیے صلح کل بنجانا اور اظہار حق سے باز رہنا شان منافق اور حرام ہے اسی کو منافقین کا فساد فرمایا گیا آجکل بہت لوگوں نے یہ شیوہ کر لیا ہے کہ جس جلسہ میں گئے ویسے ہی ہو گئے اسلام میں اسکی ممانعت ہے ظاہر و باطن کا یکساں نہ ہونا بڑا عیب ہے ف۹ یہاں الناس سے یا صحابہ کرام مراد ہیں یا مومنین کیونکہ خدا شناسی فرمانبرداری و عاقبت اندیشی کی بدولت وہی انسان کہلانے کے مستحق ہیں مسئلہ اٰمنوا کما اٰمن سے ثابت ہوا کہ صالحین کا اتباع محمود و مطلوب ہے مسئلہ یہ بھی ثابت ہوا کہ مذہب اہل سنت حق ہے کیونکہ اس میں صالحین کا اتباع ہے مسئلہ باقی تمام فرقے صالحین سے منحرف ہیں لہٰذا گمراہ ہیں مسئلہ بعض علماء نے اس آیت کو زندیق کی توبہ مقبول ہونے کی دلیل قرار دیا ہے (بیضاوی) زندیق وہ ہے جو نبوت کا مقر ہو شعائر اسلام کا اظہار کرے اور باطن میں ایسے عقیدے رکھے جو بالاتفاق کفر ہوں یہ بھی منافقوں میں داخل ہے ف۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو برا کہنا اہل باطل کا قدیم طریقہ ہے آجکل کے باطل فرقے بھی پچھلے بزرگوں کو برا کہتے ہیں روافض خلفائے راشدین اور بہت صحابہ کو خوارج حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے رفقاء کو غیر مقلد ائمہ مجتہدین بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وہابیہ بکثرت اولیاء و مقبولان بارگاہ کو مرزائی انبیاء سابقین تک کو قرآنی (چکڑالی) صحابہ و محدثین کو نیچری تمام اکابرین کو برا کہتے اور زبان طعن دراز کرتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب گمراہی میں ہیں اس میں دیندار عالموں کیلیے تسلی ہے کہ وہ گمراہوں کی بدزبانیوں سے بہت رنجیدہ نہ ہوں سمجھ لیں کہ یہ اہل باطل کا قدیم دستور ہے (مدارک) ف۱۱ منافقین کی یہ بدزبانی مسلمانوں کے سامنے نہ تھی ان سے تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہم باخلاص مومن ہیں جیسا کہ اگلی آیت میں ہے اذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا یہ تبرا بازیاں اپنی خاص مجلسوں میں کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انکا پردہ فاش کر دیا (خازن) اسیطرح آجکل کے گمراہ فرقے مسلمانوں سے اپنے خیالات فاسدہ کو چھپاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ انکی کتابوں اور تحریروں سے ان کے راز فاش کر دیتا ہے اس آیت سے مسلمانوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ بیدینوں کی فریب کاریوں سے ہوشیار رہیں دھوکا نہ کھائیں۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ

اور آخرت پر یقین رکھیں ف۱ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

وہی مراد کو پہونچنے والے بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے ف۲ انھیں برابر ہے

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

چاہے تم انھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں اللہ نے اُن کے دلوں پر

وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۗ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٧﴾ ع

اور کانوں پر مہر کردی اور انکی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے ف۳ اور ان کے لیے بڑا عذاب

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ

اور کچھ لوگ کہتے ہیں ف۴ کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ

ایمان والے نہیں فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو ف۵ اور حقیقت میں فریب نہیں

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩﴾ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ

دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انھیں شعور نہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے ف۶ تو اللہ نے ان کی

اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿١٠﴾ وَاِذَا

بیماری اور بڑھائی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بدلا انکے جھوٹ کا ف۷ اور جو

قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿١١﴾ ع

ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو ف۸ تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَاِذَا قِيْلَ

سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انھیں شعور نہیں اور جب ان سے کہا

لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ

جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں ف۹ تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ

ف۱۰ سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں ف۱۱ اور جب

منزل ۱

۱؎ گھٹا ٹوپ۔ سخت

اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ

ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں ف۱ تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ

ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں ف۲ اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے ف۳ (جیسا اسکی شان کے لائق ہے)

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ

اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی

بِالْهُدٰى ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُهُمْ

ف۴ تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے ف۵ انکی کہاوت

كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَاۗءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ

اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا

اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ

اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا ف۶ بہرے گونگے

عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ فِيْهِ

اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں یا جیسے آسمان سے اترتا پانی کہ اس میں

ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ

اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک ف۷ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں

مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾

کڑک کے سبب موت کے ڈر سے ف۸ اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے ف۹

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۭ كُلَّمَآ اَضَاۗءَ لَهُمْ مَّشَوْا

بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ انکی نگاہیں اچک لے جائے گی ف۱۰ جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے ف۱۱

فِيْهِ ڰ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ

اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا تو ان کے کان

وَاَبْصَارِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

اور آنکھیں لے جاتا ف۱۲ بیشک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۱۳ اے لوگو ف۱۴

ف۱ یہاں شیاطین سے کفار کے وہ سردار مراد ہیں جو اغوا میں مصروف رہتے ہیں (خازن و بیضاوی) یہ منافق جب ان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے ملنا محض بر فریب و استہزاء اس لیے ہے کہ ان کے راز معلوم ہوں اور ان میں فساد انگیزی کے مواقع ملیں (خازن) ف۲ یعنی اظہار ایمان تمسخر کے طور پر کیا یہ اسلام کا انکار ہوا **مسئلہ** انبیاء علیہم السلام اور دین کے ساتھ استہزاء و تمسخر کفر ہے **شان نزول** یہ آیت عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین کے حق میں نازل ہوئی ایک روز انھوں نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو آتے دیکھا تو ابن ابی نے اپنے یاروں سے کہا دیکھو تو میں انھیں کیسا بناتا ہوں جب وہ حضرات قریب پہونچے تو ابن ابی نے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لیکر آپ کی تعریف کی پھر اسی طرح حضرت عمر اور حضرت علی کی تعریف کی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابن ابی خدا سے ڈر نفاق سے باز آ کیونکہ منافقین بدترین خلق ہیں اس پر وہ کہنے لگا کہ یہ باتیں نفاق سے نہیں کی گئیں بخدا ہم آپ کی طرح مومن صادق ہیں جب یہ حضرات تشریف لے گئے تو آپ یاروں میں اپنی چالبازی پر فخر کرنے لگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین مومنین سے ملتے وقت اظہار ایمان و اخلاص کرتے ہیں اور ان سے علیحدہ ہو کر اپنی خاص مجلسوں میں انکی ہنسی اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں (اخرجہ الثعلبی والواحدی و منعف ابن حجر و السیوطی فی لباب النقول) **مسئلہ** اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام و پیشوایان دین کا تمسخر اڑانا کفر ہے ف۳ اللہ تعالیٰ استہزاء اور تمام نقائص و عیوب سے منزہ و پاک ہے یہاں جزائے استہزاء کو استہزاء فرمایا گیا تاکہ خوب دلنشیں ہو جائے کہ یہ سزا اس ناکردنی فعل کی ہے ایسے موقع پر جزا کو اسی فعل سے تعبیر کرنا آئین فصاحت ہے جیسے جزاء سیئة سیئة میں کمال حسن بیان یہ ہے کہ اس جملہ کو جملہ سابقہ پر معطوف نہ فرمایا کیونکہ وہاں استہزاء حقیقی معنی میں تھا ف۴ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنا یعنی بجائے ایمان کے کفر اختیار کرنا نہایت خسارہ اور ٹوٹے کی بات ہے **شان نزول** یہ آیت یا ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے یا یہود کے حق میں جو پہلے سے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے مگر جب حضور کی تشریف آوری ہوئی تو منکر ہو گئے یا تمام کفار کے حق میں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں فطرت سلیمہ عطا فرمائی حق کے دلائل واضح کیے ہدایت کی راہیں کھولیں لیکن انھوں نے عقل و انصاف سے کام نہ لیا اور گمراہی اختیار کی **مسئلہ** اس آیت سے بیع تعاطی کا جواز ثابت ہوا یعنی خرید و فروخت کے الفاظ کہے بغیر محض رضامندی سے ایک چیز کے بدلے دوسری چیز لینا جائز ہے ف۵ کیونکہ اگر تجارت کا طریقہ جانتے تو اصل پونجی (ہدایت) نہ کھو بیٹھتے ف۶ یہ انکی مثال ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے کچھ ہدایت دی یا اس پر قدرت بخشی پھر انھوں نے اسکو ضائع کر دیا اور ابدی دولت کو حاصل نہ کیا انکا مآل حسرت و افسوس اور حیرت و خوف ہے اس میں وہ منافق بھی داخل ہیں جنہوں نے اظہار ایمان کیا اور دل میں کفر رکھ کر اقرار کی روشنی کو ضائع کر دیا اور وہ بھی جو مومن ہونیکے بعد مرتد ہو گئے اور وہ بھی جنہیں فطرت سلیمہ عطا ہوئی اور دلائل کی روشنی نے حق کو واضح کیا مگر انھوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور گمراہی اختیار کی اور جب حق سننے ماننے کہنے راہ حق دیکھنے سے محروم ہوئے تو کان زبان آنکھ سب بیکار ہیں ف۷ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے والوں کی یہ دوسری تمثیل ہے کہ جیسے بارش زمین کی حیات کا سبب ہوتی ہے اور اسکے ساتھ خوفناک تاریکیاں اور مہیب گرج اور چمک ہوتی ہے اسی طرح قرآن و اسلام قلوب کی حیات کا سبب ہیں اور ذکر کفر و شرک و نفاق ظلمت کے مشابہ جیسے تاریکی رہرو کو منزل تک پہونچنے سے مانع ہوتی ہے ایسے ہی کفر و نفاق راہ یابی سے مانع ہیں اور وعیدات گرج کے اور حجج بینہ چمک کے مشابہ ہیں **شان نزول** منافقوں میں سے دو آدمی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے مشرکین کیطرف بھاگے راہ میں یہی بارش آئی جس کا آیت میں ذکر ہے اس میں شدت کی گرج کڑک اور چمک تھی جب گرج ہوتی تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں یہ کانوں کو پھاڑ کر مار نہ ڈالے جب چمک ہوتی چلنے لگتے جب اندھیری ہوتی اندھے رہجاتے آپس میں کہنے لگے خدا خیر سے صبح کرے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس میں دیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور اسلام پر ثابت قدم رہے انکے حال کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کیلیے مثل (کہاوت) بنایا جو مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں حضور کا کلام انمیں اثر نہ کر جائے جس سے مر جائیں اور جب انکے مال و اولاد زیادہ ہوتے اور فتوح و غنیمت ملتی تو بجلی کی چمک والوں کی طرح چلتے اور کہتے کہ اب تو دین محمدی سچا ہے اور جب مال و اولاد ہلاک ہوتے اور کوئی بلا آتی تو بارش کی اندھیری میں ٹھٹک رہنے والوں کیطرح کہتے کہ یہ مصیبتیں اسی دین کیوجہ سے ہیں اور اسلام سے پلٹ جاتے (لباب النقول للسیوطی) ف۸ جیسے اندھیری رات میں کالی گھٹا چھائی ہو اور بجلی کی گرج و چمک جنگل میں مسافر کو حیران کرتی ہو اور وہ کڑک کی وحشتناک آواز سے باندیشہ ہلاک کانوں میں انگلیاں ٹھونستا ہو ایسے ہی کفار قرآن پاک کو سننے سے کان بند کرتے ہیں اور انھیں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اسکے دلنشین مضامین اسلام و ایمان کی طرف مائل کر کے باپ دادا کا کفری دین ترک نہ کرا دیں جو انکے نزدیک موت کے برابر ہے ف۹ لہٰذا یہ گریز انھیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتی کیونکہ وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر قہر الٰہی سے خلاص نہیں پا سکتے ف۱۰ جیسے بجلی کی چمک معلوم ہوتا ہے کہ بینائی کو زائل کر دیگی ایسے ہی دلائل باہرہ کے انوار انکی بصر و بصیرت کو خیرہ کرتے ہیں ف۱۱ جسطرح اندھیری رات اور ابر و بارش کی تاریکیوں میں مسافر متحیر ہوتا ہے جب بجلی چمکتی ہے کچھ چل لیتا ہے جب اندھیرا ہوتا ہے کھڑا رہ جاتا ہے اسی طرح اسلام کے غلبہ اور معجزات کی روشنی اور آرام کیوقت منافق اسلام کیطرف راغب ہوتے ہیں اور جب کوئی مشقت پیش آتی ہے تو کفر کی تاریکی میں کھڑے رہجاتے ہیں اور اسلام سے ہٹنے لگتے ہیں اسی مضمون کو دوسری آیت میں اسطرح ارشاد فرمایا وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ (خازن صاوی وغیرہ) ف۱۲ یعنی اگرچہ منافقین کا طرز عمل اسکا مقتضی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے انکے سمع و بصر ... **مسئلہ** اس سے معلوم ہوا کہ اسباب کی تاثیر مشیت الٰہیہ کیساتھ مشروط ہے بغیر مشیت تنہا اسباب کچھ نہیں کر سکتے **مسئلہ** یہ بھی معلوم ہوا کہ مشیت اسباب کی محتاج نہیں وہ ذو سبب جو چاہے کر سکتا ہے ف۱۳ شئ اسکو کہتے ہیں جسے اللہ چاہے ...

(بقیہ از ص۳) وہ تحت قدرت ہیں اور جو ممکن نہیں واجب یا ممتنع ہے اس سے قدرت وارادہ متعلق نہیں ہوتا جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات واجب ہیں اس لیے مقدور نہیں مسئلہ باری تعالیٰ کیلئے جھوٹ اور تمام عیوب محال ہیں اسی لیے قدرت کو ان سے کچھ واسطہ نہیں ف۱۴ اول سورہ میں بتایا گیا کہ یہ کتاب متقین کی ہدایت کیلئے نازل ہوئی پھر متقین کے اوصاف کا ذکر فرمایا اسکے بعد اس سے منحرف ہونیوالے فرقوں کا اور انکے احوال کا ذکر فرمایا کہ سعادت مند انسان ہدایت وتقویٰ کیطرف راغب ہو اور نافرمانی وبغاوت سے بچے اب طریق تحصیل تقویٰ تعلیم فرمایا جاتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ کا خطاب اکثر اہل مکہ کو اور

بقیہ دیکھئے حاشیہ نشان ٭

اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ
اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ اُمید کرتے ہوئے

تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ
کہ تمہیں پرہیزگاری ملے ف۲ اور جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت

بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا
بنایا اور آسمان سے پانی اُتارا تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو

لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ
تو اللہ کیلئے جان بوجھکر برابر والے نہ ٹھہراؤ ف۳ اور اگر تمہیں کچھ

فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَ
شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے اُن خاص بندے ف۴ پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ ف۵

ادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِنْ
اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو پھر اگر

لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ
نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی

وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿٢٤﴾ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
اور پتھر ہیں ف۶ تیار رکھی ہے کافروں کے لیے ف۷ اور خوشخبری دے اُنھیں جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا
کام کیے کہ اُن کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ف۸ جب اُنھیں ان باغوں سے

رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا
کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا صورت دیکھکر کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں

مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَ
پہلے ملا تھا ف۹ اور وہ صورت میں ملتا جلتا اُنھیں دیا گیا اور انکے لیے ان باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں ف۱۰ اور

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا
وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ف۱۱ بیشک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا

ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کا فائدہ عابد ہی کو ملتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اسکو عبادت یا اور کسی چیز سے نفع حاصل ہو

ف۲ پہلی آیت میں نعمت ایجاد کا بیان فرمایا کہ تمہیں اور تمہارے آباء کو معدوم سے موجود کیا اور دوسری آیت میں اسباب معیشت وآسائش وآب وغذا کا بیان فرما کر ظاہر کردیا کہ وہی ولی نعمت ہے تو غیر کی پرستش محض باطل ہے

ف۳ توحید الٰہی کے بعد حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کے کتاب الٰہی ومعجز ہونیکی وہ قاہر دلیل بیان فرمائی جاتی ہے جو طالب صادق کو اطمینان بخشے اور منکروں کو عاجز کردے

ف۴ بندۂ خاص سے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں

ف۵ یعنی ایسی سورت بنا کر لاؤ جو فصاحت وبلاغت اور حسن نظم وترتیب اور غیب کی خبریں دینے میں قرآن پاک کی مثل ہو

ف۶ پتھر سے وہ بت مراد ہیں جنھیں کفار پوجتے ہیں اور انکی محبت میں قرآن پاک اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عناداً انکار کرتے ہیں

ف۷ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ پیدا ہو چکی ہے مسئلہ یہ بھی اشارہ ہے کہ مؤمنین کے لیے بکرمہٖ تعالیٰ خلود نار یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنا نہیں

ف۸ سنت الٰہی ہے کہ کتاب میں ترہیب کے ساتھ ترغیب ذکر فرماتا ہے اسی لیے کفار اور ان کے اعمال وعذاب کے ذکر کے بعد مؤمنین اور ان کے اعمال کا ذکر فرمایا اور انھیں جنت کی بشارت دی صالحات یعنی نیکیاں وہ عمل ہیں جو شرعاً اچھے ہوں ان میں فرائض ونوافل داخل ہیں (جلالین)

منزل ۱

مسئلہ عمل صالح کا ایمان پر عطف دلیل ہے اس کی کہ عمل جزو ایمان نہیں۔

مسئلہ یہ بشارت مؤمنین صالحین کے لیے بلا قید ہے اور گنہگاروں کو جو بشارت دی گئی ہے وہ مقید بمشیت الٰہی ہے کہ چاہے از راہ کرم معاف فرمائے چاہے گناہوں کی سزا دے کر جنت عطا کرے (مدارک)

ف۹ جنت کے پھل باہم مشابہ ہوں گے اور ذائقے ان کے جدا جدا اس لیے جنتی کہیں گے کہ یہی پھل تو ہمیں پہلے مل چکا ہے مگر کھانے سے نئی لذت پائیں گے تو ان کا لطف بہت زیادہ ہو جائے گا

ف۱۰ جنتی بیبیاں خواہ حوریں ہوں یا اور سب زنانے عوارض اور تمام ناپاکیوں اور گندگیوں سے مبرا ہوں گی نہ جسم پر میل ہوگا نہ بول وبراز اس کے ساتھ ہی وہ بدمزاجی وبدخلقی سے بھی پاک ہوں گی (مدارک وخازن)

ف۱۱ یعنی اہل جنت نہ کبھی فنا ہوں گے نہ جنت سے نکالے جائیں گے

مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ جنت واہل جنت کے لیے فنا نہیں۔

٭ باقی از صفحہ۳

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا اہل مدینہ کو ہوتا ہے مگر یہاں یہ خطاب مومن کافر سب کو عام ہے اس میں اشارہ ہے کہ انسانی شرافت اسی میں ہے کہ آدمی تقویٰ حاصل کرے اور معروف عبادت رہے عبادت وہ غایت تعظیم ہے جو بندہ اپنی عبدیت اور معبود کی الوہیت کے اعتقاد واعتراف کیساتھ بجا لائے یہاں عبادت عام ہے اپنے تمام انواع واقسام واصول وفروع کو شامل ہے مسئلہ کفار عبادت کے مامور ہیں جسطرح بے وضو ہونا نماز کے فرض ہونیکا مانع نہیں اسی طرح کافر ہونا وجوب عبادت کو منع نہیں کرتا اور جیسے بے وضو شخص پر نماز کی فرضیت رفع حدث لازم کرتی ہے ایسے ہی کافر پر وجوب عبادت سے ترک کفر لازم آتا ہے۔

بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ

ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھکر ف۲ تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے

مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَا ذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ

حق ہے رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں اللہ کا

بِهٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ؕ وَ مَا یُضِلُّ

کیا مقصود ہے اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے ف۳ اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے

بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ۲۶ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

جو بے حکم ہیں ف۴ وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں ف۵ پکا

مِیْثَاقِهٖ ۪ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ

ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جسکے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا اور زمین میں فساد

فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۲۷ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ

پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں بھلا تم کیونکر خدا کے منکر

بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ۚ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ

ہوگے حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں جلایا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا پھر

اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۲۸ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۗ

اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے ف۷ وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے ف۸

ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ

پھر آسمان کی طرف استواء (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ سب کچھ

عَلِیْمٌ ۲۹ ع وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ

جانتا ہے ف۹ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا

خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ

نائب بنانے والا ہوں ف۱۰ بولے کیا ایسے کو نائب کریگا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے

وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا

ف۱۱ اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے جو

ف۱ شانِ نزول جب اللہ تعالیٰ نے آیہ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ اور آیہ اَوْ كَصَیِّبٍ میں منافقوں کی دو مثالیں بیان فرمائیں تو منافقوں نے یہ اعتراض کیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالاتر ہے کہ ایسی مثالیں بیان فرمائے اسکے رد میں یہ آیت نازل ہوئی ف۲ چونکہ مثالوں کا بیان مقتضائے حکمت ہے اور مضمون کو دلنشین کرنیوالا ہوتا ہے اور فصحائے عرب کا دستور ہے اسلیے اسپر اعتراض غلط و بیجا ہے اور بیان امثلہ حق ہے ف۳ یُضِلُّ بِهٖ کفار کے اس مقولہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس مثل سے کیا مقصود ہے اور اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا جو دو جملے اوپر ارشاد ہوئے انکی تفسیر ہے کہ اس مثل سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے جن کی عقلوں پر جہل نے غلبہ کیا اور جنکی عادت مکابرہ و عناد ہے اور جو امر حق اور کھلی حکمت کے انکار و مخالفت کے خوگر ہیں اور باوجودیکہ یہ مثل نہایت ہی برمحل ہے پھر بھی انکار کرتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ بہتوں کو ہدایت فرماتا ہے جو غور و تحقیق کے عادی ہیں اور انصاف کے خلاف بات نہیں کہتے وہ جانتے ہیں کہ حکمت یہی ہے کہ عظیم المرتبہ چیز کی تمثیل کسی قدر والی چیز سے اور حقیر چیز کی ادنیٰ شے سے دی جائے جیسا کہ اوپر کی آیت میں حق کی نور سے اور باطل کی ظلمت سے تمثیل دی گئی ف۴ شرع میں فاسق اس نافرمان کو کہتے ہیں جو کبیرہ کا مرتکب ہو فسق کے تین درجے ہیں ایک تغابی وہ یہ کہ آدمی اتفاقیہ کسی کبیرہ کا مرتکب ہوا اور اسکو برا ہی جانتا رہا دوسرا انہماک کہ کبیرہ کا عادی ہو گیا اور اس کے بچنے کی پرواہ نہ رہی تیسرا جحود کہ حرام کو اچھا جانکر ارتکاب کرے اس درجہ والا ایمان سے محروم ہو جاتا ہے پہلے دو درجوں میں جبتک اکبر کبائر شرک و کفر کا ارتکاب نہ کرے اس پر مؤمن کا اطلاق ہوتا ہے یہاں فاسقین سے وہی نافرمان مراد ہیں جو ایمان سے خارج ہو گئے قرآن کریم میں کفار پر بھی فاسق کا اطلاق ہوا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ بعض مفسرین نے یہاں فاسق سے کافر مراد لیے بعض نے منافق بعض نے یہود ف۵ اس سے وہ عہد مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے کتب سابقہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی نسبت فرمایا ایک قول یہ ہے کہ عہد تین ہیں پہلا عہد وہ جو اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم سے لیا کہ اس کی ربوبیت کا اقرار کریں اس کا بیان اس آیت میں ہے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ الآیہ دوسرا عہد انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے کہ رسالت کی تبلیغ فرمائیں اور دین کی اقامت کریں اسکا بیان آیہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ میں ہے تیسرا عہد علماء کے ساتھ خاص ہے کہ حق کو نہ چھپائیں اسکا بیان وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ میں ہے ف۶ رشتہ و قرابت کے تعلقات مسلمانوں کی دوستی و محبت تمام انبیاء کا ماننا کتب الٰہی کی تصدیق حق پر جمع ہونا یہ وہ چیزیں ہیں جنکے ملانے کا حکم فرمایا گیا انمیں قطع کرنا بعض کو بعض سے ناحق جدا کرنا تفرقوں کی بناء ڈالنا ممنوع فرمایا گیا ف۷ دلائل توحید و نبوت اور جزائے کفر و ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی عام و خاص نعمتوں کا اور آثار قدرت و عجائب حکمت کا ذکر فرمایا اور قباحت کفر دلنشین کرنیکے لیے کفار کو خطاب فرمایا کہ تم کسطرح خدا کے منکر ہوتے ہو باوجودیکہ تمہارا اپنا حال اسپر ایمان لانیکا مقتضی ہے کہ تم مردہ تھے مردہ سے جسم بیجان مراد ہے ہمارے عرف میں بھی بولتے ہیں زمین مردہ ہو گئی عربی میں بھی موت اس معنی میں آئی خود قرآن پاک میں ارشاد ہوا یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا تو مطلب یہ ہے کہ تم بیجان جسم تھے عنصر کی صورت میں پھر غذا کی شکل میں پھر اخلاط کی شان میں پھر نطفہ کی حالت میں اس نے تم کو جان دی زندہ فرمایا پھر عمر کی میعاد پوری ہونے پر تمہیں موت دیگا پھر تمہیں زندہ کریگا اس سے یا قبر کی زندگی مراد ہے جو سوال کیلیے ہوگی یا حشر کی پھر تم حساب و جزا کیلیے اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے اپنے اس حال کو جانکر تمہارا کفر کرنا نہایت عجیب ہے ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ کا خطاب مؤمنین سے ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم کس طرح کافر ہو سکتے ہو درآنحالیکہ تم جہل کی موت سے مردہ تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں علم و ایمان کی زندگی عطا فرمائی اسکے بعد تمہارے لیے وہی موت ہے جو عمر گزرنے کے بعد سب کو آیا کرتی ہے اسکے بعد وہ تمہیں حقیقی دائمی حیات عطا فرمائیگا پھر تم اسکی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمہیں ایسا ثواب دیگا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر اس کا خطرہ گزرا ف۸ یعنی کانیں سبزے جانور دریا پہاڑ جو کچھ زمین میں ہیں سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے دینی و دنیوی نفع کیلیے بنائے دینی نفع اس طرح کہ زمین کے عجائبات دیکھکر تمہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت کی معرفت ہو اور دنیوی منافع یہ کہ کھاؤ پیو آرام کرو اپنے کاموں میں لاؤ تو ان نعمتوں کے باوجود تم کسطرح کفر کرو گے مسئلہ کرخی و ابوبکر رازی وغیرہ نے خَلَقَ لَكُمْ کو قابل انتفاع اشیاء کے مباح الاصل ہونیکی دلیل قرار دیا ف۹ یعنی یہ خلقت و ایجاد اللہ تعالیٰ کے عالم جمیع اشیاء ہونیکی دلیل ہے کیونکہ ایسی پرحکمت مخلوق کا پیدا کرنا بغیر علم محیط کے ممکن و متصور نہیں مرنیکے بعد زندہ ہونا کافر محال جانتے تھے ان آیتوں میں انکے بطلان پر قوی برہان قائم فرمادی کہ جب اللہ تعالیٰ قادر ہے علیم ہے اور ابدان کے مادے جمع و حیات کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں تو موت کے بعد حیات کیسے محال ہو سکتی ہے پیدائش آسمان و زمین کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان میں فرشتوں کو اور زمین میں جنات کو سکونت دی جنات نے فساد انگیزی کی تو ملائکہ کی ایک جماعت بھیجی جس نے انہیں پہاڑوں اور جزیروں میں نکال بھگایا ف۱۰ خلیفہ احکام و اوامر کے اجراء و دیگر تصرفات میں اصل کا نائب ہوتا ہے یہاں خلیفہ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں اگرچہ اور تمام انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں فرمایا یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فرشتوں کو خلافت آدم کی خبر اس لیے دی گئی کہ وہ انکے خلیفہ بنائے جانے کی حکمت دریافت کرکے معلوم کرلیں اور ان پر خلیفہ کی عظمت و شان ظاہر ہو کہ انکو پیدائش سے قبل ہی خلیفہ کا لقب عطا ہوا اور آسمان والوں کو ان کی پیدائش کی بشارت دی گئی مسئلہ اس میں بندوں کو تعلیم ہے کہ وہ کام سے پہلے مشورہ کیا کریں اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اسکو مشورہ کی حاجت ہو ف۱۱ ملائکہ کا مقصد اعتراض یا حضرت آدم پر طعن نہیں بلکہ حکمت خلافت دریافت کرنا ہے اور انسانوں کی طرف فساد انگیزی کی نسبت کرنا اسکا علم یا انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہو یا لوح محفوظ سے حاصل ہوا ہو یا خود انھوں نے جنات پر قیاس کیا ہو۔

منزل ۱

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى

تم نہیں جانتے ف۱ اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے ف۲ پھر سب اشیاء

الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ

ملائکہ پر پیش کرکے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ

صٰدِقِیْنَ ۝۳۱ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ

بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک ف۳

اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝۳۲ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّا

تو ہی علم و حکمت والا ہے ف۴ فرمایا اے آدم بتادے انہیں سب اشیاء کے نام جب

اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ

آدم نے انہیں سب کے نام بتادیے ف۵ فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی

وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝۳۳ وَاِذْ قُلْنَا

سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو ف۶ اور یاد کرو جب

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۗ

ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۳۴ وَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ

اور کافر ہوگیا ف۷ اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی

الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا ف۸

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۳۵ فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا

کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے ف۹ تو شیطان نے جنت سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے

مِمَّا كَانَا فِیْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ

انہیں الگ کر دیا ف۱۰ اور ہم نے فرمایا نیچے اترو ف۱۱ آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں

فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ۝۳۶ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ

ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ف۱۲ پھر سیکھ لیے آدم نے

منزل ۱

ف۱ یعنی میری حکمتیں تم پر ظاہر نہیں بات یہ ہے کہ انسانوں میں انبیاء بھی ہوں گے اولیاء بھی علماء بھی اور وہ علمی و عملی دونوں فضیلتوں کے جامع ہوں گے ف۲ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر تمام اشیاء و جملہ مسمیات پیش فرماکر آپ کو ان کے اسماء و صفات و افعال و خواص و اصول علوم و صناعات سب کا علم بطریق الہام عطا فرمایا ف۳ یعنی اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو کہ میں کوئی مخلوق تم سے زیادہ عالم پیدا نہ کروں گا اور خلافت کے تم ہی مستحق ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ کیونکہ خلیفہ کا کام تصرف و تدبیر اور عدل و انصاف ہے اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ خلیفہ کو ان تمام چیزوں کا علم ہو جن پر اس کو متصرف فرمایا گیا اور جن کا اس کو فیصلہ کرنا ہے مسئلہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ملائکہ پر افضل ہونے کا سبب علم ظاہر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ علم اسماء خلوتوں اور تنہائیوں کی عبادت سے افضل ہے مسئلہ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام ملائکہ سے افضل ہیں ف۴ اس میں ملائکہ کی طرف سے اپنے عجز و قصور کا اعتراف اور اس امر کا اظہار ہے کہ ان کا سوال استفساراً تھا نہ کہ اعتراضاً اور اب انہیں انسان کی فضیلت اور اس کی پیدائش کی حکمت معلوم ہوگئی جس کو وہ پہلے نہ جانتے تھے ف۵ یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے ہر چیز کا نام اور اس کی پیدائش کی حکمت بتادی ف۶ ملائکہ نے جو بات ظاہر کی تھی وہ یہ تھی کہ انسان فساد انگیزی و خون ریزی کرے گا اور جو بات چھپائی تھی وہ یہ تھی کہ مستحق خلافت وہ خود ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے افضل و اعلم کوئی مخلوق پیدا نہ فرمائے گا مسئلہ اس آیت سے انسان کی شرافت اور علم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تعلیم کی نسبت کرنا صحیح ہے اگرچہ اس کو معلم نہ کہا جائے گا کیونکہ معلم پیشہ ور تعلیم دینے والے کو کہتے ہیں مسئلہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جملہ لغات اور کل زبانیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مسئلہ یہ بھی ثابت ہوا کہ ملائکہ کے علوم و کمالات میں زیادتی ہوتی ہے ف۷ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام موجودات کا نمونہ اور عالم روحانی و جسمانی کا مجموعہ بنایا اور ملائکہ کے لیے حصول کمالات کا وسیلہ کیا تو انہیں حکم فرمایا کہ حضرت آدم کو سجدہ کریں کیونکہ اس میں شکر گزاری اور حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت کے اعتراف اور اپنے مقولہ کی معذرت کی شان پائی جاتی ہے بعض مفسرین کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا تھا ان کی سند یہ آیت ہے فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ (بیضاوی) سجدہ کا حکم تمام ملائکہ کو دیا گیا تھا یہی اصح ہے (خازن) مسئلہ سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک سجدۂ عبادت جو بقصد پرستش کیا جاتا ہے دوسرا سجدۂ تحیت جس سے مسجود کی تعظیم منظور ہوتی ہے نہ کہ عبادت مسئلہ سجدہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے کسی اور کیلیے نہیں ہو سکتا نہ کسی شریعت میں کبھی جائز ہوا یہاں جو مفسرین سجدہ عبادت مراد لیتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ سجدہ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے تھا اور حضرت آدم علیہ السلام قبلہ بنائے گئے تھے تو وہ مسجود الیہ تھے نہ کہ مسجود لہ مگر یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اس سجدہ سے حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فضل و شرف ظاہر فرمانا مقصود تھا اور مسجود الیہ کا ساجد سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں جیسا کہ کعبہ معظمہ حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قبلہ و مسجود الیہ ہے باوجودیکہ حضور اس سے افضل ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں سجدۂ عبادت نہ تھا سجدۂ تحیت تھا اور خاص حضرت آدم علیہ السلام کیلیے تھا زمین پر پیشانی رکھ کر تھا نہ کہ صرف جھکنا یہی قول صحیح ہے اور اسی پر جمہور ہیں (مدارک) مسئلہ سجدۂ تحیت پہلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں منسوخ کیا گیا اب کسی کیلیے جائز نہیں ہے کیونکہ جب حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ مخلوق کو نہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے (مدارک) ملائکہ میں سب سے پہلا سجدہ کرنے والے حضرت جبریل ہیں پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر عزرائیل پھر اور ملائکہ مقربین یہ سجدہ جمعہ کے روز وقت زوال سے عصر تک کیا گیا ایک قول یہ بھی ہے کہ ملائکہ مقربین سو برس اور ایک قول میں پانچسو برس سجدہ میں رہے شیطان نے سجدہ نہ کیا اور براہ تکبر یہ اعتقاد کرتا رہا کہ وہ حضرت آدم سے افضل ہے اس کے لیے سجدہ کا حکم معاذ اللہ تعالیٰ خلاف حکمت ہے اس اعتقاد باطل سے وہ کافر ہوگیا مسئلہ آیت میں دلالت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے افضل ہیں کہ ان سے انہیں سجدہ کرایا گیا مسئلہ تکبر نہایت قبیح ہے اس سے کبھی متکبر کی نوبت کفر تک پہنچتی ہے (بیضاوی و جمل) ف۸ اس سے گندم یا انگور وغیرہ مراد ہے (جلالین) ف۹ ظلم کے معنی ہیں کسی شے کو بے محل وضع کرنا یہ ممنوع ہے اور انبیاء معصوم ہیں ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا یہاں ظلم خلاف اولیٰ کے معنی میں ہے مسئلہ انبیاء علیہم السلام کو ظالم کہنا اہانت و کفر ہے جو کہے وہ کافر ہو جائے گا اللہ تعالیٰ مالک و مولیٰ ہے جو چاہے فرمائے اس میں ان کی عزت ہے دوسرے کی کیا مجال کہ خلاف ادب کلمہ زبان پر لائے اور خطاب حضرت حق کو اپنی جرأت کیلیے سند بنائے ہمیں تعظیم و توقیر اور ادب و طاعت کا حکم فرمایا ہم پر یہی لازم ہے ف۱۰ شیطان نے کسی طرح حضرت آدم و حوا (علیہما السلام) کے پاس پہنچ کر کہا کہ میں تمہیں شجر خلد بتادوں حضرت آدم علیہ السلام نے انکار فرمایا اس نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں انہیں خیال ہوا کہ اللہ پاک کی جھوٹی قسم کون کھا سکتا ہے بایں خیال حضرت حوا نے اس میں سے کچھ کھایا پھر حضرت آدم کو دیا انہوں نے بھی تناول کیا حضرت آدم کو خیال ہوا کہ لَا تَقْرَبَا کی نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں کیونکہ اگر وہ تحریمی سمجھتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطائے اجتہادی معصیت نہیں ہوتی ف۱۱ حضرت آدم و حوا اور ان کی ذریت کو جو ان کے صلب میں تھی جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا حضرت آدم زمین ہند میں سراندیپ کے پہاڑوں پر اور حضرت حوا جدے میں اتارے گئے (خازن) حضرت آدم علیہ السلام کی برکت سے زمین کے اشجار میں پاکیزہ خوشبو پیدا ہوئی (روح البیان) ف۱۲ اس سے اختتام عمر یعنی موت کا وقت مراد ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کیلیے بشارت ہے کہ وہ دنیا میں صرف اتنی مدت کیلیے ہیں اس کے بعد پھر انہیں جنت کی طرف رجوع فرمانا ہے اور آپ کی اولاد کیلیے معاد پر دلالت ہے کہ دنیا کی زندگی معین وقت تک ہے عمر تمام ہونے کے بعد انہیں آخرت کی طرف رجوع کرنا ہے:۔

ف۱ آدم علیہ السلام نے زمین پر آنیکے بعد تین سو برس تک حیاء سے آسمان کی طرف سر نہ اُٹھایا اگرچہ حضرت داؤد علیہ السلام کثیر البکاء تھے آپکے آنسو تمام زمین والوں کے آنسوؤں سے زیادہ ہیں مگر حضرت آدم علیہ السلام اسقدر روئے کہ آپکے آنسو حضرت داؤد علیہ السلام اور تمام اہل زمین کے آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گئے (خازن) طبرانی و حاکم و ابونعیم و بیہقی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکرِ توبہ میں حیران تھے اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقت پیدائش میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا کہ عرش پر لکھا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں سمجھا تھا کہ بارگاہ الٰہی میں وہ رتبہ کسی کو میسر نہیں جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکا نام اپنے نام اقدس کیساتھ عرش پر مکتوب فرمایا لہٰذا آپ نے اپنی دعا میں رَبَّنَا ظَلَمْنَا الآیہ کے ساتھ یہ عرض کیا اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ابن منذر کی روایت میں یہ کلمے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَكَرَامَتِهٖ عَلَيْكَ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ خَطِیْئَتِیْ یعنی یارب میں تجھ سے تیرے بندہ خاص محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاہ و مرتبت کے طفیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو اُنھیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے اُنکی مغفرت فرمائی **مسئلہ** اس روایت سے ثابت ہے کہ مقبولان بارگاہ کے وسیلہ سے دعا بحق فلاں اور بجاہ فلاں کہکر مانگنا جائز اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے **مسئلہ** اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق واجب نہیں ہوتا لیکن وہ اپنے مقبولوں کو اپنے فضل و کرم سے حق دیتا ہے اسی تفضلی حق کے وسیلہ سے دعا کیجاتی ہے صحیح احادیث سے یہ حق ثابت ہے جیسے وارد ہوا مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ دسویں محرم کو قبول ہوئی جنت سے اخراج کے وقت اور نعمتوں کیساتھ عربی زبان بھی آپ سے سلب کرلی گئی تھی بجائے اسکے زبان مبارک پر سُریانی جاری کردی گئی تھی قبول توبہ کے بعد پھر زبان عربی عطا ہوئی (فتح العزیز) **مسئلہ** توبہ کی اصل رجوع الی اللہ ہے اسکے تین رکن ہیں ایک اعتراف جرم دوسرے ندامت تیسرے عزم ترک اگر گناہ قابل تلافی ہو تو اسکی تلافی بھی لازم ہے مثلاً تارک صلوٰۃ کی توبہ کیلئے پچھلی نمازوں کی قضا پڑھنا بھی ضروری ہے توبہ کے بعد حضرت جبریل نے زمین کے تمام جانوروں میں حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا اعلان کیا اور سب پر انکی فرمانبرداری لازم ہونیکا حکم سنایا سب نے قبول طاعت کا اظہار کیا (فتح العزیز) ف۲ یہ مومنین صالحین کے لیے بشارت ہے کہ نہ اُنھیں فزع اکبر کے وقت خوف ہو نہ آخرت میں غم وہ بے غم جنت میں داخل ہونگے ف۳ اسرائیل یعنی عبداللہ عبری زبان کا لفظ ہے یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے (مدارک) کلبی مفسر نے کہا اللہ تعالیٰ نے يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا فرما کر پہلے تمام انسانوں کو عمومًا دعوت دی پھر اِذْ قَالَ رَبُّكَ فرما کر انکے مبدء کا ذکر کیا اسکے بعد خصوصیت کیساتھ بنی اسرائیل کو دعوت دی یہ لوگ یہودی ہیں اور یہاں سے سَيَقُوْلُ تک ان سے کلام جاری ہے کبھی بملاطفت انعام یاد دلاکر دعوت کیجاتی ہے کبھی خوف دلایا جاتا ہے کبھی حجت قائم کیجاتی ہے کبھی ان کی بدعملی پر توبیخ ہوتی ہے کبھی گزشتہ عقوبات کا ذکر کیا جاتا ہے ف۴ یہ احسان کہ تمھارے آباء کو فرعون سے نجات دلائی دریا کو پھاڑا ابر کو سائبان بنایا انکے علاوہ اور احسانات جو آگے آتے ہیں ان سبکو یاد کرو اور یاد کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت و بندگی کرکے شکر بجالاؤ کیونکہ کسی نعمت کا شکر نہ کرنا ہی اسکا بھلانا ہے ف۵ یعنی تم ایمان و طاعت بجا لاکر میرا عہد پورا کرو میں جزاء و ثواب دیکر تمھارا عہد پورا کرونگا اس عہد کا بیان آیۂ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ میں ہے ف۶ **مسئلہ** اس آیت میں شکر نعمت و وفاء عہد کے واجب ہونیکا بیان ہے اور یہ بھی کہ مومن کو چاہیے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے ف۷ یعنی قرآن پاک اور توریت و انجیل پر جو تمھارے ساتھ ہیں ایمان لاؤ اور اہل کتاب میں پہلے کافر نہ ہو کہ جو تمھارے اتباع میں کفر اختیار کرے اس کا وبال بھی تم پر ہو ف۸ ان آیات سے توریت و انجیل کی وہ آیات مراد ہیں جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت ہے مقصد یہ ہے کہ حضور کی نعت دولت دنیا کے لیے مت چھپاؤ کہ متاع دنیا ثمن قلیل اور نعمت آخرت کے مقابل بے حقیقت ہے **شانِ نزول** یہ آیت کعب بن اشرف اور دوسرے رؤساء و علماءِ یہود کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی قوم کے جاہلوں اور کمینوں سے ٹکے وصول کرلیتے اور ان پر سالانے مقرر کرتے تھے اور اُنھوں نے پھلوں اور نقد مالوں میں اپنے حق معین کرلیے تھے اُنھیں اندیشہ ہوا کہ توریت میں جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت ہے اگر اس کو ظاہر کریں تو قوم حضور پر ایمان لے آئے گی اور ان کی کچھ پرسش نہ رہے گی یہ تمام منافع جاتے رہیں گے اس لیے اُنھوں نے اپنی کتابوں میں تغییر کی اور حضور کی نعت کو بدل ڈالا جب ان سے لوگ دریافت کرتے کہ توریت میں حضور کے کیا اوصاف مذکور ہیں تو وہ چھپالیتے اور ہرگز نہ بتاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خازن وغیرہ) ف۹ اس آیت میں نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو **مسئلہ** جماعت کی ترغیب بھی ہے حدیث شریف میں ہے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے ف۱۰ **شانِ نزول** علماءِ یہود سے ان کے مسلمان رشتہ داروں نے دین اسلام کی نسبت دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا تم اس دین پر قائم رہو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین حق اور کلام سچا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ایک قول یہ ہے کہ آیت ان یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جنھوں نے مشرکین عرب کو حضور کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی اور حضور کے اتباع کرنے کی ہدایت کی تھی پھر جب حضور مبعوث ہوئے تو یہ ہدایت کرنے والے حسد سے خود کافر ہوگئے اس پر انھیں توبیخ کی گئی (خازن و مدارک)

ع ۴ / ۱۰ — منزل ۱

رَبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝۳۷ قُلْنَا

اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی ف۱ بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہم نے فرمایا

اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا

هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

پیرو ہوا اُسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم ف۲ اور وہ جو کفر کریں

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۳۹

اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا

اے یعقوب کی اولاد ف۳ یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا ف۴ اور میرا

بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝۴۰ وَاٰمِنُوْا

عہد پورا کرو میں تمھارا عہد پورا کرونگا ف۵ اور خاص میرا ہی ڈر رکھو ف۶ اور ایمان لاؤ

بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۪

اسپر جو میں نے اتارا اسکی تصدیق کرتا ہوا جو تمھارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو ف۷

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۫ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝۴۱ وَلَا تَلْبِسُوا

اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو ف۸ اور مجھی سے ڈرو اور

الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۲ وَاَقِيْمُوا

حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ اور

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝۴۳

نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ف۹

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم

الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۴۴ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ

کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمھیں عقل نہیں ف۱۰ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو

وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿٤٥﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ

اور بیشک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں ف۱ جنھیں یقین ہے کہ انھیں

أَنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿٤٦﴾ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا ف۲ اے اولاد یعقوب

اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمھیں

الْعَالَمِينَ ﴿٤٧﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَ

بڑائی دی ف۳ اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہوسکے گی ف۴ اور

لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ

نہ کافر کے لیے کوئی سفارش مانی جائے اور نہ کچھ لیکر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ ان کی

يُنصَرُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ

مدد ہو ف۵ اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی ف۶ کہ تم پر بُرا

الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي

عذاب کرتے تھے ف۷ تمھارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمھاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے ف۸ اور اس میں

ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ

تمھارے رب کی طرف سے بڑی بلا تھی یا بڑا انعام ف۹ اور جب ہم نے تمھارے لیے دریا پھاڑ دیا

فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٠﴾ وَ

تو تمھیں بچالیا اور فرعون والوں کو تمھاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا ف۱۰ اور

إِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن

جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع

بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ

کردی اور تم ظالم تھے ف۱۱ پھر اس کے بعد ہم نے تمھیں معافی دی ف۱۲ کہ کہیں

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٢﴾ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ

تم احسان مانو ف۱۳ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کردینا

الربع ع ۵ منزل ۱

ف۱ یعنی اپنی حاجتوں میں صبر اور نماز سے مدد چاہو سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے صبر مصیبتوں کا اخلاقی مقابلہ ہے انسان عدل و عزم حق پرستی پر بغیر اسکے قائم نہیں رہ سکتا صبر کی تین قسمیں ہیں (۱) شدت و مصیبت پر نفس کو روکنا (۲) طاعت و عبادت کی مشقتوں میں مستقل رہنا (۳) معصیت کی طرف مائل ہونے سے طبیعت کو باز رکھنا بعض مفسرین نے یہاں صبر سے روزہ مراد لیا ہے وہ بھی صبر کا ایک فرد ہے اس آیت میں مصیبت کے وقت نماز کیساتھ استعانت کی تعلیم بھی فرمائی کیونکہ وہ عبادت بدنیہ و نفسانیہ کی جامع ہے اور اس میں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہم امور کے پیش آنے پر مشغول نماز ہو جاتے تھے اس آیت میں یہ بھی بتایا گیا کہ مومنین صادقین کے سوا اوروں پر نماز گراں ہے ف۲ اس میں بشارت ہے کہ آخرت میں مومنین کو دیدار الٰہی کی نعمت ملے گی ف۳ العٰلمین کا استغراق حقیقی نہیں مراد یہ ہے کہ میں نے تمہارے آباء کو انکے زمانہ والوں پر فضیلت دی یا فضل جزئی مراد ہے جو اور کسی امت کی فضیلت کا نافی نہیں ہوسکتا اسی لیے امت محمدیہ کے حق میں ارشاد ہوا کنتم خیر امۃ (روح البیان جمل وغیرہ) ف۴ وہ روز قیامت ہے آیت میں نفس دو مرتبہ آیا ہے پہلے سے نفس مومن دوسرے سے نفس کافر مراد ہے (مدارک) ف۵ یہاں سے رکوع کے آخر تک دس نعمتوں کا بیان ہے جو ان بنی اسرائیل کے آباء کو ملیں ف۶ قوم قبط و عمالیق سے جو مصر کا بادشاہ ہوا اس کو فرعون کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان ہے یہاں اسی کا ذکر ہے اسکی عمر چار سو برس سے زیادہ ہوئی آل فرعون سے اسکے متبعین مراد ہیں (جمل وغیرہ) ف۷ عذاب سب برے ہوتے ہیں سوء العذاب وہ کہلائے گا جو اور عذابوں سے شدید ہو اسلیے حضرت مترجم قدس سرہٗ نے (برا عذاب) ترجمہ کیا (کمالین الجلالین وغیرہ) فرعون نے بنی اسرائیل پر نہایت بے دردی سے محنت و مشقت کے دشوار کام لازم کیے تھے پتھروں کی چٹانیں کاٹ کر ڈھوتے ڈھوتے انکی کمریں گردنیں زخمی ہوگئیں تھیں غریبوں پر ٹیکس مقرر کیے تھے جو غروب آفتاب سے قبل بجبر وصول کیے جاتے تھے جو نادار کسی دن ٹیکس ادا نہ کرسکا اسکے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیے جاتے تھے اور مہینہ بھر تک اسی مصیبت میں رکھا جاتا تھا اور طرح طرح کی بے رحمانہ سختیاں تھیں (خازن وغیرہ) ف۸ فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے آگ آئی اس نے مصر کو گھیر کر تمام قبطیوں کو جلا ڈالا بنی اسرائیل کو کچھ ضرر نہ پہنچایا اس سے اسکو بہت وحشت ہوئی کاہنوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیرے ہلاک و زوال سلطنت کا باعث ہوگا یہ سنکر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کر دیا جائے دائیاں تفتیش کیلیے مقرر ہوئیں بارہ ہزار و بروایتے ستر ہزار لڑکے قتل کر ڈالے گئے اور نوے ہزار حمل گرادیے گئے اور مشیت الٰہی سے اس قوم کے بوڑھے جلد جلد مرنے لگے قوم قبط کے رؤسا نے گھبرا کر فرعون سے شکایت کی کہ بنی اسرائیل میں موت کی گرم بازاری ہے اسپر انکے بچے بھی قتل کیے جاتے ہیں تو ہمیں خدمتگار کہاں سے میسر آئیں گے فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کیے جائیں اور ایک سال چھوڑے جائیں تو جو سال چھوڑنے کا تھا اس میں حضرت ہارون پیدا ہوئے اور قتل کے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی ف۹ بلا امتحان و آزمائش کو کہتے ہیں آزمائش نعمت سے بھی ہوتی ہے اور شدت و محنت سے بھی نعمت سے بندہ کی شکر گزاری اور محنت سے اسکے صبر کا حال ظاہر ہوتا ہے اگر ذٰلکم کا اشارہ فرعون کے مظالم کی طرف ہو تو بلا سے محنت و مصیبت مراد ہوگی اور اگر ان مظالم سے نجات دینے کی طرف ہو تو نعمت ف۱۰ یہ دوسری نعمت کا بیان ہے جو بنی اسرائیل پر فرمائی کہ انھیں فرعونیوں کے ظلم و ستم سے نجات دی اور فرعون کو مع اسکی قوم کے انکے سامنے غرق کیا یہاں آل فرعون سے فرعون مع اپنی قوم کے مراد ہے جیسے کہ کرمنا بنی آدم میں حضرت آدم و اولاد آدم دونوں داخل ہیں (جمل) مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بحکم الٰہی شب میں بنی اسرائیل کو مصر سے لیکر روانہ ہوئے صبح کو فرعون انکی جستجو میں لشکر گراں لیکر چلا اور انھیں دریا کے کنارے جا پایا بنی اسرائیل نے لشکر فرعون دیکھکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی آپ نے بحکم الٰہی دریا میں اپنا عصا (لاٹھی) مارا اسکی برکت سے عین دریا میں بارہ خشک رستے پیدا ہوگئے پانی دیواروں کی طرح کھڑا ہوگیا ان آبی دیواروں میں جالی کی مثل روشندان بنگئے بنی اسرائیل کی ہر جماعت ان رستوں میں ایک دوسرے کو دیکھتی اور باہم باتیں کرتی گزر گئی فرعون دریائی رستے دیکھکر ان میں چل پڑا جب اسکا تمام لشکر دریا کے اندر آگیا تو دریا حالت اصلی پر آیا اور تمام فرعونی اس میں غرق ہوگئے دریا کا عرض چار فرسنگ تھا یہ واقعہ بحر قلزم کا ہے جو بحر فارس کے کنارہ پر ہے یا بحر ماوراء مصر کا جسکو اساف کہتے ہیں بنی اسرائیل لب دریا فرعونیوں کے غرق کا منظر دیکھ رہے تھے یہ غرق محرم کی دسویں تاریخ ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن شکر کا روزہ رکھا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک بھی یہود اس دن کا روزہ رکھتے تھے حضور نے بھی اس دن کا روزہ رکھا اور فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فتح کی خوشی منانے اور اسکی شکر گزاری کرنیکے ہم یہود سے زیادہ حق دار ہیں مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ عاشورہ کا روزہ سنت ہے مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء پر جو انعام الٰہی ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور شکر بجا لانا مسنون ہے مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے امور میں دن کا تعین سنت رسول ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کی یادگار اگر کفار بھی قائم کرتے ہوں جب بھی اس کو چھوڑا نہ جائیگا ف۱۱ فرعون اور فرعونیوں کے ہلاک کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر مصر کی طرف لوٹے اور انکی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے عطائے توریت کا وعدہ فرمایا اور اسکے لیے میقات معین کیا جسکی مدت مع اضافہ ایک ماہ دس روز تھی مہینہ ذوالقعدہ اور دس دن ذوالحجہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم میں اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ و جانشیں بنا کر توریت حاصل کرنیکے لیے کوہ طور پر تشریف لے گئے چالیس شب وہاں ٹھہرے اس عرصہ میں کسی سے بات نہ کی اللہ تعالیٰ نے زبرجدی الواح میں توریت آپ پر نازل فرمائی یہاں سامری نے سونے کا جواہرات سے مرصع بچھڑا بنا کر قوم سے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے وہ لوگ ایک ماہ حضرت کا انتظار کرکے سامری کے بہکانے سے بچھڑا پوجنے لگے سوائے حضرت ہارون علیہ السلام اور آپ کے بارہ ہزار ہمراہیوں کے تمام بنی اسرائیل نے گئوسالہ کو پوجا (خازن) ف۱۲ عفو کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ جنھوں نے بچھڑے کی پرستش نہیں کی ہے وہ پرستش کرنے والوں کو قتل کریں اور مجرم برضا و تسلیم سکون کے ساتھ قتل ہوجائیں وہ اسپر راضی ہوگئے صبح سے شام تک ستر ہزار قتل ہوگئے تب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام بتضرع و زاری بارگاہ حق کی طرف ملتجی ہوئے وحی آئی کہ جو قتل ہوچکے شہید ہوئے باقی مغفور فرمائے گئے ان میں کے قاتل و مقتول سب جنتی ہیں مسئلہ شرک سے مسلمان مرتد ہوجاتا ہے مسئلہ مرتد کی سزا قتل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت قتل و خونریزی سے سخت تر جرم ہے فائدہ گئوسالہ بنا کر پوجنے میں بنی اسرائیل کے کئی جرم تھے ایک تصویر سازی جو حرام ہے دوسرے حضرت ہارون علیہ السلام کی نافرمانی تیسرے گئوسالہ پوجکر مشرک ہوجانا یہ ظلم آل فرعون کے مظالم سے بھی زیادہ شدید ہیں کیونکہ یہ افعال ان سے بعد ایمان سرزد ہوئے اس لیے مستحق تو اس کے تھے کہ عذاب الٰہی انھیں مہلت نہ دے اور فی الفور ہلاکت سے کفر پر ان کا خاتمہ ہوجائے لیکن حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی بدولت انھیں توبہ کا موقع دیا گیا یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے ف۱۳ اس میں اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل کی استعداد فرعونیوں کی طرح باطل نہ ہوئی تھی اور ان کی نسل سے صالحین پیدا ہونے والے تھے چنانچہ ان میں ہزارہا نبی و صالح پیدا ہوئے۔

ف یہ قتل اُنکے لیے کفارہ تھا ف۲ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور کفارہ میں اپنی جانیں دیدیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انھیں گئو سالہ پرستی کی عذر خواہی کیلیے حاضر لائیں حضرت اِن میں سے ستر آدمی منتخب کرکے طور پر لے گئے وہاں وہ کہنے لگے اے موسیٰ ہم آپ کا یقین نہ کرینگے جبتک خدا کو علانیہ نہ دیکھ لیں اُس پر آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس کی ہیبت سے وہ مر گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتضرع عرض کی کہ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے اُنھیں یکے بعد دیگرے زندہ فرمادیا

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ

کہ کہیں تم راہ پر آؤ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر

اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ

ف۱ یہ تمھارے پیدا کرنیوالے کے نزدیک تمھارے لیے بہتر ہے تو اُس نے تمھاری توبہ قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنیوالا

الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ

مہربان ف۲ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمھارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو

جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ

نہ دیکھ لیں تو تمھیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر مرے پیچھے ہم نے تمھیں

مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ

زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو اور ہم نے ابر کو تمھارا سائبان کیا

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

ف۳ اور تم پر مَنّ اور سلویٰ اُتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں ف۴

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا

اور اُنھوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں اپنی ہی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے اور جب ہم نے فرمایا

هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ

اس بستی میں جاؤ ف۵ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو

سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

ف۶ اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمھاری خطائیں بخشدیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى

ف۷ تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اُس کے سوا ف۸ تو ہم نے آسمان سے اُن پر

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع وَ

عذاب اُتارا ف۹ بدلا اُن کی بے حکمی کا اور

مسئلہ اس سے شانِ انبیاء معلوم ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ کہنے کی شامت میں بنی اسرائیل ہلاک کیے گئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد والوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ انبیاء کی جناب میں ترک ادب غضب الٰہی کا باعث ہوتا ہے اس سے ڈرتے رہیں مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولان بارگاہ کی دعا سے مُردے زندہ فرماتا ہے ف۳ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فارغ ہو کر لشکر بنی اسرائیل میں پہونچے اور آپ نے اُنھیں حکم الٰہی سُنایا کہ ملک شام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی اولاد کا مدفن ہے اُسی میں بیت المقدس ہے اُسکو عمالقہ سے آزاد کرانیکے لیے جہاد کرو اور مصر چھوڑ کر وہیں وطن بناؤ مصر کا چھوڑنا بنی اسرائیل پر نہایت شاق تھا اول تو اُنھوں نے اسی میں پس و پیش کیا اور جب بجبر و اکراہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کی رکاب سعادت میں روانہ ہوئے تو راہ میں جو کوئی سختی و دشواری پیش آتی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایتیں کرتے جب اُس صحرا میں پہونچے جہاں نہ سبزہ تھا نہ سایہ نہ غلہ ہمراہ تھا وہاں دھوپ کی گرمی اور بھوک کی شکایت کی اللہ تعالیٰ نے بدعائے حضرت موسیٰ علیہ السلام ابر سفید کو اُن کا سایہ بان بنایا جو رات دن اُنکے ساتھ چلتا شب کو اُنکے لیے نوری ستون اُترتا جسکی روشنی میں کام کرتے اُنکے کپڑے میلے اور پُرانے نہ ہوتے ناخن اور بال نہ بڑھتے اس سفر میں جو لڑکا پیدا ہوتا اُس کا لباس اُسکے ساتھ پیدا ہوتا جتنا وہ بڑھتا لباس بھی بڑھتا ف۴ مَنّ ترنجبین کی طرح ایک شیریں چیز تھی روزانہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہر شخص کیلیے ایک صاع کی قدر آسمان سے نازل ہوتی لوگ اُسکو چادروں میں لیکر دن بھر کھاتے رہتے سلویٰ ایک چھوٹا پرند ہوتا ہے اُسکو ہوا لاتی یہ شکار کر کے کھاتے دونوں چیزیں شنبہ کو مطلق نہ آتیں باقی ہر روز پہنچتیں جمعہ کو اور دنوں سے دونی آتیں حکم یہ تھا کہ جمعہ کو شنبہ کیلیے بھی حسب ضرورت جمع کر لو مگر ایک دن سے زیادہ کا جمع نہ کرو بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کی ناشکری کی ذخیرے جمع کیے وہ سڑ گئے اور اُنکی آمد بند کر دی گئی یہ اُنھوں نے اپنا ہی نقصان کیا کہ دنیا میں نعمت سے محروم اور آخرت میں سزاوار عذاب کے ہوئے ف۵ اس بستی سے بیت المقدس مُراد ہے یا اریحا جو بیت المقدس کے قریب ہے جسمیں عمالقہ آباد تھے اور اُسکو خالی کر گئے وہاں غلے میوے بکثرت تھے ف۶ یہ دروازہ اُنکے لیے بمنزلہ کعبہ کے تھا کہ اسمیں داخل ہونا اور اسکی طرف سجدہ کرنا سبب کفارۂ ذنوب قرار دیا گیا ف مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ زبان سے استغفار کرنا اور بدنی عبادت سجدہ وغیرہ بجالانا توبہ کا تتمہ ہے مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ مشہور گناہ کی توبہ باعلان ہونی چاہیے مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ مقامات متبرکہ جو رحمت الٰہی کے مورد ہوں وہاں توبہ کرنا اور

ع ۱۳ ۶ ۶

طاعت بجالانا ثمرات نیک اور سرعت قبول کا سبب ہوتا ہے (فتح العزیز) اسی لیے صالحین کا دستور رہا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے مَوالد و مزارات پر حاضر ہو کر استغفار و طاعت بجالاتے ہیں عرس و زیارت میں بھی یہ فائدہ متصور ہے ف۷ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں اور زبان سے حِطَّةٌ کلمۂ توبہ و استغفار کہتے جائیں اُنھوں نے دونوں حکموں کی مخالفت کی داخل تو ہوئے سُرینوں کے بل گھسٹتے اور بجائے کلمۂ توبہ کے تمسخر سے حَبَّةٌ فِیْ شَعْرَۃٍ کہا جسکے معنی ہیں (بال میں دانہ) ف۹ یہ عذاب طاعون تھا جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار ہلاک ہو گئے مسئلہ صحاح کی حدیث میں ہے کہ طاعون پچھلی اُمتوں کے عذاب کا بقیہ ہے جب تمھارے شہر میں واقع ہو وہاں سے نہ بھاگو دوسرے شہر میں ہو تو وہاں نہ جاؤ مسئلہ صحیح حدیث میں ہے کہ جو لوگ مقام وبا میں رضائے الٰہی پر صابر رہیں اگر وہ وبا سے محفوظ رہیں جب بھی انہیں شہادت کا ثواب ملے گا۔

منزل ۱

اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ

جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اِس پتھر پر اپنا عصا مارو

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ

فوراً اُس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے ف۱ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (۶۰)

کھاؤ اور پیو خدا کا دیا ف۲ اور زمین میں فساد اُٹھاتے نہ پھرو

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ

ف۳ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ف۴ ہم سے تو ایک کھانے پر ف۵ ہرگز صبر نہ ہوگا تو آپ اپنے رب سے

يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَ

دعا کیجیے کہ زمین کی اُگائی ہوئی چیزیں ہمارے لیے نکالے کچھ ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور

عَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ

مسور اور پیاز فرمایا کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو

هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

ف۶ اچھا مصر ف۷ یا کسی شہر میں اُترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا ف۸ اور اُن پر مقرر کر دی گئی

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

خواری اور ناداری ف۹ اور خدا کے غضب میں لوٹے ف۱۰ یہ بدلا تھا اُس کا

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ

کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے ف۱۱

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (۶۱) ع اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ

یہ بدلا تھا اُن کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا بے شک ایمان والے نیز

هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اور نیک کام کریں اُن کا ثواب اُن کے رب کے پاس ہے اور نہ اُنھیں کچھ اندیشہ ہو

منزل ۱

ع ۲

ف۱ جب بنی اسرائیل نے سفر میں پانی نہ پایا شدت پیاس کی شکایت کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو آپ کے پاس ایک مربع پتھر تھا جب پانی کی ضرورت ہوتی آپ اُس پر عصا مارتے اُس سے بارہ چشمے جاری ہوجاتے اور سب سیراب ہوتے یہ بڑا معجزہ ہے لیکن سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے انگشت مبارک سے چشمے جاری فرما کر جماعت کثیرہ کو سیراب فرمانا اس سے بہت اعظم و اعلیٰ ہے کیونکہ عضو انسانی سے چشمے جاری ہونا پتھر کی نسبت زیادہ عجیب ہے (خازن و مدارک) ف۲ یعنی آسمانی طعام منّ و سلویٰ کھاؤ اور اس پتھر کے چشموں کا پانی پیو جو تمہیں فضل الٰہی سے بے محنت میسر ہے ف۳ نعمتوں کے ذکر کے بعد بنی اسرائیل کی نالیاقتی و دوں ہمتی اور نافرمانی کے چند واقعات بیان فرمائے جاتے ہیں ف۴ بنی اسرائیل کی یہ ادا بھی نہایت بے ادبانہ تھی کہ پیغمبر اولو العزم کو نام لیکر پکارا یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا اور کوئی تعظیم کا کلمہ نہ کہا (فتح العزیز) جب انبیاء کا خالی نام لینا بے ادبی ہے تو اُن کو بشر اور ایلچی کہنا کس طرح گستاخی نہ ہوگا غرض انبیاء کے ذکر میں بے تعظیمی کا شائبہ بھی ناجائز ہے ف۵ (ایک کھانے) سے (ایک قسم کا کھانا) مراد ہے ف۶ جب وہ اس پر بھی نہ مانے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی ارشاد ہوا اهبطوا ف۷ مصر عربی میں شہر کو بھی کہتے ہیں کوئی شہر ہو اور خاص شہر یعنی مصر موسیٰ علیہ السلام کا نام بھی ہے یہاں دونوں میں سے ہر ایک مراد ہوسکتا ہے بعض کا خیال ہے کہ یہاں خاص شہر مصر مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے لیے یہ لفظ غیر منصرف ہوکر مستعمل ہوتا ہے اور اس پر تنوین نہیں آتی جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے اَلَيْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ اور اُدْخُلُوْا مِصْرَ مگر یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ سکون اوسط کی وجہ سے لفظ ہند کی طرح اس کو منصرف پڑھنا درست ہے نحو میں اس کی تصریح موجود ہے علاوہ بریں حسن وغیرہ کی قراءت میں مصر بلا تنوین آیا ہے اور بعض مصاحف حضرت عثمان اور مصحف اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ایسا ہی ہے اسی لیے حضرت مترجم قدس سرہٗ نے ترجمہ میں دونوں احتمالوں کو اخذ فرمایا ہے اور شہر معین کے احتمال کو مقدم کیا ف۸ یعنی ساگ ککڑی وغیرہ گو ان چیزوں کی طلب گناہ نہ تھی لیکن منّ و سلویٰ جیسی نعمت بے محنت چھوڑ کر اُن کی طرف مائل ہونا پست خیالی ہے ہمیشہ اُن لوگوں کا میلان طبع پستی ہی کی طرف رہا اور حضرت موسیٰ و ہارون وغیرہ جلیل القدر بلند ہمت انبیاء علیہم السلام کے بعد بنی اسرائیل کی لئیمی و کم حوصلگی کا پورا ظہور ہوا اور تسلط جالوت و حادثہ بخت نصر کے بعد تو وہ بہت ہی ذلیل و خوار ہوگئے اس کا بیان ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ میں ہے ف۹ یہود کی ذلت تو یہ کہ دنیا میں کہیں نام کو اُن کی سلطنت نہیں اور ناداری یہ کہ مال موجود ہوتے ہوئے بھی حرص سے محتاج ہی رہتے ہیں ف۱۰ انبیاء و صلحاء کی بدولت جو رتبے اُنھیں حاصل ہوئے تھے اُن سے محروم ہوگئے اس غضب کا باعث صرف یہی نہیں کہ اُنھوں نے آسمانی غذاؤں کے بدلے ارضی پیداوار کی خواہش کی یا اسی طرح کی اور خطائیں جو زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں صادر ہوئیں بلکہ عہد نبوت سے دور ہونے اور زمانہ دراز گزرنے سے اُن کی استعدادیں باطل ہوئیں اور نہایت قبیح افعال اور عظیم جرم اُن سے سرزد ہوئے یہ اُن کی اس ذلت و خواری کا باعث ہوئے ف۱۱ جیسا کہ اُنھوں نے حضرت زکریا و یحییٰ و شعیا علیہم السلام کو شہید کیا اور یہ قتل ایسے ناحق تھے جن کی وجہ خود یہ قاتل بھی نہیں بتا سکتے۔

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ

اور نہ کچھ غم ف۱ — اور جب ہم نے تم سے عہد لیا ف۲ اور تم پر طور کو اونچا کیا

الطُّورَ ؕ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ

ف۳ لو جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں زور سے ف۴ اور اس کے مضمون یاد کرو اس امید پر کہ تمھیں

تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۖ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

پرہیزگاری ملے — پھر اس کے بعد تم پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل

وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ

اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ٹوٹے والوں میں ہو جاتے ف۵ اور بے شک ضرور تمھیں معلوم ہے

اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾

تم میں کے وہ جنھوں نے ہفتہ میں سرکشی کی ف۶ تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے

فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾

تو ہم نے اس بستی کا یہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لیے عبرت کر دیا اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمھیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو ف۷

قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٧﴾

بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں ف۸ فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں ف۹

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ

بولے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں بتا دے گائے کیسی کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾

نہ بوڑھی اور نہ اوسر بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمھیں حکم ہوتا ہے ع۳

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا

بولے اپنے رب سے دعا کیجیے ہمیں بتا دے اس کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک پیلی گائے ہے

بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

جس کی رنگت ڈہڈہاتی دیکھنے والوں کو خوشی دیتی ع۴ — بولے اپنے رب سے دعا کیجیے

ف۱ شان نزول: ابن جریر و ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی کہ یہ آیت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی (لباب النقول) ف۲ کہ تم توریت مانو گے اور اس پر عمل کرو گے پھر تم نے اس کے احکام کو شاق و گراں جان کر قبول سے انکار کر دیا باوجودیکہ تم نے خود بالحاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایسی آسمانی کتاب کی استدعا کی تھی جس میں قوانین شریعت و آئین عبادت مفصل مذکور ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تم سے بار بار اس کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کا عہد لیا تھا جب وہ کتاب عطا ہوئی تم نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور عہد پورا نہ کیا ف۳ بنی اسرائیل کی عہد شکنی کے بعد حضرت جبریل نے بحکم الٰہی طور پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر قدر قامت فاصلہ پر معلق کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یا تو تم عہد قبول کرو ورنہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائیگا اور تم کچل ڈالے جاؤ گے اس میں صورۃً وفائے عہد پر اکراہ تھا اور در حقیقت پہاڑ کا سروں پر معلق کر دینا آیت الٰہی اور قدرت حق کی برہان قوی ہے اس سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ بیشک یہ رسول مظہر قدرت الٰہی ہیں یہ اطمینان انکو ماننے اور عہد پورا کرنے کا اصل سبب ہے ف۴ یعنی بکوشش تمام ف۵ یہاں فضل و رحمت یا توفیق توبہ مراد ہے یا تاخیر عذاب (مدارک وغیرہ) ایک قول یہ ہے کہ فضل الٰہی و رحمت حق سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک مراد ہے معنی یہ ہیں کہ اگر تمھیں خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی دولت نہ ملتی اور آپ کی ہدایت نصیب نہ ہوتی تو تمھارا انجام ہلاک و خسران ہوتا ف۶ شہر ایلہ میں بنی اسرائیل آباد تھے انھیں حکم تھا کہ شنبہ کا دن عبادت کیلیے خاص کر دیں اس روز شکار نہ کریں اور دنیاوی مشاغل ترک کر دیں انکے ایک گروہ نے یہ چال کی کہ جمعہ کو دریا کے کنارے کنارے بہت سے گڈھے کھودتے اور شنبہ کی صبح کو دریا سے ان گڈھوں تک نالیاں بناتے جنکے ذریعہ پانی کیساتھ آ کر مچھلیاں گڈھوں میں قید ہو جاتیں یکشنبہ کو انھیں نکالتے اور کہتے کہ ہم مچھلی کو پانی سے شنبہ کے روز نہیں نکالتے چالیس یا ستر سال تک یہی عمل رہا جب حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا عہد آیا آپ نے انھیں اس سے منع کیا اور فرمایا قید کرنا ہی شکار ہے جو شنبہ کو کرتے ہو اس سے باز آؤ ورنہ عذاب میں گرفتار کیے جاؤ گے وہ باز نہ آئے آپ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے انھیں بندروں کی شکل میں مسخ کر دیا عقل و حواس تو انکے باقی رہے مگر قوت گویائی زائل ہو گئی بدنوں سے بدبو نکلنے لگی اپنے اس حال پر روتے روتے تین روز میں سب ہلاک ہو گئے انکی نسل باقی نہ رہی یہ ستر ہزار کے قریب تھے بنی اسرائیل کا دوسرا گروہ جو بارہ ہزار کے قریب تھا انھیں اس عمل سے منع کرتا رہا جب یہ نہ مانے تو انھوں نے انکے اور اپنے محلوں کے درمیان دیوار بنا کر علیحدگی کر لی ان سب نے نجات پائی بنی اسرائیل کا تیسرا گروہ ساکت رہا اسکے حق میں حضرت ابن عباس کے سامنے عکرمہ نے کہا کہ وہ مغفور ہیں کیونکہ امر بالمعروف فرض کفایہ ہے بعض کا ادا کرنا کل کا حکم رکھتا ہے انکے سکوت کیوجہ یہ تھی کہ یہ انکے پند پذیر ہونیسے مایوس تھے عکرمہ کی یہ تقریر حضرت ابن عباس کو بہت پسند آئی اور آپ نے مسرور ہو کر انسے معانقہ کیا اور انکی پیشانی کو بوسہ دیا (فتح العزیز) مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ سرور کا معانقہ سنت صحابہ ہے اس کے لیے سفر سے آنا اور غیبت کے بعد ملنا شرط نہیں ف۷ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار تھا اس کے چچازاد بھائی نے بطمع وراثت اسکو قتل کر کے دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور خود صبح کو اسکے خون کا مدعی بنا وہاں کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقت حال ظاہر فرمائے اسپر حکم ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اسکا کوئی حصہ مقتول کے ماریں وہ زندہ ہو کر قاتل کو بتا دیگا ف۸ کیونکہ مقتول کا حال معلوم ہونے اور گائے کے ذبح میں کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی ف۹ ایسا جواب جو سوال سے رابطہ نہ رکھے جاہلوں کا کام ہے یا یہ معنی ہیں کہ محاکمہ کے موقع پر استہزا جاہلوں کا کام ہے انبیاء علیہم السلام کی شان اس سے برتر ہے القصہ جب بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ گائے کو ذبح کرنا لازم ہے تو انھوں نے آپ سے اس کے اوصاف دریافت کیے حدیث شریف میں ہے کہ اگر بنی اسرائیل بحث نہ نکالتے تو جو گائے ذبح کر دیتے کافی ہو جاتی۔

منزل ۱

ع۲ لوٹے۔ نقصان ع۳ اوسر۔ جوان ع۴ ڈہڈہاتی۔ خوب پیلی

يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۖ وَإِنَّآ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾
کہ ہمارے لیے صاف بیان کرے وہ گائے کیسی ہے بیشک گایوں میں ہمکو شبہہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائینگے

قَالَ إِنَّهٗ يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ
ف۱ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لیجاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۚ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوْهَا وَمَا
بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں بولے اب آپ ٹھیک بات لائے ف۲ تو اُسے ذبح کیا اور

كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۚ وَاللّٰهُ
ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے ف۳ اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اُسکی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو

مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذٰلِكَ
ظاہر کرنا جو تم چھپاتے تھے تو ہم نے فرمایا اُس مقتول کو اُس گائے کا ایک ٹکڑا مارو

يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ
ف۴ اللہ یونہی مُردے جلائیگا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہو ف۵ پھر اُس کے بعد

قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ
تمھارے دل سخت ہو گئے ف۶ تو وہ پتھروں کی مثل ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ کرّے

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهٰرُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ
اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں

فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۗ وَمَا
تو اُن سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں ف۷ اور

اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ أَفَتَطْمَعُوْنَ أَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ
اللہ تمھارے کوتکوں سے بے خبر نہیں ع۱ تو اے مسلمانو کیا تمھیں یہ طمع ہے کہ یہودی تمھارا یقین لائیں گے

وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ
اور اُن میں کا تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد

مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ
اُسے دانستہ بدل دیتے ف۸ اور جب مسلمانوں سے ملیں تو کہیں

ع ۱۰ / ۸

منزل ۱

ف۱ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی وہ گائے نہ پاتے مسئلہ ہر نیک کام میں انشاء اللہ کہنا مستحب و باعث برکت ہے ف۲ یعنی اب تشفی ہوئی اور پوری شان و صفت معلوم ہوئی پھر اُنھوں نے گائے کی تلاش شروع کی ان اطراف میں ایسی صرف ایک گائے تھی اُسکا حال یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک صالح شخص تھے اُنکا ایک صغیر السن بچہ تھا اور اُنکے پاس سوائے ایک گائے کے بچہ کے کچھ نہ رہا تھا اُنھوں نے اُس کی گردن پر مہر لگا کر اللہ کے نام پر چھوڑ دیا اور بارگاہ حق میں عرض کیا یارب میں اس بچھیا کو اس فرزند کیلیے تیرے پاس ودیعت رکھتا ہوں جب یہ فرزند بڑا ہو یہ اُسکے کام آئے اُنکا تو انتقال ہو گیا بچھیا جنگل میں بحفظ الٰہی پرورش پاتی رہی یہ لڑکا بڑا ہوا اور بفضلہ صالح و متقی ہوا ماں کا فرمانبردار تھا ایک روز اُسکی والدہ نے کہا اے نور نظر تیرے باپ نے تیرے لیے فلاں جنگل میں خدا کے نام ایک بچھیا چھوڑ دی ہے وہ اب جوان ہو گئی اُسکو جنگل سے لا اور اللہ سے دعا کر کہ وہ تجھے عطا فرمائے لڑکے نے گائے کو جنگل میں دیکھا اور والدہ کی بتائی ہوئی علامتیں اُسمیں پائیں اور اُسکو اللہ کی قسم دیکر بلایا وہ حاضر ہوئی جوان اُسکو والدہ کی خدمت میں لایا والدہ نے بازار میں لیجا کر تین دینار پر فروخت کرنیکا حکم دیا اور یہ شرط کی کہ سودا ہونے پر پھر اسکی اجازت حاصل کیجائے اُس زمانہ میں گائے کی قیمت ان اطراف میں تین دینار ہی تھی جوان جب اُس گائے کو بازار میں لایا تو ایک فرشتہ خریدار کی صورت میں آیا اور اُس نے گائے کی قیمت چھ دینار لگا دی مگر اس شرط سے کہ جوان والدہ کی اجازت کا پابند نہ ہو جوان نے یہ منظور نہ کیا اور والدہ سے تمام قصہ کہا اُس کی والدہ نے چھ دینار قیمت منظور کرنیکی تو اجازت دی مگر بیع میں پھر دوبارہ اپنی مرضی دریافت کرنیکی شرط کی جوان پھر بازار میں آیا اس مرتبہ فرشتہ نے بارہ دینار قیمت لگائی اور کہا کہ والدہ کی اجازت پر موقوف نہ رکھو جوان نے نہ مانا اور والدہ کو اطلاع دی وہ صاحب فراست سمجھ گئی کہ یہ خریدار نہیں کوئی فرشتہ ہے جو آزمایش کے لیے آتا ہے بیٹے سے کہا کہ ابکی مرتبہ اس خریدار سے یہ کہنا کہ آپ ہمیں اس گائے کے فروخت کرنیکا حکم دیتے ہیں یا نہیں لڑکے نے یہی کہا فرشتہ نے جواب دیا کہ ابھی اسکو روکے رہو جب بنی اسرائیل خریدنے آئیں تو اسکی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اسکی کھال میں سونا بھر دیا جائے جوان گائے کو گھر لایا اور جب بنی اسرائیل جستجو کرتے ہوئے اُسکے مکان پر پہنچے تو یہی قیمت طے کی اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضمانت پر وہ گائے بنی اسرائیل کے سپرد کی مسائل اس واقعہ سے کئی مسئلے معلوم ہوئے (۱) جو اپنے عیال کو اللہ کے سپرد کرے اللہ تعالیٰ اُس کی ایسی عمدہ پرورش فرماتا ہے (۲) جو اپنا مال اللہ کے بھروسہ پر اُس کی امانت میں دے اللہ اُس میں برکت دیتا ہے مسئلہ والدین کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کو پسند ہے مسئلہ غیبی فیض قربانی و خیرات کرنیسے حاصل ہوتا ہے مسئلہ راہ خدا میں نفیس مال دینا چاہیئے مسئلہ گائے کی قربانی افضل ہے ف۳ بنی اسرائیل کے مسلسل سوالات اور اپنی رسوائی کے اندیشہ اور گائے کی گرانی قیمت سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ذبح کا قصد نہیں رکھتے مگر جب اُنکے سوالات شافی جوابوں سے ختم کر دیے گئے تو اُنھیں ذبح کرنا ہی پڑا ف۴ بنی اسرائیل نے گائے ذبح کر کے اُس کے کسی عضو سے مُردہ کو مارا وہ بحکم الٰہی زندہ ہوا اُسکے حلق سے خون کے فوارے جاری تھے اُسنے اپنے چچا زاد بھائی کو بتایا کہ اُسنے مجھے قتل کیا اب اُسکو بھی اقرار کرنا پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس پر قصاص کا حکم فرمایا اُسکے بعد شرع کا حکم ہوا کہ مسئلہ قاتل مقتول کی میراث سے محروم رہے گا مسئلہ لیکن اگر عادل نے باغی کو قتل کیا یا کسی حملہ آور سے جان بچانے کیلیے مدافعت کی اُسمیں وہ قتل ہو گیا تو مقتول کی میراث سے محروم نہ ہو گا ف۵ اور تم سمجھو کہ بیشک اللہ تعالیٰ مُردے زندہ کرنے پر قادر ہے اور روز جزا مُردوں کو زندہ کرنا اور حساب لینا حق ہے ف۶ اور ایسے بڑے نشانہائے قدرت سے تم نے عبرت حاصل نہ کی ف۷ باینہمہ تمھارے دل اثر پذیر نہیں پتھروں میں بھی اللہ نے ادراک و شعور دیا ہے اُنھیں خوف الٰہی ہوتا ہے وہ تسبیح کرتے ہیں اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اُس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا ترمذی میں حضرت علی سے (بقیہ صـ۱۳ پر)

ع۱ کرتے سخت عـہ کوتکوں۔ بُرے کاموں

(بقیہ از صفحہ ۱۲) مروی ہے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اطراف مکہ میں گیا جو درخت یا پہاڑ سامنے آتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عرض کرتا تھا ف۸ جیسے اُنھوں نے توریت میں تحریف کی اور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت بدل ڈالی۔

اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ

ہم ایمان لائے ف۱ اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں وہ علم جو اللہ نے

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾

تم پر کھولا مسلمانوں سے بیان کیے دیتے ہو کہ اس سے تمہارے رب کے یہاں تمہیں پر حجت لائیں کیا تمہیں عقل نہیں

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَمِنْهُمْ

کیا نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور اُن میں کچھ

اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِىَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

اَن پڑھ ہیں کہ جو کتاب ف۲ کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا ف۳ یا کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ

تو خرابی ہے اُن کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے

هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا

پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں ف۴ تو خرابی ہے اُن کے لیے

كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ

اُن کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی اُن کے لیے اس کمائی سے اور بولے ہمیں تو

تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن ف۵ تم فرمادو کیا خدا سے تم نے

عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا

کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا ف۶ یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ

علم نہیں ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اُس کی خطا اُسے گھیر لے ف۷

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وہ دوزخ والوں میں ہے اُنھیں ہمیشہ اُس میں رہنا اور جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

اور اچھے کام کیے وہ جنت والے ہیں اُنھیں ہمیشہ اُس میں رہنا

ف۱ شانِ نزول یہ آیت اُن یہودیوں کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہودی منافق جب صحابہ کرام سے ملتے تو کہتے کہ جس پر تم ایمان لائے اُس پر ہم بھی لائے تم حق پر ہو اور تمہارے آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اُنکا قول حق ہے ہم اُن کی نعت وصفت اپنی کتاب توریت میں پاتے ہیں اُن لوگوں پر رؤساء یہود ملامت کرتے تھے اس کا بیان وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ میں ہے۔ (خازن) فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ حق پوشی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا چھپانا اور کمالات کا انکار کرنا یہود کا طریقہ ہے آجکل کے بہت سے گمراہوں کی یہی عادت ہے ف۲ کتاب سے توریت مُراد ہے ف۳ اَمَانِیَّ اُمْنِیَّۃ کی جمع ہے اور اُس کے معنیٰ زبانی پڑھنے کے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت کے معنیٰ یہ ہیں کہ کتاب کو نہیں جانتے مگر صرف زبانی پڑھ لینا بغیر معنے سمجھے (خازن) بعض مفسرین نے یہ معنیٰ بھی بیان کیے ہیں کہ امانی سے وہ جھوٹی گھڑی ہوئی باتیں مراد ہیں جو یہودیوں نے اپنے علماء سے سُنکر بے تحقیق مان لی تھیں ف۴ شانِ نزول جب سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو علماء توریت و رؤساء یہود کو قوی اندیشہ ہوگیا کہ اُنکی روزی جاتی رہے گی اور سرداری مٹ جائے گی کیونکہ توریت میں حضور کا حلیہ اور اوصاف مذکور ہیں جب لوگ حضور کو اُسکے مطابق پائیں گے فوراً ایمان لے آئینگے اور اپنے علماء و رؤساء کو چھوڑ دینگے اس اندیشہ سے اُنھوں نے توریت میں تحریف و تغییر کر ڈالی اور حلیہ شریف بدل دیا مثلاً توریت میں آپ کے اوصاف یہ لکھے تھے کہ آپ خوبرو ہیں بال خوب صورت آنکھیں سرگمیں قد میانہ ہے اُس کو مٹا کر اُنھوں نے یہ بنایا کہ وہ بہت دراز قامت ہیں آنکھیں کنجی نیلی بال اُلجھے ہیں یہی عوام کو سُناتے یہی کتاب الٰہی کا مضمون بتاتے اور سمجھتے کہ لوگ حضور کو اس کے خلاف پائیں گے تو آپ پر ایمان نہ لائیں گے ہمارے گرویدہ رہیں گے اور ہماری کمائی میں فرق نہ آئے گا۔ ف۵ شانِ نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہود کہتے تھے کہ وہ دوزخ میں ہرگز داخل نہ ہونگے مگر صرف اتنی مدت کیلیے جتنے عرصے اُنکے آباء و اجداد نے گوسالہ پوجا تھا اور وہ چالیس روز ہیں اُسکے بعد وہ عذاب سے چھوٹ جائینگے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی ف۶ کیونکہ کذب بڑا عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال لہٰذا اس کا کذب تو ممکن نہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے تم سے صرف چالیس روز کے عذاب کے بعد چھوڑ دینے کا وعدہ ہی نہیں فرمایا تو تمہارا قول باطل ہوا ف۷ اس آیت میں گناہ سے شرک و کفر مراد ہے اور احاطہ کرنے سے یہ مُراد ہے کہ نجات کی تمام راہیں بند ہو جائیں اور کفر و شرک ہی پر اُس کو موت آئے کیونکہ مؤمن خواہ کیسا بھی گنہگار ہو گناہوں سے گھرا نہیں ہوتا اس لیے کہ ایمان جو اعظم طاعت ہے وہ اُس کے ساتھ ہے۔

نصف

منزل ۱

ع ۹ ۱۱ ۹

ف۱ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنی ہیں کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے اُنھیں ایذا ہو اور اپنے بدن و مال سے اُن کی خدمت میں دریغ نہ کرے جب اُنھیں ضرورت ہو اُنکے پاس حاضر رہے مسئلہ اگر والدین اپنی خدمت کیلیے نوافل چھوڑنیکا حکم دیں تو چھوڑ دے اُنکی خدمت نفل سے مقدم ہے مسئلہ واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کیے جا سکتے والدین کیساتھ احسان کے طریقے جو احادیث سے ثابت ہیں یہ ہیں کہ تہ دل سے اُنکے ساتھ محبت رکھے رفتار و گفتار میں نشست و برخاست میں ادب لازم جانے اُنکی شان میں تعظیم کے لفظ کہے اُنکو راضی کرنیکی سعی کرتا رہے اپنے نفیس مال کو اُن سے نہ بچائے اُنکے مرنیکے بعد اُنکی وصیتیں جاری کرے اُنکے لیے فاتحہ صدقات تلاوت قرآن سے ایصال ثواب کرے اللہ تعالیٰ سے اُنکی مغفرت کی دعا کرے ہفتہ وار اُنکی قبر کی زیارت کرے (فتح العزیز) والدین کیساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بدمذہبی میں گرفتار ہوں تو اُنکو بہ نرمی صلاح و تقویٰ اور عقیدۂ حقہ کی طرف لانیکی کوشش کرتا رہے (خازن) ف۲ اچھی بات سے مراد نیکیوں کی ترغیب اور بدیوں سے روکنا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حق اور سچ بات کہو اگر کوئی دریافت کرے تو حضور کے کمالات و اوصاف سچائی کے ساتھ بیان کردو آپکی خوبیاں نہ چھپاؤ ف۳ عہد کے بعد ف۴ جو ایمان لے آئے مثل حضرت عبداللہ بن سلام اور اُنکے اصحاب کے اُنھوں نے تو عہد پورا کیا ف۵ اور تمھاری قوم کی عادت ہی اعراض کرنا اور عہد سے پھر جانا ہے ف۶ شان نزول توریت میں بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں وطن سے نہ نکالیں اور جو بنی اسرائیل کسی کی قید میں ہو اُسکو مال دیکر چھڑا لیں اس عہد پر اُنھوں نے اقرار بھی کیا اپنے نفس پر شاہد بھی ہوئے لیکن قائم نہ رہے اور اس سے پھر گئے صورت واقعہ یہ ہے کہ نواح مدینہ میں یہود کے دو فرقے بنی قریظہ اور بنی نضیر سکونت رکھتے تھے اور مدینہ شریف میں دو فرقے اَوس و خزرج رہتے تھے بنی قریظہ اَوس کے حلیف تھے اور بنی نضیر خزرج کے یعنی ہر ایک قبیلہ نے اپنے حلیف کے ساتھ قسما قسمی کی تھی کہ اگر ہم میں سے کسی پر کوئی حملہ آور ہو تو دوسرا اُس کی مدد کریگا اَوس اور خزرج باہم جنگ کرتے تھے بنی قریظہ اَوس کی اور بنی نضیر خزرج کی مدد کیلیے آتے تھے اور حلیف کیساتھ ہو کر آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چلاتے تھے بنی قریظہ بنی نضیر کو اور وہ بنی قریظہ کو قتل کرتے تھے اور اُنکے گھر ویران کر دیتے تھے اُنھیں اُنکے مساکن سے نکالدیتے تھے لیکن جب اُنکی قوم کے لوگوں کو اُنکے حلیف قید کرتے تھے تو وہ اُنکو مال دیکر چھڑا لیتے تھے مثلاً اگر بنی نضیر کا کوئی شخص اَوس کے ہاتھ میں گرفتار ہوتا تو بنی قریظہ اَوس کو مالی معاوضہ دیکر اُس کو چھڑا لیتے باوجودیکہ اگر وہی شخص لڑائی کے وقت اُنکے موقع پر آجاتا تو اُسکے قتل میں ہرگز دریغ نکرتے اس فعل پر ملامت کیجاتی ہے کہ جب تم نے اپنوں کی خونریزی نہ کرنے اُنکو بستیوں سے نہ نکالنے اُنکے اسیروں کو چھڑانے کا عہد کیا تھا تو اس کے کیا معنی کہ قتل و اخراج میں تو درگزر نہ کرو اور گرفتار ہو جائیں تو چھڑاتے پھرو عہد میں سے کچھ ماننا اور کچھ نہ ماننا کیا معنی رکھتا ہے جب تم قتل و اخراج سے باز نہ رہے تو تم نے عہد شکنی کی اور حرام کے مرتکب ہوئے اور اسکو حلال جانکر کافر ہو گئے مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظلم و حرام پر امداد کرنا بھی حرام ہے مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب الٰہی کے ایک حکم کا نہ ماننا بھی ساری کتاب کا نہ ماننا اور کفر ہے۔ فائدہ اس میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ جب احکام الٰہی میں سے بعض کا ماننا بعض کا نہ ماننا کفر ہوا تو یہود کا حضرت سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنیکے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو ماننا کفر سے نہیں بچا سکتا ف۷ دنیا میں تو یہ رسوائی ہوئی کہ بنی قریظہ ۳ھ ہجری میں مارے گئے ایک روز میں اُنکے سات سو آدمی قتل کیے گئے تھے اور بنی نضیر اس سے پہلے ہی جلا وطن

(بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ تف وَ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور

بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ

ماں باپ کیساتھ بھلائی کرو ف۱ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور

قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ

لوگوں سے اچھی بات کہو ف۲ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر تم پھر گئے

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا

ف۳ مگر تم میں کے تھوڑے ف۴ اور تم روگرداں ہو ف۵ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ

تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

اپنوں کا خون نہ کرنا اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا

ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ

پھر تم نے اسکا اقرار کیا اور تم گواہ ہو پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے

اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ز تَظٰهَرُوْنَ

اور اپنے میں سے ایک گروہ کو اُن کے وطن سے نکالتے ہو اُن پر مدد دیتے ہو (اُنکے مخالف کو)

عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ

گناہ اور زیادتی میں اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلا دیکر

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ

چھڑا لیتے ہو اور اُنکا نکالنا تم پر حرام ہے ف۶ تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور

تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا

کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اُس کا بدلا کیا ہے مگر

خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى

یہ کہ دنیا میں رسوا ہو ف۷ اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائینگے

اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں ف۸ ع۱ یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے

منزل ۱

کوتکوں: برے اعمال

کر دیے گئے حلیفوں کی خاطر عہد الٰہی کی مخالفت کا یہ وبال تھا مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی طرفداری میں دین کی مخالفت کرنا علاوہ اُخروی عذاب کے دنیا میں بھی ذلت و رسوائی کا باعث ہوتا ہے ف۶ اس میں جیسی نافرمانوں کے لیے وعید شدید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے افعال سے بے خبر نہیں ہے تمہاری نافرمانیوں پر عذاب شدید فرمائے گا ایسے ہی اس آیت میں مومنین و صالحین کے لیے مژدہ ہے ف۱ اس کتاب سے توریت مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام عہد مذکور تھے سب سے اہم عہد یہ تھے کہ ہر زمانہ کے پیغمبروں کی اطاعت کرنا اُن پر ایمان لانا اور اُن کی تعظیم و توقیر کرنا ف۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک متواتر انبیاء آتے رہے اُن کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے یہ سب حضرات شریعت موسوی کے محافظ اور اُس کے احکام جاری کرنے والے تھے چونکہ خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کسی کو نہیں مل سکتی اس لیے شریعت محمدیہ کی حفاظت و اشاعت کی خدمت ربانی علماء اور مجددین ملت کو عطا ہوئی ف۳ ان نشانیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مراد ہیں جیسے مُردے زندہ کرنا اندھے اور برص والے کو اچھا کرنا پرند پیدا کرنا غیب کی خبر دینا وغیرہ ف۴ روح قدس سے حضرت جبریل مراد ہیں کہ روحانی ہیں وحی لاتے ہیں جس سے قلوب کی حیات ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے پر مامور تھے آپ ۳۳ سال کی عمر شریف میں آسمان پر اٹھا لیے گئے اس وقت تک حضرت جبریل سفر حضر میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوئے تائید روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جلیل فضیلت ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں حضور کے بعض امتیوں کو بھی تائید روح القدس میسر ہوئی صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیلیے منبر بچھایا جاتا وہ نعت شریف پڑھتے حضور اُن کے لیے فرماتے اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ف۵ پھر بھی اے یہود تمہاری سرکشی میں فرق نہ آیا ف۶ یہود پیغمبروں کے احکام اپنی خواہشوں کے خلاف پاکر انھیں جھٹلاتے اور موقع پاتے تو قتل کر ڈالتے تھے جیسے کہ اُنھوں نے حضرت شعیا و زکریا اور بہت انبیاء کو شہید کیا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی درپے رہے کبھی آپ پر جادو کیا کبھی زہر دیا طرح طرح کے فریب بارادہ قتل کیے ف۷ یہود نے یہ استہزاءً کہا تھا اُن کی مراد یہ تھی کہ حضور کی ہدایت کو اُن کے دلوں تک راہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کا رد فرمایا کہ بے دین جھوٹے ہیں قلوب اللہ تعالیٰ نے فطرت پر پیدا فرمائے اُن میں قبول حق کی لیاقت رکھی اُن کے کفر کی شامت ہے کہ اُنھوں نے سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف کرکے پھر انکار کیا اللہ تعالیٰ نے اُن پر لعنت فرمائی اُس کا اثر ہے کہ قبول حق کی نعمت سے محروم ہو گئے ف۸ یہی مضمون دوسری جگہ ارشاد ہوا بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ف۹ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور حضور کے اوصاف کے بیان میں (کبیر و خازن) ف۱۰ شانِ نزول سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنی حاجات کیلیے حضور کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اور اس طرح دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ یارب ہمیں نبی اُمی کے صدقہ میں فتح و نصرت عطا فرما مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولان حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے قبل جہان میں حضور کی تشریف آوری کا شہرہ تھا اُس وقت بھی حضور کے وسیلہ سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی ف۱۱ یہ انکار عناد و حسد اور حب ریاست کی وجہ سے تھا ف۱۲ یعنی آدمی کو اپنی جان کی خلاصی کیلیے وہی کرنا چاہیے جس سے رہائی کی امید ہو یہود نے یہ بُرا سودا کیا کہ اللہ کے نبی اور اُس کی کتاب کے منکر ہو گئے ف۱۳ یہود کی خواہش تھی کہ ختم نبوت کا منصب بنی اسرائیل میں سے کسی کو ملتا جب دیکھا کہ وہ محروم رہے بنی اسمٰعیل نوازے گئے تو حسد سے منکر ہو گئے مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ حسد حرام اور محرومیوں کا باعث ہے ف۱۴ یعنی انواع و اقسام کے غضب کے سزاوار ہوئے ف۱۵ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت و اہانت والا عذاب کفار کیساتھ خاص ہے مومنین کو گناہوں کی وجہ سے عذاب ہوا بھی تو ذلت و اہانت کیساتھ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ز فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ
آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ اُن پر سے عذاب ہلکا ہو اور
لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ
نہ اُن کی مدد کی جائے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی ف۱ اور
بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ز وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ
اُس کے بعد پے درپے رسول بھیجے ف۲ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں ف۳ اور پاک
بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى
روح سے ف۴ اُس کی مدد کی ف۵ تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لیکر آئے جو تمہارے
اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ج فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ز وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾
نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو اُن (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو
وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا
ف۶ اور یہودی بولے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں ف۷ بلکہ اللہ نے اُن پر لعنت کی اُن کے کفر کے سبب
يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا
تو اُن میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں ف۸ اور جب اُن کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو اُن کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق
مَعَهُمْ لا وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ج
فرماتی ہے ف۹ اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے ف۱۰
فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ز فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾
تو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا اُس سے منکر ہو بیٹھے ف۱۱ تو اللہ کی لعنت منکروں پر
بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ
کس بُرے مولوں اُنھوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے اُتارے سے منکر ہوں ف۱۲ اس کی جلن سے
يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ج فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ
کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے وحی اُتارے ف۱۳ تو غضب پر
عَلٰى غَضَبٍ ط وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
غضب کے سزاوار ہوئے ف۱۴ اور کافروں کے لیے ذلت کا عذاب ہے ف۱۵ اور جب اُن سے کہا جائے

ع ۱۰

منزل ۱

ف۱ اس سے قرآن پاک اور تمام وہ کتابیں اور صحائف مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے یعنی سب پر ایمان لاؤ ف۲ اس سے اُنکی مُراد توریت ہے ف۳ یعنی توریت پر ایمان لانے کا دعویٰ غلط
ہے چونکہ قرآن پاک جو توریت کا مصدق ہے اُسکا انکار توریت کا انکار ہو گیا ف۴ اس میں بھی اُن کی تکذیب ہے کہ اگر توریت پر ایمان رکھتے تو انبیاء علیہم السلام کو ہرگز شہید نہ کرتے ف۵ یعنی حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے طُور پر تشریف لیجانے کے بعد ف۶ آیمیں بھی اُن کی تکذیب ہے کہ شریعت موسوی کے ماننے کا دعویٰ جھوٹا ہے اگر تم مانتے تو حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور ید بیضا وغیرہ کھلی نشانیوں کو
دیکھنے کے بعد گوسالہ پرستی نہ کرتے ف۷ توریت کے
احکام پر عمل کرنے کا ف۸ اس میں بھی اُنکے دعویٰ
ایمان کی تکذیب ہے۔ ف۹ یہود کے باطل دعاوی میں
سے ایک یہ دعویٰ تھا کہ جنت خاص اُنہی کیلیے ہے
اِسکا رد فرمایا جاتا ہے کہ اگر تمھارے زعم میں جنت
تمھارے لیے خاص ہے اور آخرت کی طرف سے
تمھیں اطمینان ہے اعمال کی حاجت نہیں تو جنتی
نعمتوں کے مقابلہ میں دنیوی مصائب کیوں برداشت
کرتے ہو موت کی تمنا کرو کہ تمھارے دعویٰ کی بنا پر
تمھارے لیے باعث راحت ہے اگر تم نے موت کی
تمنا نہ کی تو یہ تمھارے کذب کی دلیل ہوگی حدیث
شریف میں ہے کہ اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو سب
ہلاک ہو جاتے اور روئے زمین پر کوئی یہودی
باقی نہ رہتا ف۱۰ یہ غیب کی خبر اور معجزہ ہے کہ یہود
باوجود نہایت ضد اور شدت مخالفت کے بھی تمنائے
موت کا لفظ زبان پر نہ لاسکے ف۱۱ جیسے نبی آخر الزماں
اور قرآن کے ساتھ کفر اور توریت کی تحریف وغیرہ
مسئلہ موت کی محبت اور لقائے پروردگار کا شوق
اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ ہر نماز کے بعد دعا فرماتے اَللّٰهُمَّ
ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَوَفَاةً بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ
یارب مجھے اپنی راہ میں شہادت اور
اپنے رسول کے شہر میں وفات نصیب
فرما بالعموم تمام صحابۂ کبار اور بالخصوص
شہدائے بدر و اُحُد و اصحاب بیعت رضوان موت
فی سبیل اللہ کی محبت رکھتے تھے حضرت سعد بن ابی
وقاص رضی اللہ عنہ نے لشکر کفار کے سردار رُستم
بن فرخ زاد کے پاس جو خط بھیجا اس میں تحریر فرمایا
تھا اِنَّ مَعِیَ قَوْمًا یُّحِبُّوْنَ الْمَوْتَ كَمَا یُحِبُّ الْاَعَاجِمُ
الْخَمْرَ یعنی میرے ساتھ ایسی قوم ہے جو موت کو اتنا
محبوب رکھتی ہے جتنا عجمی شراب کو اس میں لطیف
اشارہ تھا کہ شراب کی ناقص مستی کو محبت دنیا کے
دیوانے پسند کرتے ہیں اور اہل اللہ موت کو محبوب
حقیقی کے وصال کا ذریعہ سمجھکر محبوب جانتے ہیں
فی الجملہ اہل ایمان آخرت کی رغبت رکھتے ہیں اور
اگر طول حیات کی تمنا بھی کریں تو وہ اس لیے ہوتی
ہے کہ نیکیاں کرنے کے لیے کچھ اور عرصہ مل جائے
جس سے آخرت کے لیے ذخیرہ سعادت
زیادہ کر سکیں اگر گزشتہ ایام میں گناہ ہوئے
ہیں تو اُن سے توبہ و استغفار کریں مسئلہ
صحاح کی حدیث میں ہے کوئی دنیوی مصیبت
سے پریشان ہو کر موت کی تمنا نہ کرے اور
درحقیقت حوادث دنیا سے تنگ آکر موت کی
دعا کرنا صبر و رضا و تسلیم و توکل کے خلاف و
ناجائز ہے۔ ف۱۲ مشرکین کا ایک گروہ مجوسی ہے
آپسمیں تحیت و سلام کے موقع پر کہتے ہیں زِہْ ہزار سال یعنی ہزار برس جیو مطلب یہ ہے کہ مجوسی مشرک ہزار برس جینے کی تمنا رکھتے ہیں یہودی اُن سے بھی بڑھ گئے کہ اُنھیں حرص
زندگانی سب سے زیادہ ہے۔

اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَ یَكْفُرُوْنَ
کہ اللہ کے اُتارے پر ایمان لاؤ ف۱ تو کہتے ہیں وہ جو ہم پر اُترا اُس پر ایمان لاتے ہیں ف۲ اور باقی سے

بِمَا وَرَآءَهٗۗ وَ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِیَآءَ
منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے اُنکے پاس والے کی تصدیق فرماتا ہوا ف۳ تم فرماؤ کہ پھر اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا

اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۹۱) وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى
اگر تمھیں اپنی کتاب پر ایمان تھا ف۴ اور بے شک تمھارے پاس موسیٰ

بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (۹۲) وَ
کھلی نشانیاں لیکر تشریف لایا پھر تم نے اُس کے بعد ف۵ بچھڑے کو معبود بنا لیا اور تم ظالم تھے ف۶ اور

اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ
یاد کرو جب ہم نے تم سے پیمان لیا ف۷ اور کوہ طور کو تمھارے سروں پر بلند کیا لو جو ہم تمھیں دیتے ہیں

بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْاؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَاۗ وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ
زور سے اور سنو بولے ہم نے سُنا اور نہ مانا اور اُنکے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا

الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْؕ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِیْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۹۳)
اُن کے کفر کے سبب تم فرما دو کیا بُرا حکم دیتا ہے تم کو تمھارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو ف۸

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ
تم فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمھارے لیے ہو نہ اوروں کے لیے

دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۹۴) وَ لَنْ
تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو ف۹ اور

یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ (۹۵) وَ
ہرگز کبھی اُس کی آرزو نہ کرینگے ف۱۰ اُن بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے ف۱۱ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور

لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَیٰوةٍۚۛ وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْاۚۛ
بیشک تم ضرور اُنھیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں اور مشرکوں سے ایک کو تمنا ہے

یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍۚ وَ مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ
کہ کہیں ہزار برس جیے ف۱۲ اور وہ اُسے عذاب سے دور نہ کرے گا

منزل ۱

ع ۲ — عند المتأخرین ۱۲

الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا
اتنی عمر دیا جانا اور اللہ اُن کے کوتک دیکھ رہا ہے تم فرمادو جو کوئی جبریل کا دشمن ہو

لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا
ف۱ تو اُس (جبریل) نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اُتارا اگلی کتابوں کی تصدیق

بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٧﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا
فرماتا اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو ف۲ جو کوئی دشمن ہو

لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ
اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے

لِلْكَافِرِينَ ﴿٩٨﴾ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ
کافروں کا ف۳ اور بے شک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اُتاریں ف۴ اور اُنکے منکر نہ ہونگے

بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ﴿٩٩﴾ أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ
مگر فاسق لوگ اور کیا جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں ان میں ایک فریق اُسے پھینک دیتا ہے

مِنْهُمْ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ
بلکہ اُن میں بہتیروں کو ایمان نہیں ف۵ اور جب اُنکے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول

عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِنَ الَّذِينَ
ف۶ اُن کی کتابوں کی تصدیق فرماتا ف۷ تو کتاب والوں سے ایک گروہ نے

أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾
اللہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی ف۸ گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے ف۹

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ
اور اُس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں ف۱۰ اور سلیمان نے

سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ
کفر نہ کیا ف۱۱ ہاں شیطان کافر ہوئے ف۱۲ لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں

وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ
اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اُترا اور وہ دونوں

ع ۱۰ / ۱۱

منزل ۱

ف۱ شانِ نزول یہود کے عالم عبداللہ بن صوریا نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ کے پاس آسمان سے کون فرشتہ آتا ہے فرمایا جبریل ابنِ صُوریا نے کہا وہ ہمارا دشمن ہے عذاب شدت اور خسف اُتارتا ہے کئی مرتبہ ہم سے عداوت کرچکا ہے اگر آپ کے پاس میکائیل آتے تو ہم آپ پر ایمان لے آتے ف۲ تو یہود کی عداوت جبریل کے ساتھ بے معنی ہے بلکہ اگر انھیں انصاف ہوتا تو وہ جبریل امین سے محبت کرتے اور اُنکے شکر گزار ہوتے کہ وہ ایسی کتاب لائے جس سے اُنکی کتابوں کی تصدیق ہوتی ہے اور بُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ فرمانے میں یہود کا رد ہے کہ اب تو جبریل ہدایت و بشارت لارہے ہیں پھر بھی تم عداوت سے باز نہیں آتے ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و ملائکہ کی عداوت کفر اور غضب الٰہی کا سبب ہے اور محبوبانِ حق سے دشمنی خدا سے دشمنی کرنا ہے ف۴ شانِ نزول یہ آیت ابن صوریا یہودی کے جواب میں نازل ہوئی جس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اے محمد آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہ لائے جسے ہم پہچانتے اور نہ آپ پر کوئی واضح آیت نازل ہوئی جس کا ہم اتباع کرتے ف۵ شانِ نزول یہ آیت مالک بن صیف یہودی کے جواب میں نازل ہوئی جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اللہ تعالیٰ کے وہ عہد یاد دلائے جو حضور پر ایمان لانے کے متعلق کیے تھے تو ابن صیف نے عہد ہی کا انکار کردیا ف۶ یعنی سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ف۷ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم توریت و زبور وغیرہ کی تصدیق فرماتے تھے اور خود ان کتابوں میں بھی حضور کی تشریف آوری کی بشارت اور آپ کے اوصاف و احوال کا بیان تھا اس لیے حضور کی تشریف آوری اور آپ کا وجود مبارک ہی ان کتابوں کی تصدیق ہے تو حال اسکا مقتضی تھا کہ حضور کی آمد پر اہل کتاب کا ایمان اپنی کتابوں کے ساتھ اور زیادہ پختہ ہوتا مگر اس کے برعکس انھوں نے اپنی کتابوں کیساتھ بھی کفر کیا سُدّی کا قول ہے کہ جب حضور کی تشریف آوری ہوئی تو یہود نے توریت سے مقابلہ کرکے توریت و قرآن کو مطابق پایا تو توریت کو بھی چھوڑ دیا ف۸ یعنی اس کتاب کی طرف بے التفاتی کی سُفیان ابنِ عُیینہ کا قول ہے کہ یہود نے توریت کو حریر و دیبا کے ریشمی غلافوں میں زر و سیم کیساتھ مُطلّا و مُزیّن کرکے رکھ لیا اور اُس کے احکام کو نہ مانا ف۹ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے چار فرقے تھے ایک توریت پر ایمان لایا اور اُس نے اُس کے حقوق کو بھی ادا کیا یہ مومنین اہل کتاب ہیں اِنکی تعداد تھوڑی ہے اور اَکْثَرُهُمْ سے اُنکا پتہ چلتا ہے دوسرا فرقہ جس نے بالاعلان توریت کے عہد توڑے اُس کے حدود سے باہر ہوئے سرکشی اختیار کی نَبَذَهٗ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ میں اُنکا بیان ہے تیسرا فرقہ وہ جس نے عہد شکنی کا اعلان تو نہ کیا لیکن اپنی جہالت سے عہد شکنی کرتے رہے اُنکا ذکر بَلْ اَکْثَرُهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ میں ہے چوتھے فرقے نے ظاہری طور پر تو عہد مانے اور باطن میں بغاوت و عناد سے مخالفت کرتے رہے یہ تصنع سے جاہل بنتے تھے کَاَنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ میں اُن پر دلالت ہے ف۱۰ شانِ نزول حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے تو آپ نے اُنکو اس سے روکا اور اُنکی کتابیں لیکر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد شیاطین نے وہ کتابیں نکلوا کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام اسی کے زور سے سلطنت کرتے تھے بنی اسرائیل کے صلحاء و علماء نے تو اسکا انکار کیا لیکن اُنکے جہال جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم مان کر اسکے سیکھنے پر ٹوٹ پڑے انبیاء کی کتابیں چھوڑ دیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک اسی حال پر رہے اللہ تعالیٰ نے حضور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی برأت میں یہ آیت نازل فرمائی ف۱۱ کیونکہ وہ نبی ہیں اور انبیاء کفر سے قطعاً معصوم ہوتے ہیں ان کی طرف سحر کی نسبت باطل و غلط ہے کیونکہ سحر کا کفریات سے خالی ہونا نادر ہے ف۱۲ جنھوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادوگری کی جھوٹی تہمت لگائی۔

۱؎ کوتک۔ برے عمل

مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْؕ فَیَتَعَلَّمُوْنَ
کسی کو کچھ نہ سکھاتے جبتک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو ف۱ تو اُن سے سیکھتے

مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ
وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اُس کی عورت میں اور اُس سے ضرر نہیں پہونچا سکتے

مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِؕ وَ یَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا
کسی کو مگر خدا کے حکم سے ف۲ اور وہ سیکھتے ہیں جو اُنھیں نقصان دے گا

یَنْفَعُهُمْؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ
نفع نہ دے گا اور بیشک ضرور اُنھیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا آخرت میں اُسکا کچھ حصہ نہیں

خَلَاقٍ ﳵ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْؕ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ (۱۰۲)
اور بیشک کیا بُری چیز ہے وہ جس کے بدلے اُنھوں نے اپنی جانیں بیچیں کسی طرح اُنھیں علم ہوتا

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَیْرٌؕ لَوْ
ف۳ اور اگر وہ ایمان لاتے ف۴ اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ کے یہاں کا ثواب بہت اچھا ہے

كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ (۱۰۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ
کسی طرح اُنھیں علم ہوتا اے ایمان والو ف۵ راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور

قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْاؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۱۰۴) مَا
ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو ف۶ اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے ف۷

یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ لَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ
وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک ف۸ وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اُترے

عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُؕ
تمہارے رب کے پاس سے ف۹ اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے

وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (۱۰۵) مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ
اور اللہ بڑے فضل والا ہے جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں

بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَاؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۰۶)
ف۱۰ تو اُس سے بہتر یا اُس جیسی لے آئیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے

منزل ۱ — ع ۱۲

ف۱ یعنی جادو سیکھ کر اور اُس پر عمل و اعتقاد کرے اور اُسکو مباح جانکر کافر بن، یہ جادو فرمانبردار و نافرمان کے درمیان امتیاز و آزمائش کیلئے نازل ہوا جو اس کو سیکھ کر اُس پر عمل کرے، کافر ہو جائے گا بشرطیکہ اس جادو میں منافی ایمان کلمات و افعال ہوں اور جو اُس سے بچنے نہ سیکھے یا سیکھے اور اُس پر عمل نہ کرے اور اُسکے کفریات کا معتقد نہ ہو وہ مومن رہے گا یہی امام ابو منصور ماتریدی کا قول ہے مسئلہ جو سحر کفر ہے اُس کا عامل اگر مرد ہو قتل کر دیا جائے گا مسئلہ جو سحر کفر نہیں مگر اُس سے جانیں ہلاک کیجاتی ہیں اُسکا عامل قطاع طریق کے حکم میں ہے مرد ہو یا عورت مسئلہ جادوگر کی توبہ مقبول ہے (مدارک) ف۲ مسئلہ اس سے معلوم ہوا موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور تاثیر اسباب تحت مشیت ہے ف۳ اپنے انجام کار و شدت عذاب کا ف۴ حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر ف۵ شان نزول جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے رَاعِنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِسکے یہ معنی تھے کہ یارسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجیے یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوء ادب کے معنی رکھتا تھا اُنھوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایکروز یہ کلمہ اُنکی زبان سے سنکر فرمایا اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اُس کی گردن ماردونگا یہود نے کہا ہمپر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں اُس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہونے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جسمیں رَاعِنَا کہنے کی ممانعت فرما دی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ اُنْظُرْنَا کہنے کا حکم ہوا مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم و توقیر اور اُنکی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ف۶ اور ہمہ تن گوش ہو جاؤ تاکہ یہ عرض کرنیکی ضرورت ہی نہ رہے کہ حضور توجہ فرمائیں کیونکہ دربار نبوت کا یہی ادب ہے مسئلہ دربار انبیاء میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم ہے ف۷ مسئلہ لِلْکٰفِرِیْنَ میں اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے ف۸ شان نزول یہود کی ایک جماعت مسلمانوں سے دوستی و خیر خواہی کا اظہار کرتی تھی اُنکی تکذیب میں یہ آیت نازل ہوئی مسلمانوں کو بتایا گیا کہ کفار خیر خواہی کے دعوے میں جھوٹے ہیں (جمل) ف۹ یعنی کفار اہل کتاب اور مشرکین دونوں مسلمانوں سے بغض رکھتے ہیں اور اس رنج میں ہیں کہ اُنکے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و وحی عطا ہوئی اور مسلمانوں کو یہ نعمت عظمیٰ ملی (خازن وغیرہ) ف۱۰ شان نزول قرآن کریم نے شرائع سابقہ و کتب قدیمہ کو منسوخ فرمایا تو کفار کو بہت توحش ہوا اور اُنھوں نے اسپر طعن کیے اسپر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ منسوخ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور ناسخ بھی دونوں عین حکمت ہیں اور ناسخ کبھی منسوخ سے زیادہ سہل و انفع ہوتا ہے قدرت الٰہی پر یقین رکھنے والیکو اسمیں جائے تردد نہیں کائنات میں مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دن سے رات کو گرما سے سرما کو جوانی سے بچپن کو بیماری سے تندرستی کو بہار سے خزاں کو منسوخ فرماتا ہے یہ تمام نسخ و تبدیل اُس کی قدرت کے دلائل ہیں تو ایک آیت اور ایک حکم کے منسوخ ہونے میں کیا تعجب نسخ درحقیقت حکم سابق کی مدت کا بیان ہوتا ہے کہ وہ حکم اس مدت کیلیے تھا اور عین حکمت تھا کفار کی نافہمی کہ نسخ پر اعتراض کرتے ہیں اور اہل کتاب کا اعتراض اُنکے معتقدات کے لحاظ سے بھی غلط ہے اُنھیں حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے احکام کی منسوخیت تسلیم کرنا پڑے گی یہ ماننا ہی پڑیگا کہ شنبہ کے روز دنیوی کام اُن سے پہلے حرام نہ تھے اُنپر حرام ہوئے یہ بھی اقرار ناگزیر ہوگا کہ توریت میں حضرت نوح کی اُمت کیلیے تمام چوپائے حلال ہونا بیان کیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت سے حرام کر دیئے گئے ان اُمور کے ہوتے ہوئے نسخ کا انکار کسطرح ممکن ہے مسئلہ جسطرح آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوتی ہے اُسی طرح حدیث متواتر سے بھی ہوتی ہے مسئلہ نسخ کبھی صرف تلاوت کا ہوتا ہے کبھی صرف حکم کا کبھی تلاوت و حکم دونوں کا بیہقی نے ابوامامہ سے روایت کی کہ ایک انصاری صحابی شب کو تہجد کیلیے اُٹھے اور سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اُسکو پڑھنا چاہا لیکن وہ بالکل یاد نہ آئی اور سوائے بسم اللہ کے کچھ نہ پڑھ سکے صبح کو دوسرے

(باقی ص۱۹ پر)

(البقیۃ از ف۱۸۱) اصحابہ سے اسکا ذکر کیا اُن حضرات نے فرمایا ہمارا بھی یہی حال ہے وہ سورت ہمیں بھی یاد تھی اور اب ہمارے حافظہ میں بھی نہ رہی سب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ عرض کیا حضورِ اکرم نے فرمایا آج شب وہ سورت اُٹھالی گئی اُسکے حکم و تلاوت دونوں منسوخ ہوئے جن کاغذوں پر وہ لکھی گئی تھی اُن پر نقش تک باقی نہ رہے

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَمَا

کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور

لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١٠٧﴾ أَمْ تُرِيدُونَ

اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی نہ مددگار کیا یہ چاہتے ہو

أَن تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ ۗ وَمَن

کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوا تھا ف۱ اور جو

يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿١٠٨﴾ وَدَّ

ایمان کے بدلے کفر لے ف۲ وہ ٹھیک راستہ بہک گیا بہت

كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا

کتابیوں نے چاہا ف۳ کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں

حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ

اپنے دلوں کی جلن سے ف۴ بعد اس کے کہ حق اُن پر خوب ظاہر ہوچکا ہے

فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

تو تم چھوڑو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے بیشک اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٩﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَمَا

قادر ہے اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو ف۵ اور

تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ

اپنی جانوں کیلیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اُسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بیشک اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٠﴾ وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا

تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور اہل کتاب بولے ہرگز جنت میں نہ جائیگا مگر

مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا

وہ جو یہودی یا نصرانی ہو ف۶ یہ اُنکی خیال بندیاں ہیں تم فرماؤ لاؤ

بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١١١﴾ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ

اپنی دلیل ف۷ اگر سچے ہو ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا

ف۱ شانِ نزول یہود نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس آپ ایسی کتاب لائیے جو آسمان سے ایکبارگی نازل ہو اُنکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ف۲ یعنی جو آیتیں نازل ہوچکی ہیں اُن کے قبول کرنے میں بیجا بحث کرے اور دوسری آیتیں طلب کرے مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ جس سوال میں مفسدہ ہو وہ بزرگوں کے سامنے پیش کرنا جائز نہیں اور سب سے بڑا مفسدہ یہ کہ اس سے نافرمانی ظاہر ہوتی ہو ف۳ شانِ نزول جنگِ اُحد کے بعد یہود کی جماعت نے حضرت حُذیفہ بن یمان اور عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تم حق پر ہوتے تو تمھیں شکست نہ ہوتی تم ہمارے دین کی طرف واپس آجاؤ حضرت عمار نے فرمایا تمھارے نزدیک عہد شکنی کیسی ہے اُنھوں نے کہا نہایت بُری آپ نے فرمایا میں نے عہد کیا ہے کہ زندگی کے آخر لمحہ تک سیّد عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پھرونگا اور کفر نہ اختیار کرونگا اور حضرت حُذیفہ نے فرمایا میں راضی ہوا اللہ کے رب ہونے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے اسلام کے دین ہونے قرآن کے ایمان ہونے کعبہ کے قبلہ ہونے مومنین کے بھائی ہونے سے پھر یہ دونوں صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی خبر دی حضور نے فرمایا تم نے بہتر کیا اور فلاح پائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی ف۴ اسلام کی حقانیت جاننے کے بعد یہود کا مسلمانوں کے کفر و ارتداد کی تمنا کرنا اور یہ چاہنا کہ وہ ایمان سے محروم ہوجائیں حسدًا تھا حسد بڑا ہی عیب ہے مسئلہ حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد سے بچو وہ نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو مسئلہ حسد حرام ہے مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے مال و دولت یا اثر و وجاہت کو گمراہی و بیدینی پھیلاتا ہو تو اُس کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لیے اُس کے زوال نعمت کی تمنا حسد میں داخل نہیں اور حرام بھی نہیں ف۵ مومنین کو یہود سے درگزر کا حکم دینے کے بعد اُنھیں اپنے اصلاح نفس کی طرف متوجہ فرماتا ہے ف۶ یعنی یہود کہتے ہیں کہ جنت میں صرف یہودی داخل ہونگے اور نصرانی کہتے ہیں کہ فقط نصرانی اور یہ مسلمانوں کو دین سے منحرف کرنے کے لیے کہتے ہیں جیسے نسخ وغیرہ کے لچر شبہات اُنھوں نے اس اُمید پر پیش کیے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے دین میں کچھ تردد ہوجائے اسی طرح اُن کو جنت سے مایوس کرکے اسلام سے پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ آخر پارہ میں اُن کا یہ مقولہ مذکور ہے وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس خیال باطل کا رد فرماتا ہے ف۷ مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نفی کے مدعی کو بھی دلیل لانا ضرور ہے بغیر اس کے دعویٰ باطل و نامسموع ہوگا۔

منزل ۱

الثلثة

ف خواہ وہ کسی زمانہ کسی نسل کسی قوم کا ہو ف۲ اسمیں اشارہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ کہ جنت کے فقط وہی مالک ہیں بالکل غلط ہے کیونکہ دخول جنت مرتب ہے عقیدۂ صحیحہ و عمل صالح پر اور یہ انھیں میسّر
نہیں ف۳ شانِ نزول نجران کے نصاریٰ کا وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو علمائے یہود آئے اور دونوں میں مناظرہ شروع ہو گیا آوازیں بلند ہوئیں
شور مچا یہود نے کہا کہ نصاریٰ کا دین کچھ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا اسی طرح نصاریٰ نے یہود سے کہا

لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
اللہ کے لیے اور وہ نیکوکار ہے ف تو اُس کا نیگ اُس کے رب کے پاس ہے اور اُنھیں نہ کچھ اندیشہ ہو

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى
اور نہ کچھ غم ف۲ اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں

شَيْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ
اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں ف۳ حالانکہ

الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ
وہ کتاب پڑھتے ہیں ف۴ اسی طرح جاہلوں نے اُن کی سی بات کہی ف۵ تو اللہ

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَ
قیامت کے دن اُن میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑ رہے ہیں اور

مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ
اُس سے بڑھکر ظالم کون ف۶ جو اللہ کی مسجدوں کو روکے اُن میں نام خدا لیے جانے سے

وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا
ف اور اُن کی ویرانی میں کوشش کرے ف۸ اُن کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں

اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
مگر ڈرتے ہوئے انکے لیے دنیا میں رسوائی ہے ف۹ اور اُن کے لیے آخرت میں

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا
بڑا عذاب ف اور پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو

فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ
اُدھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمھاری طرف متوجہ) ہے بیشک اللہ وسعت والا علم والا ہے اور بولے خدا نے اپنے لیے

وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ
اولاد رکھی پاکی ہے اُسے ف۱۱ بلکہ اُسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ف۱۲ سب

لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿١١٦﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى
اُس کے حضور گردن ڈالے ہیں نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا ف۱۳ اور جب کسی بات کا

کہ تمھارا دین کچھ نہیں اور توریت و حضرت موسیٰ علیہ السلام
کا انکار کیا اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی ف۴ یعنی باوجود
علم کے اُنھوں نے ایسی جاہلانہ گفتگو کی حالانکہ انجیل جسکو
نصاریٰ مانتے ہیں اُسمیں توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی نبوت کی تصدیق ہے اسی طرح توریت جسکو
یہودی مانتے ہیں اُسمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی نبوت اور اُن تمام احکام کی تصدیق ہے
جو آپکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے ف۵ علمائے
اہل کتاب کیطرح ان جاہلوں نے جو نہ علم رکھتے تھے نہ کتاب
جیسے کہ بت پرست آتش پرست وغیرہ اُنھوں نے ہر ایک
دین والے کی تکذیب شروع کی اور کہا کہ وہ کچھ نہیں اُنھیں
جاہلوں میں سے مشرکین عرب بھی ہیں جنھوں نے نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے دین کی شان میں
ایسے ہی کلمات کہے ف۶ شانِ نزول یہ آیت بیت المقدس
کی بےحرمتی کے متعلق نازل ہوئی جسکا مختصر واقعہ یہ ہے کہ
روم کے نصرانیوں نے بنی اسرائیل پر فوج کشی کی ان کے
مردان کارآزما کو قتل کیا ذریت کو قید کیا توریت کو جلایا
بیت المقدس کو ویران کیا اُسمیں نجاستیں ڈالیں خنزیر ذبح
کیے معاذ اللہ بیت المقدس خلافت فاروقی تک اسی ویرانی
میں رہا آپ کے عہد مبارک میں مسلمانوں نے اُسکو بنا
کیا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت مشرکین مکّہ کے حق میں
نازل ہوئی جنھوں نے ابتدائے اسلام میں حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کے اصحاب کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے
روکا تھا اور جنگ حدیبیہ کے وقت اسمیں نماز و حج سے
منع کیا تھا ف ذکر نماز خطبہ تسبیح وعظ نعت شریف سبکو
شامل ہے اور ذکر اللہ کو منع کرنا ہر جگہ بُرا ہے خاص کر
مسجدوں میں جو اسی کام کے لیے بنائی جاتی ہیں مسئلہ جو
شخص مسجد کو ذکر و نماز سے معطل کر دے وہ مسجد کا ویران
کرنیوالا اور بہت ظالم ہے ف۸ مسئلہ مسجد کی ویرانی جیسے
ذکر و نماز کے روکنے سے ہوتی ہے ایسے ہی اُس کی عمارت
کے نقصان پہنچانے اور بےحرمتی کرنے سے بھی ف۹ دنیا میں
اُنھیں یہ رسوائی پہنچی کہ قتل کیے گئے گرفتار ہوئے جلاوطن
کیے گئے خلافت فاروقی و عثمانی میں ملک شام اُنکے قبضہ
سے نکل گیا بیت المقدس سے ذلت کیساتھ نکالے گئے
ف شانِ نزول صحابہ کرام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ ایک اندھیری رات سفر میں تھے جہت قبلہ معلوم
نہ ہوسکی ہر ایک شخص نے جسطرف اُسکا دل جما نماز پڑھی
صبح کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حال عرض
کیا تو یہ آیت نازل ہوئی مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ
جہت قبلہ معلوم نہ ہوسکے تو جسطرف دل جمے کہ یہ قبلہ ہے
اُسی طرف منہ کرکے نماز پڑھے اس آیت کے شان
نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اُس مسافر کے حق میں
نازل ہوئی جو سواری پر نفل ادا کرے اُسکی سواری
جسطرف متوجہ ہوجائے اس طرف اُسکی نماز درست ہے
بخاری و مسلم کی احادیث سے یہ ثابت ہے ایک قول یہ ہے

کہ جب تحویل قبلہ کا حکم دیا گیا تو یہود نے مسلمانوں پر طعنہ زنی کی اُنکے رد میں یہ آیت نازل ہوئی بتایا گیا کہ مشرق مغرب سب اللہ کا ہے جسطرف چاہے قبلہ معین فرمائے کسیکو اعتراض کا کیا حق (خازن) ایک قول
یہ ہے کہ یہ آیت دعا کے حق میں وارد ہوئی حضور سے دریافت کیا گیا کہ کسطرف منہ کرکے دعا کیجائے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حق گریز و فرار میں ہے اور اَيْنَمَا تُوَلُّوْا کا خطاب
اُن لوگوں کو ہے جو ذکر الٰہی سے روکتے اور مسجدوں کی ویرانی میں سعی کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی رسوائی اور عذاب آخرت سے کہیں بھاگ نہیں سکتے کیونکہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے جہاں بھاگیں گے

وہ گرفت فرمائے گا اس تقدیر پر وجہ اللہ کے معنی خدا کا قرب و حضور ہے (فتح) ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ اگر کفار خانہ کعبہ میں نماز سے منع کریں تو تمھارے لئے تمام زمین مسجد بنادی گئی ہے جہاں
چاہو قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھو ف۱۱ شانِ نزول یہود نے حضرت عزیر کو اور نصاریٰ نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہا مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتایا ان کے رد میں یہ آیت نازل (البقرہ ٢١)

(بقیہ از صفحہ ۲۰) ہوئی فرمایا سُبْحٰنَهٗ وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے اولاد ہو اس کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اس کو عیب لگانا اور بے ادبی کرنا ہے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے گالی دی میرے لئے اولاد بتائی میں اولاد اور بیوی سے پاک ہوں ف۱۲ اور مملوک ہونا اولاد ہونے کے منافی ہے جب تمام جہان اس کا مملوک ہے تو کوئی اولاد کیسے ہو سکتا ہے۔ مسئلہ اگر کوئی اپنی اولاد کا مالک ہو جائے وہ اسی وقت آزاد ہو جائے گی۔ ف۱۳ جس نے بغیر کسی مثال سابق کے اشیاء کو عدم سے وجود عطا فرمایا۔

أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾ وَقَالَ الَّذِينَ
حکم فرمائے تو اُس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ف۱ اور جاہل بولے ف۲
لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ
اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا ف۳ یا ہمیں کوئی نشانی ملے ف۴ ان سے
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا
اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات ان کے اُن کے دل ایک سے ہیں ف۵ بیشک ہم نے
الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿١١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۙ
نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لیے ف۶ بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا
وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ﴿١١٩﴾ وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ
اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا ف۷ اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہونگے
وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ
جب تک تم اُن کے دین کی پیروی نہ کرو ف۸ تم فرمادو اللہ ہی کی ہدایت
الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ
ہدایت ہے ف۹ اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو اُن کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے
الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١٢٠﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ
کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار ف۱۰ جنہیں ہم نے
الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۗ وَمَن
کتاب دی ہے وہ جیسی چاہیے اُس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو
يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٢١﴾ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا
اُس کے منکر ہوں تو وہی زیاں کار ہیں ف۱۱ اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا
نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٢٢﴾
احسان جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اُس زمانہ کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی
وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ
اور ڈرو اُس دن سے کہ کوئی جان دوسرے کا بدلا نہ ہوگی اور نہ اُس کو

ف۱ یعنی کائنات اس کے ارادہ فرماتے ہی وجود میں آجاتی ہے ف۲ یعنی اہل کتاب یا مشرکین ف۳ یعنی بے واسطہ خود کیوں نہیں فرماتا جیسا کہ ملائکہ و انبیاء سے کلام فرماتا ہے یہ اُنکا کمال تکبر اور نہایت سرکشی تھی اُنھوں نے اپنے آپکو انبیاء و ملائکہ کے برابر سمجھا شانِ نزول رافع بن خزیمہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ سے فرمایئے وہ ہم سے کلام کرے ہم خود سنیں اُس پر یہ آیت نازل ہوئی ف۴ یہ اُن آیات کا عناداً انکار ہے جو اللہ تعالٰی نے عطا فرمائیں ف۵ کوری و نابینائی اور کفر و قساوت میں اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر فرمائی گئی کہ آپ اُن کی سرکشی اور معاندانہ انکار سے رنجیدہ نہ ہوں پچھلے کفار بھی انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے ف۶ یعنی آیات قرآن و معجزات باہرات انصاف والے کو سید عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یقین دلانے کے لیے کافی ہیں مگر جو طالب یقین نہ ہو وہ دلائل سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا ف۷ کہ وہ کیوں ایمان نہ لائے اس لیے کہ آپ نے اپنا فرض تبلیغ پورے طور پر ادا فرمادیا ف۸ اور یہ ناممکن کیونکہ وہ باطل پر ہیں ف۹ وہی قابل اتباع ہے اور اُس کے سوا ہر ایک راہ باطل و ضلالت ف۱۰ یہ خطاب اُمتِ محمدیہ کو ہے کہ جب تم نے جان لیا کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس حق و ہدایت لائے تو تم ہرگز کفار کی خواہشوں کا اتباع نہ کرنا اگر ایسا کیا تو تمہیں کوئی عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں (خازن)، ف۱۱ شانِ نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت اہل سفینہ کے باب میں نازل ہوئی جو جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حاضر بارگاہ رسالت ہوئے تھے اُن کی تعداد چالیس تھی بتیس اہل حبشہ اور آٹھ شامی راہب اُن میں بحیرا راہب بھی تھے معنی یہ ہیں کہ درحقیقت توریت پر ایمان لانے والے وہی ہیں جو اُس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور بغیر تحریف و تبدیل پڑھتے ہیں اور اُس کے معنی سمجھتے اور مانتے ہیں اور اس میں حضور سید کائنات محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت دیکھکر حضور پر ایمان لاتے ہیں اور جو حضور کے منکر ہوتے ہیں وہ توریت پر ایمان نہیں رکھتے۔

منزل ۱

وقف النبی

۱۴ ع ۹ ۱۴

ف اس میں یہود کا رد ہے جو کہتے تھے ہمارے باپ دادا بزرگ گزرے ہیں ہمیں شفاعت کرکے چھڑالیں گے اُنھیں مایوس کیا جاتا ہے کہ شفاعت کافر کے لیے نہیں ف۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سرزمین اہواز میں بمقام سوس ہوئی پھر آپ کے والد آپ کو بابل ملک نمرود میں لے آئے یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب سب آپ کے فضل و شرف کے معترف اور آپ کی نسل میں ہونے پر فخر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپکے وہ حالات بیان فرمائے جن سے سب پر اسلام کا قبول کرنا لازم ہو جاتا ہے

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى

کچھ لیکر چھوڑیں اور نہ کافر کو کوئی سفارش نفع دے ف۱ اور نہ اُنکی مدد ہو اور جب ف۲

اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ

ابراہیم کو اُسکے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا ف۳ تو اُسنے وہ پوری کر دکھائیں ف۴ فرمایا میں تمھیں لوگوں کا پیشوا بنانیوالا ہوں

اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا ف۵

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ

اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو ف۶ لوگوں کیلیے مرجع اور امان بنایا ف۷ اور ابراہیم کے کھڑے ہونیکی جگہ کو

اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا

نماز کا مقام بناؤ ف۸ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمٰعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو

بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ

طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے اور جب عرض کی

اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ

ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے

مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ

روزی دے جو اُن میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں ف۹ فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا

قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ

برتنے کو اُسے بھی دونگا پھر اُسے عذاب دوزخ کیطرف مجبور کر دونگا اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی اور

يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ

جب اُٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول

مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ

فرما ف۱۰ بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا

لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ

ف۱۱ اور ہماری اولاد میں سے ایک اُمت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر

کیونکہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر واجب کیں وہ اسلام کے خصائص میں سے ہیں ف۳ خدائی آزمائش یہ ہے کہ بندے پر کوئی پابندی لازم فرما کر دوسروں پر اُس کے کھرے کھوٹے ہونے کا اظہار کر دے ف۴ جو باتیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آزمائش کے لیے واجب کی تھیں اُن میں مفسرین کے چند قول ہیں قتادہ کا قول ہے کہ وہ مناسک حج ہیں مجاہد نے کہا اس سے وہ دس چیزیں مراد ہیں جو اگلی آیات میں مذکور ہیں حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ وہ دس چیزیں یہ ہیں مونچھیں کتروانا کلی کرنا ناک میں صفائی کے لیے پانی استعمال کرنا مسواک کرنا سر میں مانگ نکالنا ناخن ترشوانا بغل کے بال دور کرنا موئے زیر ناف کی صفائی ختنہ پانی سے استنجا کرنا یہ سب چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر واجب تھیں اور ہم پر اُن میں سے بعض واجب ہیں بعض سنت ف۵ مسئلہ یعنی آپ کی اولاد میں جو ظالم (کافر) ہیں وہ امامت کا منصب نہ پائیں گے مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ کافر مسلمانوں کا پیشوا نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کو اُسکا اتباع جائز نہیں ف۶ بیت سے کعبہ شریف مراد ہے اور اُس میں تمام حرم شریف داخل ہے ف۷ امن بنانے سے یہ مراد ہے کہ حرم کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے یا یہ کہ وہاں شکار تک کو امن ہے

منزل ۱

یہانتک کہ حرم شریف میں شیر بھیڑیے بھی شکار کا پیچھا نہیں کرتے چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ مومن اس میں داخل ہو کر عذاب سے مامون ہو جاتا ہے۔ حرم کو حرم اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل ظلم شکار حرام و ممنوع ہے (احمدی) اگر کوئی مجرم بھی داخل ہو جائے تو وہاں اُس سے تعرض نہ کیا جائے گا (مدارک) ف۸ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی بنا فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا اُس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استحباب کے لیے ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد ہیں (احمدی وغیرہ) ف۹ چونکہ امامت کے باب میں لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ارشاد ہو چکا تھا اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دعا میں مومنین کو خاص فرمایا اور یہی شان ادب تھی اللہ تعالیٰ نے کرم کیا دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ رزق سب کو دیا جائے گا مومن کو بھی کافر کو بھی لیکن کافر کا رزق تھوڑا ہے یعنی صرف دنیوی زندگی میں وہ بہرہ مند ہو سکتا ہے ف۱۰ پہلی مرتبہ کعبہ معظمہ کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی اور بعد طوفان نوح پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر تعمیر فرمائی یہ تعمیر خاص آپکے دست مبارک سے ہوئی اس کے لیے پتھر اُٹھا کر لانے کی خدمت و سعادت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو میسر ہوئی دونوں حضرات نے اسوقت یہ دعا کی کہ یارب ہماری یہ طاعت و خدمت قبول فرما ف۱۱ وہ حضرات اللہ تعالیٰ کے مطیع و مخلص بندے تھے پھر بھی یہ دعا اس لیے ہے کہ طاعت و اخلاص میں اور زیادہ کمال کی طلب رکھتے ہیں ذوقِ طاعت سیر نہیں ہوتا سبحان اللہ
؎ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔

ف۱ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام معصوم ہیں آپ کی طرف سے تو یہ تواضع ہے اور اللہ والوں کیلیے تعلیم ہے مسئلہ کہ یہ مقام قبول دعا کا ہے اور یہاں دعا و توبہ سنت ابراہیمی ہے ف۲ یعنی حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کی ذریت میں یہ دعا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے تھی یعنی کعبہ معظمہ کی تعمیر کی عظیم خدمت بجالانے اور توبہ و استغفار کرنیکے بعد حضرت ابراہیم و اسمٰعیل نے یہ دعا کی کہ یارب اپنے محبوب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری نسل میں ظاہر فرما اور یہ شرف ہمیں عنایت کر یہ دعا قبول ہوئی اور ان دونوں صاحبوں کی نسل میں حضور کے سوا کوئی نبی نہیں ہوا اولاد حضرت ابراہیم میں باقی انبیاء حضرت اسحاق کی نسل سے ہیں مسئلہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد شریف خود بیان فرمایا امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی کہ حضور نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا بحالیکہ حضرت آدم کے پتلہ کا خمیر ہو رہا تھا میں تمھیں اپنے ابتدائے حال کی خبر دوں میں دعائے ابراہیم ہوں بشارت عیسیٰ ہوں اپنی والدہ کے اس خواب کی تعبیر ہوں جو انھوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا اور انکے لیے ایک نور ساطع ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے ایوان و قصور ان کیلیے روشن ہو گئے اس حدیث میں دعائے ابراہیم سے یہی دعا مراد ہے جو اس آیت میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور آخر زمانہ میں حضور سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا الحمد للہ علیٰ احسانہ (جمل و خازن) ف۳ اس کتاب سے قرآن پاک اور اس کی تعلیم سے اسکے حقائق و معانی کا سکھانا مراد ہے ف۴ حکمت کے معنی میں بہت اقوال ہیں بعض کے نزدیک حکمت سے فقہ مراد ہے قتادہ کا قول ہے کہ حکمت سنت کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ حکمت علم احکام کو کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ حکمت علم اسرار ہے ف۵ ستھرا کرنیکے یہ معنی ہیں کہ لوح نفوس و ارواح کو کدورات سے پاک کر کے حجاب اٹھا دیں اور آئینہ استعداد کی جلا فرما کر انھیں اس قابل کر دیں کہ انمیں حقائق کی جلوہ گری ہو سکے ف۶ شان نزول علماء یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام نے اسلام لانیکے بعد اپنے دو بھتیجوں مہاجر و سلمہ کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے فرمایا کہ تمکو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں فرمایا ہے کہ میں اولاد اسمٰعیل سے ایک نبی پیدا کرونگا جنکا نام احمد ہوگا جو انپر ایمان لائے گا راہ یاب ہوگا اور جو ایمان نہ لائیگا ملعون ہے یہ سنکر سلمہ ایمان لے آئے اور مہاجر نے اسلام سے انکار کر دیا اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ظاہر کر دیا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود اس رسول معظم کے مبعوث ہونیکی دعا فرمائی تو جو انکے دین سے پھرے وہ حضرت ابراہیم کے دین سے پھرا اسمیں یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب پر تعریض ہے جو اپنے آپ کو افتخاراً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے جب انکے دین سے پھر گئے تو شرافت کہاں رہی ف۷ رسالت و خلت کیساتھ رسول و خلیل بنایا ف۸ جنکے لیے بلند درجے ہیں تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کرامت دارین کے جامع ہیں تو انکی طریقت و ملت سے پھرنے والا ضرور نادان و احمق ہے ف۹ شان نزول یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی انھوں نے کہا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے روز اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت کی تھی اللہ تعالیٰ نے انکے اس بہتان کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی (خازن) معنی یہ ہیں کہ اے بنی اسرائیل تمھارے پہلے لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کے آخر وقت انکے پاس موجود تھے جسوقت انھوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر ان سے اسلام و توحید کا اقرار لیا تھا اور یہ اقرار لیا تھا جو آیت میں مذکور ہے ف۱۰ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آبا میں داخل کرنا تو اسلیے ہے کہ آپ انکے چچا ہیں اور چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اور آپکا نام حضرت اسحاق علیہ السلام سے پہلے ذکر فرمانا دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام سے چودہ سال بڑے ہیں دوسرے اس لیے کہ آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد ہیں ف۱۱ یعنی حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام اور انکی مسلمان اولاد ف۱۲ اے یہود تم انپر بہتان مت اٹھاؤ ف۱۳ شان نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت رؤسائے یہود اور نجران کے نصرانیوں کے جواب میں نازل ہوئی یہودیوں نے تو مسلمانوں سے یہ کہا تھا کہ حضرت موسیٰ تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں اور توریت تمام کتابوں سے افضل ہے اور یہودی دین تمام ادیان سے اعلیٰ ہے اسکے ساتھ انھوں نے حضرت سید کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور انجیل و قرآن کے ساتھ کفر کر کے مسلمانوں سے کہا تھا کہ یہودی بنجاؤ اسی طرح نصرانیوں نے بھی اپنے ہی دین کو حق بتا کر مسلمانوں

(بقیہ نشان بہ صـ ۲۴)

١٥ ع ٨ ١٥

منزل ١

عَلَيْنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٨﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا

اپنی رحمت کیساتھ رجوع فرما ف۱ بیشک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ف۲ ایک رسول

مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ

انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب ف۳ اور پختہ علم سکھائے ف۴ اور انھیں خوب ستھرا فرمادے

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾ وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا

ف۵ بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا اور ابراہیم کے دین سے کون منھ پھیرے ف۶ سوا

مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ

اس کے جو دل کا احمق ہے اور بے شک ضرور ہم نے دنیا میں اسے چن لیا ف۷ اور بیشک وہ آخرت میں ہمارے

لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٣٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ

خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے ف۸ جبکہ اس سے اس کے رب نے فرمایا گردن رکھ عرض کی میں نے گردن رکھی

لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٣١﴾ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ

اسکے لیے جو رب ہے سارے جہانکا اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٢﴾

بے شک اللہ نے یہ دین تمھارے لیے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ

بلکہ تم میں کے خود موجود تھے ف۹ جب یعقوب کو موت آئی جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا

مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي ۖ قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ

میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپکا اور آپکے آبا ابراہیم

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ

و اسمٰعیل ف۱۰ و اسحٰق کا ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں یہ ف۱۱ ایک امت ہے

قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا

کہ گزر چکی ف۱۲ انکے لیے ہے جو انھوں نے کمایا اور تمھارے لیے ہے جو تم کماؤ اور انکے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی

يَعْمَلُونَ ﴿١٣٤﴾ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ

اور کتابی بولے ف۱۳ یہودی یا نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے تم فرماؤ بلکہ

مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرکوں سے نہ تھے ف۱ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

اور اُس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اُتارا گیا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ

اور اُن کی اولاد پر اور جو عطا کیے گئے موسٰی و عیسٰی اور جو عطا کیے گئے باقی انبیاء اپنے

رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا

رب کے پاس سے ہم اُن میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں پھر اگر وہ بھی

بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ

یوں ہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں ف۲

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾ ؕ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ

تو اے محبوب عنقریب اللہ اُن کی طرف سے تمہیں کفایت کریگا اور وہی ہے سنتا جانتا ف۳ ہم نے اللہ کی رینی لی ف۴ اور اللہ سے

مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ

بہتر کس کی رینی[1] اور ہم اُسی کو پوجتے ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو ف۵

رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی ف۶ اور ہماری کرنی ہمارے ساتھ اور تمہاری کرنی تمہارے ساتھ اور ہم نرے اُسی کے ہیں

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ

ف۷ بلکہ تم یوں کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور اُن کے بیٹے

كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

یہودی یا نصرانی تھے تم فرماؤ کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو ف۸ اور اُس سے بڑھکر ظالم کون

كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ

جس کے پاس اللہ کی طرف کی گواہی ہو اور وہ اُسے چھپائے ف۹ اور خدا تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں وہ ایک گروہ ہے

قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع ۱۲ / ۱۶

کہ گزر گیا اُنکے لیے اُنکی کمائی اور تمہارے لیے تمہاری کمائی اور اُنکے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی

(بقیہ از صفحہ ۲۳) سے نصرانی ہونیکو کہا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی

ف۱ اس میں یہود و نصارٰی وغیرہ پر تعریض ہے کہ تم مشرک ہو اس لیے ملت ابراہیم پر ہونے کا دعوٰی جو تم کرتے ہو وہ باطل ہے اس کے بعد مسلمانوں کو خطاب فرمایا جاتا ہے کہ وہ ان یہود و نصارٰی سے یہ کہدیں قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا الاٰیۃ

ف۲ اور اُن میں طلب حق کا شائبہ بھی نہیں

ف۳ یہ اللہ کی طرف سے ذمہ ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اُسمیں غیب کی خبر ہے کہ آئندہ حاصل ہونیوالی فتح وظفر کا پہلے سے اظہار فرمایا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اللہ تعالٰی کا یہ ذمہ پورا ہوا اور یہ غیبی خبر صادق ہو کر رہی کفار کے حسد و عناد اور اُنکے مکائد سے حضور کو ضرر نہ پہونچا حضور کی فتح ہوئی بنی قریظہ قتل ہوئے بنی نضیر جلا وطن کیے گئے یہود و نصارٰی پر جزیہ مقرر ہوا

ف۴ یعنی جس طرح رنگ کپڑے کے ظاہر و باطن میں نفوذ کرتا ہے اس طرح دین الٰہی کے اعتقادات حقہ ہمارے رگ و پے میں سما گئے ہمارا ظاہر و باطن قلب و قالب اُس کے رنگ میں رنگ گیا ہمارا رنگ ظاہری رنگ نہیں جو کچھ فائدہ نہ دے بلکہ یہ نفوس کو پاک کرتا ہے ظاہر میں اس کے آثار اوضاع و افعال سے نمودار ہوتے ہیں نصارٰی جب اپنے دین میں کسی کو داخل کرتے یا اُنکے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو پانی میں زرد رنگ ڈال کر اُس میں اُس شخص یا بچہ کو غوطہ دیتے اور کہتے کہ اب یہ سچا نصرانی ہوا۔ اسکا اس آیت میں رد فرمایا کہ یہ ظاہری رنگ کسی کام کا نہیں

منزل ۱

ف۵ شانِ نزول یہود نے مسلمانوں سے کہا ہم پہلی کتاب والے ہیں ہمارا قبلہ پرانا ہے ہمارا دین قدیم ہے انبیاء ہم میں سے ہوئے ہیں اگر سید عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو ہم میں سے ہی ہوتے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی

ف۶ اُسے اختیار ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے نبی بنائے عرب میں سے ہو یا دوسروں میں سے

ف۷ کسی دوسرے کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتے اور عبادت و طاعت خالص اُسی کے لیے کرتے ہیں تو ہم مستحق اکرام ہیں

ف۸ اس کا قطعی جواب یہی ہے کہ اللہ ہی اعلم ہے تو جب اُس نے فرمایا مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا تو تمہارا یہ قول باطل ہوا

ف۹ یہ یہود کا حال ہے جنھوں نے اللہ تعالٰی کی شہادتیں چھپائیں جو توریت میں مذکور تھیں کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے نبی ہیں اور اُن کے یہ نعت و صفات ہیں اور حضرت ابراہیم مسلمان ہیں اور دین مقبول اسلام ہے نہ یہودیت و نصرانیت

[1] رینی۔ رنگ، یا رنگ کرنا

سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ

اب کہیں گے ف۱ بیوقوف لوگ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو اُن کے اُس قبلہ سے

الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَاؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُؕ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ

جس پر تھے ف۲ تم فرما دو کہ پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے ف۳ جسے چاہے

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۱۴۲) وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا

سیدھی راہ چلاتا ہے اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب اُمتوں میں افضل کہ تم

شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًاؕ وَ مَا جَعَلْنَا

لوگوں پر گواہ ہو ف۴ اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ف۵ اور اے محبوب

الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ

تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے

مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِیْنَ

اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے ف۶ اور بیشک یہ بھاری تھی مگر اُن پر جنہیں

هَدَى اللّٰهُؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ

اللہ نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے ف۷ بیشک اللہ آدمیوں پر

لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۱۴۳) قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ

بہت مہربان مہر والا ہے ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا ف۸ تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے

قِبْلَةً تَرْضٰىهَا۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِؕ وَ حَیْثُ

اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ

تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو ف۹ اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ (۱۴۴) وَ لَىٕنْ اَتَیْتَ

کہ یہ انکے رب کی طرف سے حق ہے ف۱۰ اور اللہ انکے کوتکوں سے بے خبر نہیں ف۱۱ اور اگر تم

الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ

ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لیکر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کرینگے ف۱۲ اور نہ تم انکے قبلہ کی پیروی کرو

ف۱ شانِ نزول یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جب بجائے بیت المقدس کے کعبہ معظمہ کو قبلہ بنایا گیا اس پر انہوں نے طعن کیے کیونکہ یہ انہیں ناگوار تھا اور وہ نسخ کے قائل نہ تھے ایک قول پر یہ آیت مشرکین مکہ کے اور ایک قول پر منافقین کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے کفار کے یہ سب گروہ مراد ہوں کیونکہ طعن و تشنیع میں سب شریک تھے اور کفار کے طعن کرنے سے قبل قرآن پاک میں اس کی خبر دیدینا غیبی خبروں میں سے ہے طعن کرنے والوں کو بیوقوف اسلیے کہا گیا کہ وہ نہایت واضح بات پر معترض ہوئے باوجودیکہ انبیاء سابقین نے نبی آخر الزماں کے خصائص میں آپکا لقب ذوالقبلتین ذکر فرمایا اور تحویل قبلہ اسکی دلیل ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جنکی پہلے انبیاء خبر دیتے آئے ایسے روشن نشان سے فائدہ نہ اٹھانا اور معترض ہونا کمال حماقت ہے ف۲ قبلہ اس جہت کو کہتے ہیں جس کی طرف آدمی نماز میں منہ کرتا ہے یہاں قبلہ سے بیت المقدس مراد ہے ف۳ اُسے اختیار ہے جسے چاہے قبلہ بنائے کسی کو کیا جائے اعتراض بندے کا کام فرمانبرداری ہے ف۴ دنیا و آخرت میں مسئلہ دنیا میں تو یہ کہ مسلمان کی شہادت مومن و کافر سب کے حق میں شرعاً معتبر ہے اور کافر کی شہادت مسلمان پر معتبر نہیں مسئلہ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس امت کا اجماع حجت لازم القبول ہے مسئلہ اموات کے حق میں بھی اس امت کی شہادت معتبر ہے رحمت و عذاب کے فرشتے اسکے مطابق عمل کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ گزرا صحابہ نے اسکی تعریف کی حضور نے فرمایا واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا صحابہ نے اسکی برائی کی حضور نے فرمایا واجب ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے دریافت کیا کہ حضور کیا چیز واجب ہوئی فرمایا پہلے جنازہ کی تم نے تعریف کی اسکے لیے جنت واجب ہوئی دوسرے کی تم نے برائی بیان کی اسکے لیے دوزخ واجب ہوئی تم زمین میں اللہ کے شہداء و گواہ ہو پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی مسئلہ یہ تمام شہادتیں صلحاء امت اور اہل صدق کیساتھ خاص ہیں اور انکے معتبر ہونیکے لیے زبان کی نگہداشت شرط ہے جو لوگ زبان کی احتیاط نہیں کرتے اور بیجا خلاف شرع کلمات انکی زبان سے نکلتے ہیں اور ناحق لعنت کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت نہ وہ شافع ہونگے نہ شاہد اس امت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب تمام اولین و آخرین جمع ہونگے اور کفار سے فرمایا جائیگا کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے تو وہ انکار کرینگے اور کہیں گے کوئی نہیں آیا حضرات انبیاء سے دریافت فرمایا جائے گا وہ عرض کرینگے کہ یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی اس پر ان سے اقامۃً للحجۃ دلیل طلب کیجائیگی وہ عرض کرینگے کہ امت محمدیہ ہماری شاہد ہے یہ امت پیغمبروں کی شہادت دیگی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی اس پر گزشتہ امت کے کفار کہیں گے انہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے دریافت فرمایا جائیگا تم کیسے جانتے ہو یہ عرض کرینگے یارب تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا قرآن پاک نازل فرمایا انکے ذریعہ سے ہم قطعی و یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء نے فرض تبلیغ علی وجہ الکمال ادا کیا پھر سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکی امت کی نسبت دریافت فرمایا جائیگا حضور انکی تصدیق فرمائینگے مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ اشیاء معروفہ میں شہادت تسامع کیساتھ بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علم یقینی سننے سے حاصل ہو اس پر بھی شہادت دیجاسکتی ہے ف۵ امت کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کے ذریعہ سے احوال امم و تبلیغ انبیاء کا علم قطعی و یقینی حاصل ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکرم الٰہی نور نبوت سے ہر شخص کے حال اور اسکی حقیقت ایمان اور اعمال نیک و بد اور اخلاص و نفاق سب پر مطلع ہیں مسئلہ اسی لیے حضور کی شہادت دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول ہے یہی وجہ ہے کہ حضور نے اپنے زمانہ کے حاضرین کے متعلق جو کچھ فرمایا مثلاً صحابہ و ازواج و اہل بیت کے فضائل و مناقب یا غائبوں اور بعد والوں کیلیے مثل حضرت اویس و امام مہدی وغیرہ کے اس پر اعتقاد واجب ہے مسئلہ ہر نبی کو انکی امت کے اعمال پر مطلع کیا جاتا ہے تاکہ روز قیامت شہادت دے سکیں چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت عام ہوگی اسلیے حضور تمام امتوں کے احوال پر مطلع ہیں فائدہ یہاں شہید بمعنی مطلع بھی ہو سکتا ہے کیونکہ شہادت کا لفظ علم و اطلاع کے معنی میں بھی آیا ہے قال اللہ تعالی وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ف۶ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے بعد ہجرت بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا سترہ مہینے کے قریب اسطرف نماز پڑھی پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کرنیکا حکم ہوا اس تحویل کی ایک یہ حکمت ارشاد ہوئی کہ اس سے مومن و کافر میں فرق و امتیاز ہو جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ف۷ شانِ نزول بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے زمانہ میں جن صحابہ نے وفات پائی انکے رشتہ داروں نے تحویل قبلہ کے بعد انکی نمازوں کا حکم دریافت کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اطمینان دلایا گیا کہ انکی نمازیں ضائع نہیں ان پر ثواب ملے گا فائدہ نماز کو ایمان سے تعبیر فرمایا گیا کیونکہ اسکی ادا اور بجماعت پڑھنا دلیل ایمان ہے ف۸ شانِ نزول سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا اور حضور اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی آپ نماز ہی میں کعبہ کی

(بقیہ ص ۲۶ پر)

ف۱۱ کوتکوں۔ برے کاموں

(بقیہ از ص ۲۵)
طرف پھر گئے مسلمانوں نے بھی آپکے ساتھ اسی طرف رخ کیا مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپکی رضا منظور رہے اور آپ ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا ف۹ اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں روبقبلہ ہونا فرض ہے ف۱۱ کیونکہ انکی کتابوں میں حضور کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ بھی مذکور تھا کہ آپ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھر ینگے اور انکے انبیاء نے بشارتوں کیساتھ حضور کا یہ نشان بتایا تھا کہ آپ بیت المقدس و کعبہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھیں گے ○
ف۱۲ کیونکہ نشانی اسکو نافع ہو سکتی ہے جو کسی شبہہ کی وجہ سے منکر ہو یہ تو حسد و عناد سے انکار کرتے ہیں انھیں اس سے کیا نفع ہوگا۔

قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم
ف۱ اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں ف۲ اور (اے سننے والے کسے باشد)
مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٥﴾ الَّذِينَ
اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اسوقت تو ضرور ستمگار ہوگا جنھیں ہم نے
آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ
کتاب عطا فرمائی ف۳ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے ف۴ اور بیشک ان میں ایک
لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤٦﴾ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ
گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں ف۵ (اے سننے والے) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے (یا حق وہی ہے جو تیرے رب کیطرف سے ہو)
الْمُمْتَرِينَ ﴿١٤٧﴾ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ
تو خبردار تو شک نہ کرنا اور ہر ایک کے لیے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کیطرف منہ کرتا ہے تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں
أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
تم کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا ف۶ بیشک اللہ جو چاہے کرے
قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ
اور جہاں سے آؤ ف۷ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو
وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾ وَمِنْ
اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں اور اے
حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا
محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور اے مسلمانو تم
كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ
جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو کہ لوگوں کو تم پر کوئی
حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَ
حجت نہ رہے ف۸ مگر جو ان میں ناانصافی کریں ف۹ تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور
لِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ
یہ اس لیے ہے کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کردوں اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ جیسا ہم نے تم میں بھیجا

وقف لازم — وقف منزل — وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم — ع ۱۷ / ۱ — منزل ۱

ف۱ معنی یہ ہیں کہ یہ قبلہ منسوخ نہ ہوگا تو اب اہل کتاب کو یہ طمع نہ رکھنا چاہیئے کہ آپ ان میں سے کسی کے قبلہ کی طرف رخ کریں گے ف۲ ہر ایک کا قبلہ جدا ہے یہود تو صخرۂ بیت المقدس کو اپنا قبلہ قرار دیتے ہیں اور نصاریٰ بیت المقدس کے اس مکان شرقی کو جہاں نفخ روح حضرت مسیح واقع ہوا (فتح) ف۳ یعنی علماء یہود و نصاریٰ ف۴ مطلب یہ ہے کہ کتب سابقہ میں نبی آخر الزماں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ایسے واضح و صاف بیان کیے گئے ہیں جنسے علماء اہل کتاب کو حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ شک و شبہہ باقی نہیں رہ سکتا اور وہ حضور کے اس منصب عالی کو اتم یقین کے ساتھ جانتے ہیں احبار یہود میں سے عبداللہ بن سلام مشرف باسلام ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنسے دریافت کیا کہ آیۂ یَعْرِفُوْنَہٗ میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا شان ہے اُنھوں نے فرمایا کہ اے عمر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے اشتباہ پہچان لیا اور میرا حضور کو پہچاننا اپنے بیٹوں کے پہچاننے سے بدرجہا زیادہ اتم و اکمل ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیسے اُنھوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اللہ کی طرف سے اس کے بھیجے رسول ہیں انکے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب توریت میں بیان فرمائے ہیں بیٹے کی طرف سے ایسا یقین کسطرح ہو عورتوں کا حال ایسا قطعی کسطرح معلوم ہو سکتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکا سر چوم لیا مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ غیر محل شہوت میں دینی محبت سے پیشانی چومنا جائز ہے ف۵ یعنی توریت و انجیل میں جو حضور کی نعت و صفت ہے علماء اہل کتاب کا ایک گروہ اسکو حسداً و عناداً دیدہ و دانستہ چھپاتا ہے مسئلہ حق کا چھپانا معصیت و گناہ ہے ف۶ روز قیامت سب کو جمع فرمائے گا اور اعمال کی جزا دے گا۔ ف۷ یعنی خواہ کسی شہر سے سفر کے لیے نکلو نماز میں اپنا منہ مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کرو ف۸ اور کفار کو یہ طعن کرنے کا موقع نہ ملے کہ اُنھوں نے قریش کی مخالفت میں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کا قبلہ بھی چھوڑ دیا باوجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی اولاد میں ہیں اور انکی عظمت و بزرگی مانتے بھی ہیں۔ ف۹ اور براہ عناد بیجا اعتراض کریں۔

ف۱ یعنی سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ف۲ نجاست شرک و گناہ سے ف۳ حکمت سے مفسرین کے نزدیک فقہ مراد ہے ف۴ ذکر تین طرح کا ہوتا ہے (۱) لسانی (۲) قلبی (۳) بالجوارح۔ ذکر لسانی تسبیح تقدیس ثنا وغیرہ بیان کرنا ہے خطبہ توبہ استغفار دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں ذکر قلبی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا علماء کا استنباط مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہے ذکر بالجوارح یہ ہے کہ اعضاء طاعت الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کیلئے سفر کرنا یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے تسبیح و تکبیر ثناء و قرأت تو ذکر لسانی ہے اور خشوع خضوع اخلاص ذکر قلبی اور قیام رکوع سجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم طاعت بجالا کر مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی امداد کیساتھ یاد کروں گا صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسکو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں قرآن و حدیث میں ذکر کے بہت فضائل وارد ہیں اور یہ ہر طرح کے ذکر کو شامل ہیں ذکر بالجہر کو بھی اور بالاخفا کو بھی ف۵ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت مہم پیش آتی نماز میں مشغول ہو جاتے اور نماز کو مدد چاہنے میں نماز استسقاء و صلوٰۃ حاجت داخل ہے ف۶ شان نزول یہ آیت شہداء بدر کے حق میں نازل ہوئی لوگ شہداء کے حق میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہو گیا وہ دنیوی آسائش سے محروم ہو گیا انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ف۷ موت کے بعد ہی اللہ تعالیٰ شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے انکی ارواح پر رزق پیش کیے جاتے ہیں انہیں راحتیں دیجاتی ہیں انکے عمل جاری رہتے ہیں اجر و ثواب بڑھتا رہتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں مسئلہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کو قبر میں جنتی نعمتیں ملتی ہیں شہید وہ مسلمان مکلف طاہر ہے جو تیز ہتھیار سے ظلماً مارا گیا ہو اور اسکے قتل سے مال بھی واجب نہ ہوا ہو یا معرکہ جنگ میں مردہ یا زخمی پایا گیا اور اس نے کچھ آسائش نہ پائی اس پر دنیا میں یہ احکام ہیں کہ نہ اسکو غسل دیا جائے نہ کفن اپنے کپڑوں میں ہی رکھا جائے اسی طرح اس پر نماز پڑھی جائے اسی حالت میں دفن کیا جائے۔ آخرت میں شہید کا بڑا رتبہ ہے بعض شہداء وہ ہیں کہ ان پر دنیا کے یہ احکام تو جاری نہیں ہوتے لیکن آخرت میں انکے لیے شہادت کا درجہ ہے جیسے ڈوب کر یا جل کر یا دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا طلب علم۔ سفر حج۔ غرض راہ خدا میں مرنے والا اور نفاس میں مرنیوالی عورت۔ اور پیٹ کے مرض اور طاعون اور ذات الجنب اور سل میں اور جمعہ کے روز مرنے والے وغیرہ ف۸ آزمائش سے فرمانبردار و نافرمان کے حال کا ظاہر کرنا مراد ہے ف۹ امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ خوف سے اللہ کا ڈر بھوک سے رمضان کے روزے مالوں کی کمی سے زکوٰۃ و صدقات دینا جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعہ موتیں ہونا پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد ہے اسلیے کہ اولاد دل کا پھل ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کا بچہ مرتا ہے اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی وہ عرض کرتے ہیں ہاں یارب پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا عرض کرتے ہیں ہاں یارب فرماتا ہے اس پر میرے بندے نے کیا کہا عرض کرتے ہیں اسنے تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا فرماتا ہے اسکے لیے جنت میں مکان بناؤ اور اسکا نام بیت الحمد رکھو حکمت مصیبت کے پیش آنے سے قبل خبر دینے میں کئی حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس سے آدمی کو وقت مصیبت صبر آسان ہو جاتا ہے ایک یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بلاؤ مصیبت کے وقت صابر و شاکر اور استقلال کیساتھ اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین کی خوبی معلوم ہو اور اسکی طرف رغبت ہو۔ ایک یہ کہ آنیوالی مصیبت کی قبل وقوع اطلاع غیبی خبر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے ایک حکمت یہ کہ منافقین کے قدم ابتلاء کی خبر سے اکھڑ جائیں اور مومن و منافق میں امتیاز ہو جائے ف۱۰ حدیث شریف میں ہے کہ وقت مصیبت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا رحمت الٰہی کا سبب ہوتا ہے یہ بھی حدیث میں ہے کہ مومن کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کفارۂ گناہ بناتا ہے ف۱۱ صفا و مروہ مکہ مکرمہ کے دو پہاڑ ہیں جو کعبہ معظمہ کے مقابل جانب شرقی واقع ہیں مروہ شمال کی طرف مائل اور صفا جنوب کی طرف جبل ابی قبیس کے دامن میں ہے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ان دونوں پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں چاہ زمزم ہے بحکم الٰہی سکونت اختیار فرمائی اسوقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا نہ یہاں سبزہ تھا نہ پانی نہ خورد و نوش کا کوئی سامان رضائے الٰہی کیلیے ان مقبول بندوں نے صبر کیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بہت خورد سال تھے تشنگی سے جب انکی جان لبی کی حالت ہوئی تو حضرت ہاجرہ بیتاب ہو کر کوہ صفا پر تشریف لے گئیں وہاں بھی پانی نہ پایا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں اسطرح سات مرتبہ گردش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان اللہ مع الصابرین کا جلوہ اسطرح ظاہر فرمایا کہ غیب سے ایک چشمہ زمزم نمودار کیا اور انکے صبر و اخلاص کی برکت سے انکے اتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنیوالوں کو مقبول بارگاہ کیا اور ان دونوں کو محل اجابت دعا بنایا ف۱۲ شعائر اللہ سے دین کے اعلام یعنی نشانیاں مراد ہیں خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ عرفات مزدلفہ۔ جمار ثلثہ۔ صفا۔ مروہ۔ منیٰ۔ مساجد یا ازمنہ جیسے رمضان اشہر حرام عید فطر و اضحیٰ جمعہ ایام تشریق یا دوسرے علامات جیسے اذان اقامت نماز باجماعت نماز جمعہ نماز عیدین ختنہ یہ سب شعائر دین ہیں ف۱۳ شان نزول زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ پر دو بت رکھے تھے صفا پر جو بت تھا اس کا نام اساف اور جو مروہ پر تھا اسکا نام نائلہ تھا کفار جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے عہد اسلام میں بت تو توڑ دیئے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے اسلیے مسلمانوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا کہ اس میں کفار کے مشرکانہ فعل کیساتھ کچھ مشابہت ہے اس آیت میں انکا اطمینان فرما دیا گیا کہ چونکہ تمہاری نیت خالص عبادت الٰہی کی ہے تمہیں اندیشہ مشابہت نہیں اور جسطرح کعبہ کے اندر زمانہ جاہلیت میں کفار نے بت رکھے تھے اب عہد اسلام میں بت اٹھا دیئے گئے اور کعبہ شریف کا طواف درست رہا اور وہ شعائر دین میں سے رہا اسی طرح کفار کی بت پرستی سے صفا و مروہ کے شعائر دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا مسئلہ سعی (یعنی صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا) واجب ہے حدیث سے ثابت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی ہے اس کے ترک سے دم دینا یعنی قربانی واجب ہوتی ہے مسئلہ صفا و مروہ کے درمیان سعی حج و عمرہ دونوں میں لازم ہے فرق یہ ہے کہ حج کے اندر عرفات میں جانا اور وہاں سے طواف کعبہ کے لئے آنا شرط ہے اور عمرہ کے لئے عرفات میں جانا شرط نہیں مسئلہ عمرہ کرنے والا اگر بیرون مکہ سے آئے اس کو براہ راست مکہ مکرمہ میں آکر طواف کرنا چاہیئے اور اگر مکہ کا ساکن ہو تو اس کو چاہیئے کہ حرم سے باہر جائے وہاں سے طواف کعبہ کا احرام باندھ کر آئے حج و عمرہ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ حج سال میں ایک ہی مرتبہ ہو سکتا ہے کیونکہ عرفات میں عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو جانا جو حج میں شرط ہے سال میں ایک ہی مرتبہ ممکن ہے اور عمرہ ہر دن ہو سکتا ہے اس کے لئے کوئی وقت معین نہیں۔

رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ

ایک رسول تم میں سے ف۱ کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ف۲ اور کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ

اور پختہ علم سکھاتا ہے ف۳ اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا تو میری یاد کرو

اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

میں تمہارا چرچا کروں گا ف۴ اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو اے ایمان والو

اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا

صبر اور نماز سے مدد چاہو ف۵ بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور

تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ

جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو ف۶ بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں

لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ

تمہیں خبر نہیں ف۷ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے ف۸ اور کچھ

الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ

مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ف۹ اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی

اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ف۱۰

اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ

یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ

هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ ۚ

راہ پر ہیں بیشک صفا اور مروہ ف۱۱ اللہ کے نشانوں سے ہیں ف۱۲

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ

تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ف۱۳ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے بیشک وہ جو ہمارے

معٓ ۳ — عند المتقدمین ۱۸ ع ۵ — منزل ۱

ف۱ یہ آیت ان علماءِ یہود کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور آیت رجم اور توریت کے دوسرے احکام کو چھپایا کرتے تھے مسئلہ علوم دین کا اظہار فرض ہے ف۲ لعنت کرنیوالوں سے
ملائکہ و مومنین مراد ہیں ایک قول یہ ہے کہ اللہ کے تمام بندے مراد ہیں ف۳ مومن تو کافروں پر لعنت کریں ہی گے کافر بھی روز قیامت باہم ایک دوسرے پر لعنت کرینگے مسئلہ اس آیت میں ۵ اُنپر لعنت
فرمائی گئی جو کفر پر مرے اس سے معلوم ہوا کہ جسکی موت کفر پر معلوم ہو اس پر لعنت کرنی جائز ہے مسئلہ گنہگار مسلمان پر بالتعیین لعنت کرنا جائز نہیں

يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ ٱلْبَيِّنَٰتِ وَٱلْهُدَىٰ مِنۢ بَعْدِ مَا بَيَّنَّٰهُ

اُتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں ف۱ بعد اس کے کہ

لِلنَّاسِ فِى ٱلْكِتَٰبِ ۙ أُو۟لَٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ ٱللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ ٱللَّٰعِنُونَ ﴿١٥٩﴾

لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے اُن پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ف۲

إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ وَأَصْلَحُوا۟ وَبَيَّنُوا۟ فَأُو۟لَٰٓئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ

مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤنگا

وَأَنَا ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ كُفَّارٌ

اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے

أُو۟لَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ ٱللَّهِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةِ وَٱلنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾ خَٰلِدِينَ

اُن پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ف۳ ہمیشہ رہیں گے

فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ ٱلْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿١٦٢﴾ وَإِلَٰهُكُمْ

اسمیں نہ اُن پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ اُنھیں مہلت دیجائے اور تمہارا معبود

إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾ إِنَّ فِى خَلْقِ

ایک معبود ہے ف۶ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان بیشک

ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ وَٱلْفُلْكِ ٱلَّتِى

آسمانوں ف۷ اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں

تَجْرِى فِى ٱلْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ ٱلنَّاسَ وَمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ

لوگوں کے فائدے لیکر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے

مِن مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ ٱلْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ

پانی اُتار کر مردہ زمین کو اُس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے

دَآبَّةٍ وَتَصْرِيفِ ٱلرِّيَٰحِ وَٱلسَّحَابِ ٱلْمُسَخَّرِ بَيْنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ

اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں

لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٤﴾ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ

حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کیلئے ضرور نشانیاں ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں

لیکن علی الاطلاق جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں
چور اور سود خوار وغیرہ پر لعنت آئی ہے ف۶ شانِ
نزول کفار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ اپنے
رب کی شان و صفت بیان فرمائیے اسپر یہ آیت نازل ہوئی
اور انھیں بتادیا گیا کہ معبود صرف ایک ہے نہ وہ متجزی ہوتا
ہے نہ منقسم نہ اسکے لیے مثل نہ نظیر الوہیت و ربوبیت میں کوئی
اسکا شریک نہیں وہ یکتا ہے اپنے افعال میں مصنوعات کو تنہا
اُسی نے بنایا وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے کوئی اسکا قسیم نہیں
اپنے صفات میں یگانہ ہے کوئی اسکا شبیہ نہیں ابوداؤد و
ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو
آیتوں میں ہے ایک یہی آیت والٰہکم دوسری الٓمّٓ
اللہ لا الٰہ الا ہو الآیہ ف۷ کعبہ معظمہ کے گرد مشرکین
کے تین سو ساٹھ بت تھے جنھیں وہ معبود اعتقاد کرتے تھے
اُنھیں یہ سنکر بڑی حیرت ہوئی کہ معبود صرف ایک ہی ہے
اُسکے سوا کوئی معبود نہیں اسلیے اُنھوں نے حضور سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی آیت طلب کی جس سے وحدانیت پر
استدلال صحیح ہو اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور اُنھیں یہ بتایا
گیا کہ آسمان اور اسکی بلندی اور اسکا بغیر کسی ستون اور علاقہ
کے قائم رہنا اور جو کچھ اسمیں نظر آتا ہے آفتاب ماہتاب ستارے
وغیرہ یہ تمام اور زمین اور اسکی درازی اور پانی پر مفروش ہونا
اور پہاڑ دریا چشمے معادن جواہر درخت سبزہ پھل اور شب و روز
کا آنا جانا گھٹنا بڑھنا کشتیاں اور انکا مسخر ہونا باوجود بہت سے
وزن اور بوجھ کے روئے آب پر رہنا اور
آدمیوں کا انہیں سوار ہوکر دریا کے عجائب
دیکھنا اور تجارتوں میں اُنسے باربرداری کا کام
لینا۔ اور بارش اور اس سے خشک مردہ ہوجانیکے بعد
زمین کا سرسبز و شاداب کرنا اور تازہ زندگی عطا فرمانا اور زمین
کو انواع و اقسام کے جانوروں سے بھردینا جنمیں بے شمار عجائب
حکمت ودیعت ہیں اسی طرح ہواؤں کی گردش اور اُنکے خواص
اور ہوا کے عجائبات اور ابر اور اسکا اتنے کثیر پانی کیساتھ آسمان و
زمین کے درمیان معلق رہنا یہ آٹھ انواع ہیں جو حضرت قادر مختار
کے علم و حکمت اور اسکی وحدانیت پر براہان قوی ہیں اور انکی دلالت
وحدانیت پر بیشمار وجوہ سے ہے اجمالی بیان یہ ہے کہ یہ سب امور
ممکنہ ہیں اور انکا وجود بہت سے مختلف طریقوں سے ممکن تھا مگر وہ
مخصوص شان سے وجود میں آئے یہ دلالت کرتا ہے کہ ضرور انکے
لیے موجد ہے قادر و حکیم جو بمقتضائے حکمت و مشیت جیسا چاہتا
ہے بناتا ہے کسی کو دخل و اعتراض کی مجال نہیں وہ معبود بالیقین
واحد و یکتا ہے کیونکہ اگر اسکے ساتھ کوئی دوسرا معبود بھی فرض کیا
کیا جائے تو اسکو بھی اس مقدورات پر قادر ماننا پڑیگا اب حال
سے خالی نہیں یا تو ایجاد و تاثیر میں دونوں متفق الارادہ ہونگے
یا نہ ہونگے اگر ہوں تو ایک ہی شئے کے وجود میں دو مؤثروں کا تاثیر
کرنا لازم آئیگا اور یہ محال ہے کیونکہ یہ مستلزم ہے معلول کے دونوں سے
مستغنی ہونیکو اور دونوں کی طرف مفتقر ہونیکو کیونکہ علت جب
مستقلہ ہو تو معلول صرف اسی کی طرف محتاج ہوتا ہے دوسرے
کی طرف محتاج نہیں ہوتا اور دونوں کو علت مستقلہ فرض کیا
گیا ہے تو لازم آئیگا کہ معلول دونوں میں سے ہر ایک کی طرف محتاج ہو
اور ہر ایک سے غنی ہو تو نقیضین مجتمع ہوگئیں اور یہ محال ہے اور اگر یہ
فرض کرو کہ تاثیر انہیں سے ایک کی ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور دوسرا عاجز لازم آئیگا جو الٰہ ہونیکے منافی ہے۔ اور اگر یہ فرض کرو کہ دونوں کے ارادے مختلف ہوتے ہیں تو تمانع و تطارد لازم آئیگا کہ ایک کسی شئے کے وجود کا ارادہ کرے اور دوسرا اُسی حال میں
اسکے عدم کا تو وہ شئے ایک ہی حال میں موجود و معدوم دونوں ہوگی یا دونوں نہ ہوگی یہ دونوں تقدیریں باطل ہیں تو ضرور ہے کہ یا موجود ہوگی یا معدوم ایک ہی بات ہوگی اگر موجود ہوئی تو عدم کا چاہنے والا عاجز ہوا الٰہ نہ رہا اور اگر معدوم ہوئی
تو وجود کا ارادہ کرنیوالا مجبور رہا الٰہ نہ رہا لہٰذا ثابت ہوگیا کہ الٰہ ایک ہی ہو سکتا ہے اور یہ تمام انواع بے نہایت وجوہ سے اس کی توحید پر دلالت کرتے ہیں۔

منزل ۱
ع ۱۹ / ۱۱ / ۳

اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ

کہ انھیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں

وَ لَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۙ

اور کیسی ہو اگر دیکھیں ظالم وہ وقت جبکہ عذاب اُن کی آنکھوں کے سامنے آئیگا اس لیے کہ سارا زور خدا کو ہے

وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ

اور اس لیے کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیرووں سے

الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَ

ف۱ اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائینگی اُن سب کی ڈوریں ف۲ اور

قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا

کہیں گے پیرو کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم ان سے توڑ دیتے جیسے اُنھوں نے

مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَا هُمْ

ہم سے توڑ دی یونہی اللہ انھیں دکھائے گا اُنکے کام اُن پر حسرتیں ہو کر ف۳ اور وہ

بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ

دوزخ سے نکلنے والے نہیں اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں ف۴

حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ٘ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے

مُّبِیْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى

وہ تو تمھیں یہی حکم دے گا بدی اور بےحیائی کا اور یہ کہ

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمھیں خبر نہیں اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اتارے پر چلو ف۵ تو کہیں

بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ

بلکہ ہم تو اُس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ اُنکے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں

شَیْــٴًـا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ

نہ ہدایت ف۶ اور کافروں کی کہاوت اُس کی سی ہے جو پکارے

ع ۴ ۲۰

منزل ۱

ف۱ یہ روز قیامت کا بیان ہے جب مشرکین اور ان کے پیشوا جنھوں نے اُنھیں کفر کی ترغیب دی تھی ایک جگہ جمع ہونگے اور عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھکر ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں گے ف۲ یعنی وہ تمام تعلقات جو دنیا میں اُنکے مابین تھے خواہ وہ دوستیاں ہوں یا رشتہ داریاں یا باہمی موافقت کے عہد ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ انکے برے اعمال اُن کے سامنے کرے گا تو اُنھیں نہایت حسرت ہوگی کہ اُنھوں نے یہ کام کیوں کیے تھے۔
ایک قول یہ ہے کہ جنت کے مقامات دکھا کر ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے تو یہ تمھارے لیے تھے پھر وہ مساکن و منازل مؤمنین کو دیے جائیں گے اس پر اُنھیں حسرت و ندامت ہوگی۔ ف۴ یہ آیت اُن اشخاص کے حق میں نازل ہوئی جنھوں نے بحار وغیرہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دینا اس کی رزّاقیت سے بغاوت ہے مسلم شریف کی حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مال میں اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہوں وہ انکے لیے حلال ہے اور اسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو باطل سے بے تعلق پیدا کیا پھر انکے پاس شیاطین آئے اور اُنھوں نے دین سے بہکایا اور جو میں نے انکے لیے حلال کیا تھا اس کو حرام ٹھہرایا ایک اور حدیث میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوۃ کر دے حضور نے فرمایا اے سعد اپنی خوراک پاک کرو مستجاب الدعوۃ ہو جاؤ گے اُس ذات پاک کی قسم جسکے دست قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک قبولیت سے محرومی رہتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)
ف۵ توحید و قرآن پر ایمان لاؤ اور پاک چیزوں کو حلال جانو جنھیں اللہ نے حلال کیا۔
ف۶ جب باپ دادا دین کے اُمور کو نہ سمجھتے ہوں اور راہ راست پر نہ ہوں تو ان کی پیروی کرنا حماقت و گمراہی ہے۔

بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٧١﴾

ایسے کو کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے ف۱ بہرے گونگے اندھے تو انہیں سمجھ نہیں ف۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا

اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو

لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿١٧٢﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

اگر تم اسی کو پوجتے ہو ف۳ اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار ف۴

وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

اور خون ف۵ اور سور کا گوشت ف۶ اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لیکر ذبح کیا گیا ف۷ تو جو ناچار ہو ف۸ نہ یوں کہ

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ

خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ

الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ

جو چھپاتے ہیں ف۹ اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے بدلے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

ذلیل قیمت لے لیتے ہیں ف۱۰ وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں ف۱۱ اور اللہ

اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٤﴾

قیامت کے دن ان سے بات نہ کریگا اور نہ انہیں ستھرا کرے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ

وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب

فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ

تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار ہے یہ اس لیے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری

بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٧٦﴾ ع

اور بیشک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے ف۱۲ وہ ضرور پرلے سرے کے جھگڑالو ہیں

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ

کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ف۱۳ ہاں اصل

منزل ۱

الربع ۹ ع ۵ ۲۱

ف۱ یعنی جسطرح چوپائے چرانیوالے کی صرف آواز ہی سنتے ہیں کلام کے معنی نہیں سمجھتے یہی حال ان کفار کا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صدائے مبارک کو سنتے ہیں لیکن اسکے معنی دلنشین کرکے ارشاد وفیض بنیاد سے فائدہ نہیں اٹھاتے ف۲ یہ اسلیے کہ وہ حق بات سنکر منتفع نہ ہوئے کلام حق انکی زبان پر جاری نہ ہوا نصیحتوں سے انھوں نے فائدہ نہ اٹھایا ف۳ مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر واجب ہے۔ ف۴ جو حلال جانور بغیر ذبح کیے مرجائے یا اس کو طریق شرع کے خلاف مارا گیا ہو مثلاً گلا گھونٹ کر یا لاٹھی پتھر ڈھیلے غلے گولی سے مار کر ہلاک کیا گیا ہو یا وہ گر کر مرگیا ہو یا کسی جانور نے سینگ سے مارا ہو یا کسی درندے نے ہلاک کیا ہو اسکو مردار کہتے ہیں اور اسی کے حکم میں داخل ہے زندہ جانور کا وہ عضو جو کاٹ لیا گیا ہو مسئلہ مردار جانور کا کھانا حرام ہے مگر اسکا پکا ہوا چمڑا کام میں لانا اور اس کے بال سینگ ہڈی پٹھے سم سے فائدہ اٹھانا جائز ہے (تفسیر احمدی) ف۵ مسئلہ خون ہر جانور کا حرام ہے اگر بہنے والا ہو دوسری آیت میں فرمایا اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا ف۶ مسئلہ خنزیر (سور) نجس العین ہے اسکا گوشت پوست بال ناخن وغیرہ تمام اجزاء نجس و حرام ہیں کسی کو کام میں لانا جائز نہیں چونکہ اوپر سے کھانیکا بیان ہو رہا ہے اسلیے یہاں گوشت کے ذکر پر اکتفا فرمایا گیا ف۷ مسئلہ جس جانور پر وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کیساتھ عطف سے ملاکر وہ حرام ہے مسئلہ اور اگر نام خدا کیساتھ غیر کا نام بغیر عطف ملایا تو مکروہ ہے مسئلہ اگر ذبح فقط اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ عقیقہ کا بکرا ولیمہ کا دنبہ یا جسکی طرف سے وہ ذبیحہ ہے اسی کا نام لیا یا جن اولیاء کیلیے ایصال ثواب منظور ہے انکا نام لیا تو یہ جائز ہے اسمیں کچھ حرج نہیں (تفسیر احمدی) ف۸ مضطر وہ ہے جو حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہو اور اسکو نہ کھانے سے خوف جان ہو خواہ تو شدت کی بھوک یا ناداری کی وجہ سے جان پر بن جائے اور کوئی حلال چیز ہاتھ نہ آئے یا کوئی شخص حرام کے کھانے پر جبر کرتا ہو اور اس سے جان کا اندیشہ ہو ایسی حالت میں جان بچانے کیلیے حرام چیز کا قدر ضرورت یعنی اتنا کھالینا جائز ہے کہ خوف ہلاکت نہ رہے ف۹ شان نزول یہود کے علماء و رؤسا جو امید رکھتے تھے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے مبعوث ہونگے جب انھوں نے دیکھا کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قوم میں سے مبعوث فرمائے گئے تو انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ توریت و انجیل میں حضور کے اوصاف دیکھکر آپکی فرمانبرداری کی طرف جھک پڑینگے اور انکے نذرانے ہدیے تحفے تحائف سب بند ہو جائینگے حکومت جاتی رہیگی اس خیال سے انھیں حسد پیدا ہوا۔ اور توریت و انجیل میں جو حضور کی نعت و صفت اور آپکے وقت نبوت کا بیان تھا انھوں نے اسکو چھپایا اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی مسئلہ چھپانا یہ بھی ہے کہ کتاب کے مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے نہ وہ کسیکو پڑھکر سنایا جائے نہ دکھایا جائے اور یہ بھی چھپانا ہے کہ غلط تاویلیں کرکے معنی بدلنے کی کوشش کیجائے اور کتاب کے اصل معنی پر پردہ ڈالا جائے ف۱۰ یعنی دنیا کے حقیر نفع کیلیے اخفاء حق کرتے ہیں ف۱۱ کیونکہ یہ رشوتیں اور یہ مال حرام جو حق پوشی کے عوض انھوں نے لیا ہے انھیں آتش جہنم میں پہنچائے گا۔ ف۱۲ شان نزول یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی کہ انھوں نے توریت میں اختلاف کیا بعض نے اسکو حق کہا بعض نے باطل بعض نے غلط تاویلیں کیں بعض نے تحریفیں ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی اس صورت میں کتاب سے قرآن مراد ہے اور انکا اختلاف یہ ہے کہ بعض انمیں سے اسکو شعر کہتے تھے بعض سحر بعض کہانت ف۱۳ شان نزول یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ یہود نے بیت المقدس کے مشرق کو اور نصاریٰ نے اس کے مغرب کو قبلہ بنا رکھا تھا اور ہر فریق کا گمان تھا کہ صرف اس قبلہ ہی کی طرف منہ کرنا کافی ہے اس آیت میں انکا رد فرمادیا گیا کہ بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہوگیا۔ (مدارک) مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ خطاب اہل کتاب اور مؤمنین سب کو عام ہے اور معنی یہ ہیں کہ صرف رو بقبلہ ہونا اصل نیکی نہیں جبتک عقائد درست نہ ہوں اور دل اخلاص کے ساتھ رب قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہو۔

ف۱ اس آیت میں نیکی کے چھ طریقے ارشاد فرمائے (۱) ایمان لانا (۲) مال دینا (۳) نماز قائم کرنا (۴) زکوٰۃ دینا (۵) عہد پورا کرنا (۶) صبر کرنا ایمان کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے کہ وہ حی و قیوم علیم حکیم سمیع
بصیر غنی قدیر ازلی ابدی واحد لاشریک لہ ہے دوسرے قیامت پر ایمان لائے کہ وہ حق ہے اس میں بندوں کا حساب ہوگا اعمال کی جزا دی جائے گی مقبولان حق شفاعت کریں گے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سعادتمندوں کو حوض کوثر پر سیراب
فرمائیں گے پل صراط پر گزر ہوگا اور اس روز کے تمام احوال جو قرآن میں آئے یا سید انبیاء نے بیان فرمائے سب حق ہیں تیسرے فرشتوں پر ایمان لائے کہ وہ
اللہ کی مخلوق اور فرمانبردار بندے ہیں نہ مرد ہیں نہ عورت
انکی تعداد اللہ جانتا ہے چار ان میں سے بہت مقرب ہیں
جبریل میکائیل اسرافیل۔ عزرائیل علیہم السلام چوتھے
کتب الٰہیہ پر ایمان لانا کہ جو کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی
حق ہے ان میں چار بڑی کتابیں ہیں (۱) توریت جو حضرت
موسیٰ پر (۲) انجیل جو حضرت عیسیٰ پر (۳) زبور حضرت داؤد
پر (۴) قرآن حضرت محمد مصطفےٰ پر نازل ہوئیں اور پچاس
صحیفے حضرت شیث پر تیس حضرت ادریس پر دس حضرت آدم
پر دس حضرت ابراہیم پر نازل ہوئے علیہم الصلوٰۃ والسلام
پانچویں تمام انبیاء پر ایمان لانا کہ وہ سب اللہ کے بھیجے
ہوئے ہیں اور معصوم یعنی گناہوں سے پاک ہیں انکی صحیح تعداد اللہ
جانتا ہے ان میں سے تین سو تیرہ رسول ہیں نبیین بصیغہ
جمع مذکر سالم ذکر فرمانا اشارہ کرتا ہے کہ انبیاء مرد ہوتے ہیں
کوئی عورت کبھی نبی نہیں ہوئی جیسا کہ وما ارسلنا من
قبلک الا رجالا الآیہ سے ثابت ہے ایمان مجمل یہ ہے
اٰمنت باللہ وبجمیع ما جاء بہ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)
یعنی میں اللہ پر ایمان لایا اور ان تمام امور پر جو سید انبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے (تفسیر احمدی) ف۲
ایمان کے بعد اعمال کا اور اس سلسلہ میں مال دینے کا بیان فرمایا
اسکے چھ مصرف ذکر کیے گردنیں چھڑانے سے غلاموں کا آزاد کرنا
مراد ہے یہ سب مستحب طور پر مال دینے کا بیان تھا مسئلہ اس
آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ دینا بحالت تندرستی زیادہ اجر
رکھتا ہے بنسبت اسکے کہ مرتے وقت زندگی سے مایوس ہو کر
دے (کذا فی حدیث عن ابی ہریرۃ) مسئلہ حدیث
شریف میں ہے کہ رشتہ دار کو صدقہ دینے میں دو
ثواب ہیں ایک صدقہ کا ایک صلہ رحم کا (نسائی شریف) ف۳
شان نزول یہ آیت اوس و خزرج کے بارے میں نازل
ہوئی انمیں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت تعداد مال و شرف میں
زیادہ تھا اسنے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے
قبیلہ کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک کے بدلے دو کو
قتل کریگا زمانہ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعدی کے عادی تھے
عہد اسلام میں یہ معاملہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
پیش ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی اور عدل و مساوات کا حکم دیا
گیا اور اس پر وہ لوگ راضی ہوئے قرآن کریم میں قصاص کا
مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے اس آیت میں قصاص و عفو
دونوں کے مسئلے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بیان ہے
کہ اس نے اپنے بندوں کو قصاص و عفو میں مختار کیا چاہیں قصاص
لیں یا عفو کریں آیت کے اول میں قصاص کے وجوب کا بیان ہے
ف۴ اس سے ہر قاتل بالعمد پر قصاص کا وجوب ثابت ہوتا ہے خواہ
اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو مسلمان کو یا کافر کو مرد کو
یا عورت کو کیونکہ قتلیٰ جو قتیل کی جمع ہے وہ سب کو شامل ہے ہاں
جسکو دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائیگا (احکام القرآن)
ف۵ اس آیت میں بتایا گیا کہ جو قتل کریگا وہی قتل کیا جائے گا۔
خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اور اہل جاہلیت کا یہ طریقہ
ظلم ہے جو ان میں رائج تھا کہ آزادوں میں لڑائی ہوتی تو وہ
ایک کے بدلے دو کو قتل کرتے غلاموں میں ہوتی تو بجائے
غلام کے آزاد کو مارتے عورتوں میں ہوتی تو عورت کے بدلے

منزل ۱

الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَ
نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور
النَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ
پیغمبروں پر ف۱ اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور
الْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ
مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں ف۲ اور
الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ
نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور
الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ
صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں
الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں اے ایمان والو
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ
تم پر فرض ہے ف۳ کہ جو ناحق مارے جائیں اُنکے خون کا بدلہ لو ف۴ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام
وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ
اور عورت کے بدلے عورت ف۵ تو جسکے لیے اسکے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی ف۶ تو بھلائی سے تقاضا ہو
بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
اور اچھی طرح ادا یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے
وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ
اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی کرے ف۷ اس کے لیے دردناک عذاب ہے اور خون کا
فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ
بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو ف۸ کہ تم کہیں بچو تم پر فرض ہوا
عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۚ ۖ الْوَصِيَّةُ
کہ جب تم میں کسی کو موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے

مرد کو قتل کرتے اور محض قاتل کے قتل پر اکتفا نہ کرتے اسکو منع فرمایا گیا ف۶ معنی یہ ہیں کہ جس قاتل کو ولی مقتول کچھ معاف کریں اور اسکے ذمہ مال لازم کیا جائے اس پر اولیاء مقتول تقاضا کرنے میں نیک روش اختیار کریں اور قاتل خون بہا خوش
معاملگی کے ساتھ ادا کرے اسمیں صلح بر مال کا بیان ہے (تفسیر احمدی) مسئلہ ولی مقتول کو اختیار ہے کہ خواہ قاتل کو بے عوض معاف کرے یا مال پر صلح کرے اگر وہ اس پر راضی نہ ہو اور قصاص چاہے تو قصاص ہی فرض رہے گا (جمل) مسئلہ اگر مقتول
کے تمام اولیاء قصاص معاف کر دیں تو قاتل پر کچھ لازم نہیں رہتا مسئلہ اگر مال پر صلح کریں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور مال واجب ہوتا ہے (تفسیر احمدی) مسئلہ ولی مقتول کو قاتل کا بھائی فرمانے میں دلالت ہے اس پر کہ قتل اگرچہ بڑا گناہ ہے مگر اس سے
اخوت ایمانی قطع نہیں ہوتی اس میں خوارج کا ابطال ہے جو مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں ف۷ یعنی بدستور جاہلیت غیر قاتل کو قتل کرے یا دیت قبول کرنے اور معاف کرنے کے بعد قتل کرے ف۸ کیونکہ قصاص
مقرر ہونے سے لوگ قتل سے باز رہیں گے اور جانیں بچیں گی۔

لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ ؕ

اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور ف۱ یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر

فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ

تو جو وصیت کو سن سنا کر بدل دے ف۲ اس کا گناہ انہیں بدلنے والوں پر ہے

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ ؕ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا

ف۳ بیشک اللہ سنتا جانتا ہے پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنیوالے نے کچھ بے انصافی یا گناہ کیا تو اس نے

فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع يٰۤاَيُّهَا

ان میں صلح کرادی اُس پر کچھ گناہ نہیں ف۴ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ

ایمان والو ف۵ تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ

کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے ف۶ گنتی کے دن ہیں ف۷ تو تم میں

مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ

جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو ف۸ تو اُتنے روزے اور دنوں میں اور جنہیں اس کی

يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ

طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا ف۹ پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے ف۱۰

خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ

تو وہ اسکے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو ف۱۱

رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا ف۱۲ لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی

مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ

اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اسکے روزے رکھے اور

مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ

جو بیمار یا سفر میں ہو تو اُتنے روزے اور دنوں میں

ع ۲۲ ۶

منزل ۱

ف۱ یعنی موافق دستورِ شریعت کے عدل کرے اور ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہ کرے اور محتاجوں پر مالداروں کو ترجیح نہ دے مسئلہ ابتدائے اسلام میں یہ وصیت فرض تھی جب میراث کے احکام نازل ہوئے منسوخ کی گئی اب غیرِ وارث کے لیے تہائی سے کم میں وصیت کرنا مستحب ہے بشرطیکہ وارث محتاج نہ ہوں یا ترکہ ملنے پر محتاج نہ رہیں ورنہ ترکِ وصیت سے افضل ہے (تفسیر احمدی) ف۲ خواہ وصی ہو یا ولی یا شاہد اور وہ تبدیل کتابت میں کرے یا تقسیم میں یا ادائے شہادت میں اگر وہ وصیت موافق شرع ہے تو بدلنے والا گنہگار ہے ف۳ اور دوسرے خواہ وہ موصی ہوں یا موصی لہٗ بری ہیں ف۴ معنٰی یہ ہیں کہ وارث یا وصی یا امام یا قاضی جسکو بھی موصی کی طرف سے ناانصافی یا ناحق کارروائی کا اندیشہ ہو وہ اگر موصی لہٗ یا وارثوں میں شرع کے موافق صلح کرادے تو گنہگار نہیں کیونکہ اس نے حق کی حمایت کے لیے باطل کو بدلا ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو وقت وصیت دیکھے کہ موصی حق سے تجاوز کرتا اور خلاف شرع طریقہ اختیار کرتا ہے تو اسکو روکدے اور حق و انصاف کا حکم کرے ف۵ اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے روزہ شرع میں اس کا نام ہے کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض و نفاس سے خالی عورت صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک بہ نیت عبادت خورد و نوش و مجامعت ترک کرے (عالمگیری وغیرہ) رمضان کے روزے ۱۰ شوال ۲ھ کو فرض کیے گئے (درمختار و خازن) اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے عبادت قدیمہ ہیں زمانہ آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے اگرچہ ایام و احکام مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم رہے ف۶ اور تم گناہوں سے بچو کیونکہ یہ کسرِ نفس کا سبب اور متقین کا شعار ہے ف۷ یعنی صرف رمضان کا ایک مہینہ ف۸ سفر سے وہ مراد ہے جسکی مسافت تین دن سے کم نہ ہو اس آیت میں اللہ تعالٰی نے مریض و مسافر کو رخصت دی کہ اگر اسکو رمضان مبارک میں روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک کا اندیشہ ہو یا سفر میں شدت و تکلیف کا تو وہ مرض و سفر کے ایام میں افطار کرے اور بجائے اسکے ایام منہیہ کے سوا اور دنوں میں اس کی قضا کرے۔ ایام منہیہ پانچ دن ہیں جنہیں روزہ رکھنا جائز نہیں دونوں عیدین اور ذی الحجہ کی گیارھویں بارھویں تیرھویں تاریخیں مسئلہ مریض کو محض وہم پر روزے کا افطار جائز نہیں جبتک دلیل یا تجربہ یا غیر ظاہر الفسق طبیب کی خبر سے اسکا غلبۂ ظن حاصل نہ ہو کہ روزہ مرض کے طول یا زیادتی کا سبب ہوگا مسئلہ جو بالفعل بیمار نہ ہو لیکن مسلمان طبیب یہ کہے کہ وہ روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائے گا وہ بھی مریض کے حکم میں ہے مسئلہ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا یا اس کے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اسکو بھی افطار جائز ہے مسئلہ جس مسافر نے طلوع فجر سے قبل سفر شروع کیا اسکو تو روزے کا افطار جائز ہے لیکن جس نے بعد طلوع سفر کیا اسکو اس دن کا افطار جائز نہیں ف۹ مسئلہ جس بوڑھے مرد یا عورت کو پیرانہ سالی کے ضعف سے روزہ رکھنے کی قدرت نہ رہے اور آئندہ قوت حاصل ہونے کی امید بھی نہ ہو اسکو شیخ فانی کہتے ہیں اسکے لیے جائز ہے کہ افطار کرے اور ہر روزے کے بدلے نصف صاع یعنی ایک سو پچھتر روپیہ اور ایک اٹھنی بھر گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا اس سے دونے جو یا اس کی قیمت بطور فدیہ دے مسئلہ اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی قوت آگئی تو روزہ واجب ہوگا مسئلہ اگر شیخ فانی نادار ہو اور فدیہ دینے کی قدرت نہ رکھے تو اللہ تعالٰی سے استغفار کرے اور اپنے عفو تقصیر کی دعا کرتا رہے ف۱۰ یعنی فدیہ کی مقدار سے زیادہ دے ف۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ مسافر و مریض کو افطار کی اجازت ہے لیکن زیادہ بہتر و افضل روزہ رکھنا ہی ہے ف۱۲ اسکے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) یہ کہ رمضان وہ ہے جسکی شان و شرافت میں قرآن پاک نازل ہوا (۲) یہ کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتدا رمضان میں ہوئی (۳) یہ کہ قرآن کریم بتمامہ رمضان مبارک کی شب قدر میں لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اُتارا گیا اور بیت العزت میں رہا یہ اسی آسمان پر ایک مقام ہے یہاں سے وقتاً فوقتاً حسب اقتضائے حکمت جتنا جتنا منظورِ الٰہی ہوا جبریل امین لاتے رہے یہ نزول تیئیس سال کے عرصہ میں پورا ہوا۔

ف۱ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے تو چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اگر ۲۹ رمضان کو چاند کی رویت نہ ہو تو تیس ۳۰ دن کی گنتی پوری کرو ف۲ اس میں طالبان حق کی طلب مولیٰ کا بیان ہے جنھوں نے عشق الٰہی میں اپنے حوائج کو قربان کر دیا وہ اسی کے طلبگار ہیں اُنھیں قرب و وصال کے مژدہ سے شاد کام فرمایا شانِ نزول ایک جماعت صحابہ نے جذبۂ عشق الٰہی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ
اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو ف۱ اور

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ
اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمھیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو اور اے محبوب جب تم سے

عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں ف۲ دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ
ف۳ تو انھیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں

لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ
روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمھارے لیے حلال ہوا ف۴ وہ تمھاری لباس ہیں اور تم

لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ
اُنکے لباس اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے

عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ
تمھاری توبہ قبول کی اور تمھیں معاف فرمایا ف۵ تو اب اُن سے صحبت کرو ف۶ اور طلب کرو جو اللہ نے تمھارے نصیب میں لکھا ہو

لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ
ف۷ اور کھاؤ اور پیو ف۸ یہاں تک کہ تمھارے لیے ظاہر ہو جائے سپیدی کا ڈورا

الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا
سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر ف۹ پھر رات آنے تک روزے پورے کرو ف۱۰ اور

تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ
عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو ف۱۱ یہ اللہ کی حدیں ہیں

فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾
اُن کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں اُنھیں پرہیزگاری ملے اور

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ
آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس اُنکا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ

دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے اس پر نوید قرب سے سرفراز کرکے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو وہ اس کے دور والے سے ضرور بعد رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ سب بندوں سے قریب ہے مکانی کی یہ شان نہیں منازل قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے ؎
دوست نزدیک تر از من بمن ست — ویں عجب تر کہ من ازوے دورم

ف۳ دعا عرض حاجت ہے اور اجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر لبیک عبدی فرماتا ہے مراد عطا فرمانا دوسری چیز ہے وہ بھی کبھی اس کے کرم سے فی الفور ہوتی ہے کبھی بمقتضائے حکمت کسی تاخیر سے کبھی بندے کی حاجت دنیا میں روا فرمائی جاتی ہے کبھی آخرت میں کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اسکی حاجت روائی میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے کبھی دعا کرنے والے میں صدق و اخلاص وغیرہ شرائط قبول نہیں ہوتے اسی لیے اللہ کے نیک اور مقبول بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے مسئلہ ناجائز امر کی دعا کرنا جائز نہیں دعا کے آداب میں سے ہے کہ حضور قلب کیساتھ قبول کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرے اور شکایت نہ کرے کہ میری دعا قبول نہ ہوئی ترمذی کی حدیث میں ہے کہ نماز کے بعد حمد و ثنا اور درود شریف پڑھے پھر دعا کرے

ف۴ شانِ نزول شرائع سابقہ میں افطار کے بعد کھانا پینا مجامعت کرنا نماز عشاء تک حلال تھا بعد نماز عشاء یہ سب چیزیں شب میں بھی حرام ہو جاتی تھیں یہ حکم زمانۂ اقدس تک باقی تھا بعض صحابہ سے رمضان کی راتوں میں بعد عشاء مباشرت وقوع میں آئی انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس پر وہ حضرات نادم ہوئے اور در بارگاہ رسالت میں عرض حال کیا اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا اور یہ آیت نازل ہوئی اور بیان کر دیا گیا کہ آئندہ کے لیے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مجامعت کرنا حلال کیا گیا ف۵ اس خیانت سے وہ مجامعت مراد ہے جو قبل اباحت رمضان کی راتوں میں مسلمانوں سے سرزد ہوئی تھی اسکی معافی کا بیان فرما کر اُن کی تسکین فرما دی گئی ف۶ یہ امر اباحت کیلیے ہے کہ اب وہ ممانعت اُٹھا دی گئی اور لیالی رمضان میں مباشرت مباح کر دی گئی ف۷ اسمیں ہدایت ہے کہ مباشرت نسل و اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہیے جس سے مسلمان بڑھیں اور دین قوی ہو مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ مباشرت موافق حکم شرع ہو جس محل میں جس طریقہ سے مباح فرمائی اس سے تجاوز نہ ہو (تفسیر احمدی) ایک قول یہ بھی ہے کہ جو اللہ نے لکھا اسکو طلب کرنے کے معنی ہیں رمضان کی راتوں میں کثرت عبادت اور بیدار رہ کر شب قدر کی جستجو کرنا ف۸ یہ آیت صرمہ بن قیس کے حق میں نازل ہوئی آپ محنتی آدمی تھے ایک دن بحالت روزہ دن بھر اپنی زمین میں کام کر کے شام کو گھر آئے بیوی سے کھانا مانگا وہ پکانے میں مصروف ہوئیں یہ

تھکے تھے آنکھ لگ گئی جب کھانا تیار کر کے اُنھیں بیدار کیا اُنھوں نے کھانے سے انکار کر دیا کیونکہ اس زمانہ میں سو جانے کے بعد روزہ دار پر کھانا پینا ممنوع ہو جاتا تھا اور اسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا ضعف انتہا کو پہنچ گیا تھا دوپہر کو غشی آ گئی اُنکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور رمضان کی راتوں میں انکے سبب سے کھانا پینا مباح فرمایا گیا جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انابت و رجوع کے باعث قربت حلال ہوئی ف۹ رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی معنی یہ ہیں کہ تمھارے لیے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمایا گیا (تفسیر احمدی) مسئلہ صبح صادق تک اجازت دینے میں اشارہ ہے کہ جنابت روزے کے منافی نہیں جس شخص کو بحالت جنابت صبح ہوئی وہ غسل کر لے اس کا روزہ جائز ہے (تفسیر احمدی) مسئلہ اسی سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا کہ رمضان کے روزے کی نیت دن میں جائز ہے ف۱۰ اس سے روزے کی آخر حد معلوم ہوتی ہے اور یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ بحالت روزہ خورد و نوش و مجامعت میں سے ہر ایک کے ارتکاب سے کفارہ لازم ہو جاتا ہے (مدارک) مسئلہ علماء نے اس آیت کو صوم وصال یعنی ترک روزے کے ممنوع ہونے کی دلیل قرار دیا ہے ف۱۱ اس میں بیان ہے کہ رمضان کی راتوں میں روزہ دار کے لئے جماع حلال ہے جبکہ وہ معتکف نہ ہو مسئلہ اعتکاف میں عورتوں سے قربت اور بوس و کنار حرام ہے۔ مسئلہ مردوں کے اعتکاف کے لئے مسجد ضروری ہے۔ مسئلہ عورتوں کا اعتکاف ان کے گھروں میں جائز ہے۔ مسئلہ معتکف کو مسجد میں کھانا پینا سونا جائز ہے مسئلہ اعتکاف ہر ایسی مسجد میں جائز ہے جس میں جماعت قائم ہو مسئلہ اعتکاف میں روزہ شرط ہے

منزل ۱

لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۸﴾

کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو ف۱ جان بوجھ کر

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ

تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں ف۲ تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے ف۳ اور یہ کچھ

الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَ

بھلائی نہیں کہ ف۴ گھروں میں پچھیت توڑ کر آؤ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور

أْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوا

گھروں میں دروازوں سے آؤ ف۵ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور

فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ

اللہ کی راہ میں لڑو ف۶ ان سے جو تم سے لڑتے ہیں ف۷ اور حد سے نہ بڑھو ف۸ اللہ پسند نہیں رکھتا

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم

حد سے بڑھنے والوں کو اور کافروں کو جہاں پاؤ مارو ف۹ اور انھیں نکال دو

مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ

ف۱۰ جہاں سے اُنھوں نے تمھیں نکالا تھا ف۱۱ اور انکا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے ف۱۲ اور مسجد حرام کے پاس

عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ

ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں ف۱۳ اور اگر تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو ف۱۴

كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿۱۹۱﴾ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۹۲﴾

کافروں کی یہی سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں ف۱۵ تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انتَهَوْا

اور ان سے لڑو یہانتک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں ف۱۶

فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿۱۹۳﴾ الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ

تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام

وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ

اور ادب کے بدلے ادب ہے ف۱۷ جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو

ع ۲۳ ۶ ۷

منزل ۱

ف۱ اس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ لوٹ کر یا چھین کر یا چوری سے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی یا چغلخوری سے یہ سب ممنوع و حرام ہے مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز فائدہ کیلیے کسی پر مقدمہ بنانا اور اسکو حکام تک لیجانا ناجائز و حرام ہے اسی طرح اپنے فائدے کی غرض سے دوسرے کو ضرر پہنچانے کیلیے حکام پر اثر ڈالنا رشوتیں دینا حرام ہے جو حکام رس لوگ ہیں وہ اس آیت کے حکم کو پیش نظر رکھیں حدیث شریف میں مسلمان کے ضرر پہنچانے والے پر لعنت آئی ہے ف۲ شانِ نزول یہ آیت حضرت معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم انصاری کے جواب میں نازل ہوئی ان دونوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند کا کیا حال ہے ابتدا میں بہت باریک نکلتا ہے پھر روز بروز بڑھتا ہے یہانتک کہ پورا روشن ہو جاتا ہے پھر گھٹنے لگتا ہے اور یہانتک گھٹتا ہے کہ پہلے کی طرح باریک ہو جاتا ہے ایک حال پر نہیں رہتا اس سوال سے مقصد چاند کے گھٹنے بڑھنے کی حکمتیں دریافت کرنا تھا بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سوال کا مقصود چاند کے اختلافات کا سبب دریافت کرنا تھا ف۳ چاند کے گھٹنے بڑھنے کے فوائد بیان فرمائے کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں اور آدمیوں کے ہزارہا دینی و دنیوی کام اس سے متعلق ہیں زراعت تجارت لین دین کے معاملات روزے اور عید کے اوقات عورتوں کی عدتیں حیض کے ایام حمل اور دودھ پلانیکی مدتیں اور دودھ چھڑانیکے وقت اور حج کے اوقات اس سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اول میں جب چاند باریک ہوتا ہے تو دیکھنے والا جان لیتا ہے کہ یہ ابتدائی تاریخیں ہیں اور جب چاند پورا روشن ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مہینے کی درمیانی تاریخ ہے اور جب چاند چھپ جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ ختم پر ہے اسی طرح ان کے مابین ایام میں چاند کی حالتیں دلالت کیا کرتی ہیں پھر مہینوں سے سال کا حساب ہوتا ہے یہ وہ قدرتی جنتری ہے جو آسمان کے صفحہ پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ملک اور ہر زبان کے لوگ پڑھے بھی اور بے پڑھے بھی سب اس سے اپنا حساب معلوم کر لیتے ہیں ف۴ شانِ نزول زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کیلیے احرام باندھتے تو کسی مکان میں اُسکے دروازہ سے داخل نہ ہوتے اگر ضرورت ہوتی تو پچھیت توڑ کر آتے اور اسکو نیکی جانتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ف۵ خواہ حالت احرام ہو یا غیر احرام ف۶ ۶ھ میں حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا اس سال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے بقصد عمرہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا اور اس پر صلح ہوئی کہ آپ سال آئندہ تشریف لائیں تو آپکے لیے تین روز مکہ مکرمہ خالی کر دیا جائیگا چنانچہ اگلے سال ۷ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرۂ قضا کیلیے تشریف لائے اب حضور کیساتھ ایکہزار چار سو کی جماعت تھی مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ کفار وفائے عہد نہ کرینگے اور حرم مکہ میں شہر حرام یعنی ماہ ذی القعدہ میں جنگ کرینگے اور مسلمان بحالت احرام ہیں اس حالت میں جنگ کرنا گراں ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت سے ابتدائے اسلام تک نہ حرم میں جنگ جائز تھی نہ ماہ حرام میں نہ حالت احرام میں تو انھیں تردد ہوا کہ اسوقت جنگ کی اجازت ملتی ہے یا نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی ف۷ اسکے معنی یا تو یہ ہیں کہ جو کفار تم سے لڑیں یا جنگ کی ابتدا کریں تم اُنسے دین کی حمایت اور اعزاز کے لیے لڑو یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ کیا گیا اور کفار سے قتال کرنا واجب ہوا خواہ وہ ابتدا کریں یا نہ کریں یا یہ معنی ہیں کہ جو تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ بات سارے ہی کفار میں ہے کیونکہ وہ سب دین کے مخالف اور مسلمانوں کے دشمن ہیں خواہ اُنھوں نے کسی وجہ سے جنگ کی ہو لیکن موقع پانے پر چوکنے والے نہیں یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جو کافر میدان میں تمھارے مقابل آئیں اور وہ تم سے لڑنے والے ہوں اُنسے لڑو اس صورت میں ضعیف بوڑھے بچے مجنون اپاہج اندھے بیمار عورتیں وغیرہ جو جنگ کی قدرت نہیں رکھتے اس حکم میں داخل نہ ہونگے انکو قتل کرنا جائز نہیں ف۸ جو جنگ کے قابل نہیں انسے نہ لڑو یا جن سے تم نے عہد کیا ہو یا بغیر دعوت کے جنگ نہ کرو کیونکہ طریقہ شرع یہ ہے کہ پہلے کفار کو اسلام کی دعوت دیجائے اگر انکار کریں تو جزیہ طلب کیا جائے اس سے بھی منکر ہوں تب جنگ کیجائے اس معنی پر آیت کا حکم باقی ہے منسوخ نہیں (تفسیر احمدی) ف۹ خواہ حرم ہو یا غیر حرم ف۱۰ مکہ مکرمہ سے ف۱۱ سال گذشتہ چنانچہ روز فتح مکہ جن لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا انکے ساتھ یہی کیا گیا ف۱۲ فساد سے شرک مراد ہے یا مسلمانوں کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکنا ف۱۳ کیونکہ یہ حرمت حرم کے خلاف ہے ف۱۴ کہ انہوں نے حرم شریف کی بے حرمتی کی ف۱۵ قتل و شرک سے ف۱۶ کفر و باطل پرستی سے ف۱۷ جب گزشتہ سال ذی القعدہ ۶ھ میں مشرکین عرب (بقیہ ص۳۵)

(بقیہ از صفحہ ۳۴) نے ماہ حرام کی حرمت و ادب کا لحاظ نہ رکھا اور تمھیں ادائے عمرہ سے روکا تو یہ بے حرمتی ان سے واقع ہوئی اور اس کے بدلے بتوفیق الٰہی ۷ھ کو ذی القعدہ میں تمہیں موقع ملا کہ تم عمرہ قضا ادا کرو۔

ف۱ اس سے تمام دینی امور میں طاعت و رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرنا مراد ہے خواہ جہاد ہو یا اور نیکیاں ف۲ راہ خدا میں انفاق کا ترک بھی سبب ہلاک ہے اور اسراف بیجا بھی اور اسطرح اور چیز بھی جو خطرے و ہلاک کا باعث ہو ان سب باز رہنے کا حکم ہے حتی کہ بے ہتھیار میدان جنگ میں جانا یا زہر کھانا یا کسی طرح خودکشی کرنا مسئلہ علماء نے فرمایا کہ اس سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ جس شہر میں طاعون ہو وہاں نہ جائیں اگرچہ وہاں کے لوگوں کو وہاں سے بھاگنا ممنوع ہے ف۳ اور ان دونوں کو انکے فرائض و شرائط کے ساتھ خاص اللہ کے لیے بے سستی و نقصان کامل کرو حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا اس کیلیے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے مسئلہ حج بقول راجح ۹ھ میں فرض ہوا اسکی فرضیت قطعی ہے حج کے فرائض یہ ہیں احرام، عرفہ میں وقوف، طواف زیارت حج کے واجبات مزدلفہ میں وقوف صفا و مروہ کے درمیان سعی رمی جمار اور آفاقی کے لیے طواف رجوع اور حلق یا تقصیر عمرہ کے رکن طواف و سعی ہیں اور اسکی شرط احرام و حلق ہے حج و عمرہ کے چار طریقے ہیں (۱) افراد بالحج وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل میقات سے یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور دل سے اسکی نیت کرے خواہ زبان سے تلبیہ کے وقت اسکا نام لے یا نہ لے۔ (۲) افراد بالعمرہ وہ یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اسکا قصد کرے خواہ وقت تلبیہ زبان سے اسکا ذکر کرے یا نہ کرے اور اس کیلیے اشہر حج میں یا اس سے قبل طواف کرے خواہ اس سال میں حج کرے یا نہ کرے مگر حج و عمرہ کے درمیان المام صحیح کرے اس طرح کہ اپنے اہل کی طرف حلال ہو کر واپس ہو (۳) قران یہ ہے کہ حج و عمرہ دونوں کو ایک احرام میں جمع کرے وہ احرام میقات سے باندھا ہو یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل اول سے حج و عمرہ دونوں کی نیت ہو خواہ وقت تلبیہ زبان سے دونوں کا ذکر کرے یا نہ کرے پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے (۴) تمتع یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور اشہر حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف اسکے اشہر حج میں ہوں اور حلال ہو کر حج کیلیے احرام باندھے اور اسی سال حج کرے اور حج و عمرہ کے درمیان اپنے اہل کے ساتھ المام صحیح نہ کرے (مسکین و فتح) مسئلہ اس آیت سے علماء نے قران ثابت کیا ہے ف۴ حج یا عمرہ کے بعد شروع کرنے اور گھر سے نکلنے اور محرم ہو جانے کے بعد یعنی تمھیں کوئی مانع ادائے حج یا عمرہ سے پیش آئے خواہ وہ دشمن کا خوف ہو یا مرض وغیرہ ایسی حالت میں تم احرام سے باہر آجاؤ ف۵ اونٹ یا گائے یا بکری اور یہ قربانی بھیجنا واجب ہے ف۶ یعنی حرم میں جہاں اس کے ذبح کا حکم ہے مسئلہ یہ قربانی بیرون حرم نہیں ہو سکتی ف۷ جس سے وہ سر منڈانے کیلیے مجبور ہو اور سر منڈائے ف۸ تین دن کے ف۹ چھ مسکینوں کا کھانا ہر مسکین کے لیے پونے دو سیر گیہوں ف۱۰ یعنی تمتع کرے ف۱۱ یہ قربانی تمتع کی ہے حج کے شکر میں واجب ہوئی خواہ تمتع کرنیوالا فقیر ہو عید نحر کی قربانی نہیں جو فقیر و مسافر پر واجب نہیں ہوتی ف۱۲ یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان میں جب چاہے رکھ لے خواہ ایک ساتھ یا متفرق کر کے بہتر یہ ہے کہ ۷۔۸۔۹ ذی الحجہ کو رکھے۔ ف۱۳ مسئلہ اہل مکہ کیلیے نہ تمتع ہے نہ قران اور حدود مواقیت کے اندر کے رہنے والے اہل مکہ میں داخل ہیں مواقیت پانچ ہیں۔ ذو الحلیفہ، ذات عرق، جحفہ، قرن، یلملم۔ ذو الحلیفہ اہل مدینہ کیلیے ذات عرق اہل عراق کیلیے جحفہ اہل شام کیلیے قرن اہل نجد کیلیے یلملم اہل یمن کیلیے ف۱۴ شوال ذو القعدہ اور دس تاریخیں ذی الحجہ کی حج کے افعال انہی ایام میں درست ہیں مسئلہ اگر کسی نے ان ایام سے پہلے حج کا احرام باندھا تو جائز ہے لیکن بکراہت ف۱۵ یعنی حج کو اپنے اوپر لازم و واجب کرے احرام باندھ کر یا تلبیہ کہہ کر یا ہدی چلا کر اس پر یہ چیزیں لازم ہیں جنکا آگے ذکر فرمایا جاتا ہے ف۱۶ رفث جماع یا عورتوں کے سامنے ذکر جماع یا کلام فحش کرنا ہے نکاح اسمیں داخل نہیں مسئلہ محرم و محرمہ کا نکاح جائز ہے مجامعت جائز نہیں۔ فسوق سے معاصی و سیئات اور جدال سے جھگڑا مراد ہے خواہ وہ اپنے رفیقوں یا خادموں کے ساتھ ہو یا غیروں کے ساتھ۔

مع

منزل ۱

ع ۲۴ / ۸

بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

اتنی ہی جتنی اس نے کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى

ساتھ ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو ف۱ اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو

التَّهْلُكَةِ ۚۛ وَاَحْسِنُوْا ۚۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا

ف۲ اور بھلائی والے ہو جاؤ بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں اور

الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ

حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو ف۳ پھر اگر تم روکے جاؤ ف۴ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے ف۵

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

اور اپنے سر نہ منڈاؤ جبتک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے ف۶ پھر جو تم میں

مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ

بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے ف۷ تو بدلا دے روزے ف۸ یا خیرات ف۹

اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا

یا قربانی پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے ف۱۰

اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ

اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے ف۱۱ پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے

فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ

ف۱۲ اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم

لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

اس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو ف۱۳ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور

اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ع اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ

جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے حج کے کئی مہینہ ہیں جانے ہوئے ف۱۴

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ

تو جو ان میں حج کی نیت کرے ف۱۵ تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا ف۱۶

ف۱ بدیوں کی ممانعت کے بعد نیکیوں کی ترغیب فرمائی کہ بجائے فسق کے تقویٰ اور بجائے جدال کے اخلاق حمیدہ اختیار کرو ف۲ شانِ نزول بعض یمنی حج کیلئے بے سامانی کے ساتھ روانہ ہوتے تھے اور اپنے آپ کو متوکل کہتے تھے اور مکہ مکرمہ پہنچکر سوال شروع کرتے اور کبھی غصب و خیانت کے مرتکب ہوتے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ توشہ لیکر چلو اوروں پر بار نہ ڈالو سوال نہ کرو کہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ تقوے کا توشہ ساتھ لو جسطرح دنیوی سفر کیلئے توشہ ضروری ہے ایسے ہی سفرِ آخرت کے لیے پرہیزگاری کا توشہ لازم ہے ف۳ یعنی عقل کا مقتضا خوفِ الٰہی ہے جو اللہ سے نہ ڈرے وہ بےعقلوں کی طرح ہے ف۴ شانِ نزول بعض مسلمانوں نے خیال کیا کہ راہِ حج میں جس نے تجارت کی یا اونٹ کرایہ پر چلائے اس کا حج ہی کیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی مسئلہ جبتک تجارت سے افعالِ حج کی ادا میں فرق نہ آئے اسوقت تک تجارت مباح ہے ف۵ عرفات ایک مقام کا نام ہے جو موقف ہے ضحاک کا قول ہے کہ حضرت آدم و حوا جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے مقام پر جمع ہوئے اور دونوں میں تعارف ہوا اس لیے اس دن کا نام عرفہ اور مقام کا نام عرفات ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس روز بندے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اس لیے اس دن کا نام عرفہ ہے مسئلہ عرفات میں وقوف فرض ہے کیونکہ افاضہ بلا وقوف متصور نہیں ف۶ تلبیہ و تہلیل و تکبیر و ثنا و دعا کے ساتھ یا نماز مغرب و عشا کیساتھ ف۷ مشعر حرام جبل قزح ہے جس پر امام وقوف کرتا ہے مسئلہ وادی محسر کے سوا تمام مزدلفہ موقف ہے اسمیں وقوف واجب ہے بے عذر ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے اور مشعر حرام کے پاس وقوف افضل ہے ف۸ طریق ذکر و عبادت کچھ نہ جانتے تھے ف۹ قریش مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے تھے اور سب لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف نہ کرتے جب لوگ عرفات سے پلٹتے تو یہ مزدلفہ سے پلٹتے اور اسمیں اپنی بڑائی سمجھتے اس آیت میں انھیں حکم دیا گیا کہ سب کے ساتھ عرفات میں وقوف کریں اور ایک ساتھ پلٹیں یہی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی سنت ہے۔ ف۱۰ طریقِ حج کا مختصر بیان یہ ہے کہ حاجی ۸ ذی الحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ سے منا کی طرف روانہ ہو وہاں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کی فجر تک ٹھہرے اسی روز منا سے عرفات آئے بعد زوال امام دو خطبے پڑھے یہاں حاجی ظہر و عصر کی نماز امام کے ساتھ ظہر کے وقت میں جمع کرکے پڑھے ان دونوں نمازوں کیلئے اذان ایک ہوگی اور تکبیریں دو اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت ظہر کے سوا کوئی نفل نہ پڑھا جائے اس جمع کے لیے امام اعظم ضروری ہے اگر امام اعظم نہ ہو یا گمراہ بدمذہب ہو تو ہر ایک نماز علیحدہ اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے اور عرفات میں غروب تک ٹھہرے پھر مزدلفہ کیطرف لوٹے اور جبل قزح کے قریب اترے مزدلفہ میں مغرب و عشا کی نمازیں جمع کرکے عشاء کے وقت پڑھے اور فجر کی نماز خوب اول وقت اندھیرے میں پڑھے وادی محسر کے سوا تمام مزدلفہ اور بطن عرنہ کے سوا تمام عرفات موقف ہے جب صبح خوب روشن ہو تو روز نحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو منا کی طرف آئے اور بطن وادی سے جمرۂ عقبہ کی ۷ مرتبہ رمی کرے پھر اگر چاہے قربانی کرے پھر بال منڈائے یا کترائے پھر ایام نحر میں کسی دن طواف زیارت کرے پھر منا آکر تین روز اقامت کرے اور گیارھویں کے زوال کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرے اس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد کے قریب ہے پھر جو اسکے بعد ہے پھر جمرۂ عقبہ ہر ایک کی سات سات مرتبہ پھر اگلے روز ایسا ہی کرے پھر اگلے روز ایسا ہی پھر مکہ مکرمہ کی طرف چلا آئے (تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے) ف۱۱ زمانۂ جاہلیت میں عرب حج کے بعد کعبہ کے قریب اپنے باپ دادا کے فضائل بیان کیا کرتے تھے اسلام میں بتایا گیا یہ شہرت و خودنمائی کی بیکار باتیں ہیں بجائے اسکے ذوق و شوق کیساتھ ذکرِ الٰہی کرو مسئلہ اس آیت سے ذکر جہر و ذکر جماعت ثابت ہوتا ہے ف۱۲ دعا کرنیوالوں کی دو قسمیں بیان فرمائیں ایک وہ کافر جنکی دعا میں صرف طلبِ دنیا ہوتی تھی آخرت پر انکا اعتقاد نہ تھا انکے حق میں ارشاد ہوا کہ آخرت میں انکا کچھ حصہ نہیں دوسرے وہ ایماندار جو دنیا و آخرت دونوں کی بہتری کی دعا کرتے ہیں مسئلہ مؤمن دنیا کی بہتری جو طلب کرتا ہے وہ بھی امر جائز اور دین کی تائید و تقویت کیلئے اسلیے اسکی یہ دعا بھی امورِ دین سے ہے ف۱۳ مسئلہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دعا کسبِ اعمال میں داخل ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہی دعا فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ف۱۴ عنقریب قیامت قائم کرکے بندوں کا حساب فرمائے گا تو چاہیے کہ بندے ذکر و دعا و طاعت میں جلدی کریں (مدارک و خازن) ف۱۵ ان دنوں سے ایام تشریق اور ذکر اللہ سے نمازوں کے بعد اور رمی جمار کے وقت تکبیر کہنا مراد ہے۔

فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ

حج کے وقت تک ۔ اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے ف۱ اور توشہ ساتھ لو

خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُونِ يٰا أُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے ف۲ اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو ف۳ تم پر کچھ گناہ نہیں ف۴

جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ

کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو ۔ تو جب عرفات سے پلٹو ف۵

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدٰكُمْ ۚ وَإِنْ

تو اللہ کی یاد کرو ف۶ مشعر حرام کے پاس ف۷ اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور

كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّينَ ﴿١٩٨﴾ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ

بیشک اس سے پہلے تم بہکے ہوئے تھے ف۸ پھر بات یہ ہے کہ اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو

أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٩﴾ فَإِذَا

جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں ف۹ اور اللہ سے معافی مانگو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پھر جب

قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ

اپنے حج کے کام پورے کر چکو ف۱۰ تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے ف۱۱ بلکہ اس سے زیادہ

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُولُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اس کا

مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

کچھ حصہ نہیں اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے

وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ

اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا ف۱۲ ایسوں کو ان کی کمائی سے بھاگ ہے

مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٢٠٢﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيٓ أَيَّامٍ

ف۱۳ اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے ف۱۴ اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے

مَّعْدُودٰتٍ ۚ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَأَخَّرَ

دنوں میں ف۱۵ تو جلدی کرکے دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منزل ۱

النصف

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۰۳

تو اس پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لیے ف۱ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف اُٹھنا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ

اور بعض آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے ف۲ اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو

عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝۲۰۴ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ

گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں

لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝۲۰۵

فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ

اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ف۳ ایسے کو دوزخ کافی ہے

وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۲۰۶ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ

اور وہ ضرور بہت بُرا بچھونا ہے اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے ف۴ اللہ کی مرضی چاہنے میں

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي

اور اللہ بندوں پر مہربان ہے اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو

السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

ف۵ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو ف۶ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

مُّبِيْنٌ ۝۲۰۸ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

اور اگر اس کے بعد بھی بچلو کہ تمہارے پاس روشن حکم آ چکے ف۷ تو جان لو

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۰۹ ھَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ

کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے کاہے کے انتظار میں ہیں ف۸ مگر یہی کہ اللہ کا عذاب آئے

۲۵ ع ۱۴ ۹ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۲۱۰

چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اُتریں ف۹ اور کام ہو چکے اور سب کاموں کی رجوع اللہ کی طرف ہے

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰھُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ

بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں دیں ف۱۰ اور جو

ف۱ بعض مفسرین کا قول ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ دو فریق تھے بعض جلدی کرنیوالوں کو گنہگار بتاتے تھے بعض رہجانیوالے کو قرآن پاک نے بیان فرمادیا کہ ان دونوں میں کوئی گنہگار نہیں

ف۲ شانِ نزول یہ اور اس سے اگلی آیت اخنس بن شریق منافق کے حق میں نازل ہوئی جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت لجاجت سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا اور اپنے اسلام اور آپ کی محبت کا دعوی کرتا اور اس پر قسمیں کھاتا اور درپردہ فساد انگیزی میں مصروف رہتا تھا مسلمانوں کے مویشی کو اس نے ہلاک کیا اور انکی کھیتی کو آگ لگادی ف۳ گناہ سے ظلم و سرکشی اور نصیحت کی طرف التفات نہ کرنا مراد ہے (خازن) ف۴ شانِ نزول حضرت صہیب ابن سنان رومی مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ کیطرف روانہ ہوئے مشرکین قریش کی ایک جماعت نے آپکا تعاقب کیا تو آپ سواری سے اُترے اور ترکش سے تیر نکالکر فرمانے لگے کہ اے قریش تم میں سے کوئی میرے پاس نہیں آسکتا جبتک کہ میں تیر مارتے مارتے تمام ترکش خالی نہ کردوں اور پھر جبتک تلوار میرے ہاتھ میں رہے اس سے ماروں اسوقت تک تمہاری جماعت کا کھیت ہوجائے گا اگر تم میرا مال چاہو جو مکہ مکرمہ میں مدفون ہے تو میں تمہیں اسکا پتہ بتادوں تم مجھ سے تعرض نہ کرو وہ اسپر راضی ہوگئے اور آپ نے اپنے تمام مال کا پتہ بتادیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی حضور نے تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہاری یہ جاں فروشی بڑی نافع تجارت ہے ف۵ شانِ نزول اہل کتاب میں سے عبداللہ بن سلام اور انکے اصحاب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکے بعد شریعتِ موسوی کے بعض احکام پر قائم رہے شنبہ کی تعظیم کرتے اس روز شکار سے اجتناب لازم جانتے اور اونٹ کے دودھ اور گوشت سے پرہیز کرتے اور یہ خیال کرتے کہ یہ چیزیں اسلام میں تو مباح ہیں انکا کرنا ضروری نہیں اور توریت میں ان سے اجتناب لازم کیا گیا ہے تو انکے ترک کرنے میں اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہے اور شریعت موسوی پر عمل بھی ہوتا ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ اسلام کے احکام کا پورا اتباع کرو یعنی توریت کے احکام منسوخ ہوگئے اب ان سے تمسک نہ کرو (خازن) ف۶ اس کی وساوس و شبہات میں نہ آؤ۔

ف۷ اور باوجود واضح دلیلوں کے اسلام کی راہ کے خلاف روش اختیار کرو ف۸ ملت اسلام کے چھوڑنے اور شیطان کی فرمانبرداری کرنے والے

ف۹ جو عذاب پر مامور ہیں۔

ف۱۰ کہ ان کے انبیاء کے معجزات کو ان کے صدق نبوت کی دلیل بنایا ان کے ارشاد اور ان کی کتابوں کو دین اسلام کی حقانیت کا شاہد کیا۔

منزل ۱

ف۱ اللہ کی نعمت سے آیاتِ الٰہیہ مراد ہیں جو سببِ رشد و ہدایت ہیں اور ان کی بدولت گمراہی سے نجات حاصل ہوتی ہے انھیں میں سے وہ آیات ہیں جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت اور حضور کی نبوت و رسالت کا بیان ہے یہود و نصاریٰ کی تحریفیں اس نعمت کی تبدیل ہے ف۲ وہ اسی کی قدر کرتے اور اسی پر مرتے ہیں ف۳ اور سامانِ دنیوی سے ان کی بے رغبتی دیکھ کر ان کی تحقیر کرتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور صہیب و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھ کر کفار تمسخر کرتے تھے اور دولتِ دنیا کے غرور میں اپنے آپ کو اونچا سمجھتے تھے ف۴ یعنی ایماندار روزِ قیامت جناتِ عالیہ میں ہوں گے اور مغرور کفار جہنم میں ذلیل و خوار ف۵ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عہدِ نوح تک سب لوگ ایک دین اور ایک شریعت پر تھے پھر ان میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا یہ بعثت میں پہلے رسول ہیں (خازن) ف۶ ایمانداروں اور فرمانبرداروں کو ثواب کی (مدارک و خازن) ف۷ کافروں اور نافرمانوں کو عذاب کا (خازن) ف۸ جیسا کہ حضرت آدم و شیث و ادریس پر صحائف اور حضرت موسیٰ پر توریت حضرت داؤد پر زبور حضرت عیسیٰ پر انجیل اور خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم پر قرآن ف۹ یہ اختلاف تبدیل و تحریف اور ایمان و کفر کے ساتھ تھا جیسا کہ یہود و نصاریٰ سے واقع ہوا (خازن) ف۱۰ یعنی یہ اختلاف نادانی سے نہ تھا بلکہ ف۱۱ اور جیسی سختیاں ان پر گزر چکیں ابھی تک تمھیں پیش آئیں شانِ نزول یہ آیت غزوۂ احزاب کے متعلق نازل ہوئی جہاں مسلمانوں کو سردی اور بھوک وغیرہ کی سخت تکلیفیں پہنچی تھیں اس میں انھیں صبر کی تلقین فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ راہِ خدا میں تکالیف برداشت کرنا قدیم سے خاصانِ خدا کا معمول رہا ہے ابھی تو تمھیں پہلوں کی سی تکلیفیں پہنچی بھی نہیں ہیں بخاری شریف میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سایۂ کعبہ میں اپنی چادر مبارک سے تکیہ کیے ہوئے تشریف فرما تھے ہم نے حضور سے عرض کی کہ حضور ہمارے لیے کیوں دعا نہیں فرماتے ہماری کیوں مدد نہیں کرتے۔ فرمایا تم سے پہلے لوگ گرفتار کیے جاتے تھے زمین میں گڑھا کھود کر اس میں دبائے جاتے تھے آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے جاتے تھے اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت نوچے جاتے تھے اور ان میں کی کوئی مصیبت انھیں ان کے دین سے روک نہ سکتی تھی ف۱۲ یعنی شدت اس نہایت کو پہنچ گئی کہ ان امتوں کے رسول اور ان کے فرمانبردار مؤمن بھی طلبِ مدد میں جلدی کرنے لگے باوجودیکہ رسول بڑے صابر ہوتے ہیں اور ان کے اصحاب بھی لیکن باوجود ان انتہائی مصیبتوں کے وہ لوگ اپنے دین پر قائم رہے اور کوئی مصیبت و بلا ان کے حال کو متغیر نہ کر سکی ف۱۳ اس کے جواب میں انھیں تسلی دی گئی اور یہ ارشاد ہوا ف۱۴ شانِ نزول یہ آیت عمرو بن جموح کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار تھے انھوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں اس آیت میں انھیں بتا دیا گیا کہ جس قسم کا اور جس قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے اور مصارف اس کے یہ ہیں مسئلہ آیت میں صدقہ نافلہ کا بیان ہے ماں باپ کو زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ دینا جائز نہیں (جمل وغیرہ)

نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾
اللہ کی آئی ہوئی نعمت کو بدل دے ف۱ تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ
کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی ف۲ اور مسلمانوں سے ہنستے ہیں ف۳

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ
اور ڈر والے ان سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن ف۴ اور خدا جسے چاہے بے گنتی دے

حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ
لوگ ایک دین پر تھے ف۵ پھر اللہ نے انبیاء بھیجے

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ
خوشخبری دیتے ف۶ اور ڈر سناتے ف۷ اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری ف۸ کہ وہ

بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ
لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے اور کتاب میں اختلاف انھیں نے ڈالا جن کو دی گئی تھی

اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ
ف۹ بعد اس کے کہ ان کے پاس روشن حکم آ چکے ف۱۰ آپس کی سرکشی سے تو اللہ نے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ
ایمان والوں کو وہ حق بات سوجھا دی جس میں جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اور اللہ

مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ
جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے

وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ
اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی ف۱۱ پہنچی انھیں سختی

وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ
اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول ف۱۲ اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی

مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬
اللہ کی مدد ف۱۳ سن لو بیشک اللہ کی مدد قریب ہے تم سے پوچھتے ہیں ف۱۴ کیا خرچ کریں

منزل ۱

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَ

تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور

الْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ

محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے اور جو بھلائی کرو ف۱ بیشک اللہ اُسے

عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا

جانتا ہے ف۲ تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمھیں ناگوار ہے ف۳ اور قریب ہے کہ کوئی بات تمھیں

شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

بُری لگے اور وہ تمھارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمھیں پسند آئے اور وہ تمھارے حق میں بُری ہو اور اللہ

يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ ع يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ ع ۲۶ ۶ ۱۰

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۴ تم سے پوچھتے ہیں ماہِ حرام میں لڑنے کا حکم

فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَ

ف۵ تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے ف۶ اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ

مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا ف۷ اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد

اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ

ف۸ قتل سے سخت تر ہے ف۹ اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہانتک کہ تمھیں تمھارے

دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے ف۱۰ اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے

فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَ

پھر کافر ہو کر مرے تو اُن لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور

الْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

آخرت میں ف۱۱ اور وہ دوزخ والے ہیں اُنھیں اس میں ہمیشہ رہنا وہ جو

اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ

ایمان لائے اور وہ جنھوں نے اللہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے

منزل ۱

ف۱ یہ ہر نیکی کو عام ہے انفاق ہو یا اور کچھ اور باقی معارف بھی اس میں آگئے ف۲ اس کی جزا عطا فرمائے گا ف۳ مسئلہ جہاد فرض ہے جب اسکے شرائط پائے جائیں اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر چڑھائی کریں تو جہاد فرض عین ہوتا ہے ورنہ فرض کفایہ ف۴ کہ تمھارے حق میں کیا بہتر ہے تو تم پر لازم ہے کہ حکم الٰہی کی اطاعت کرو اور اسی کو بہتر سمجھو چاہے وہ تمھارے نفس پر گراں ہو ف۵ شانِ نزول سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی اس نے مشرکین سے قتال کیا انکا خیال تھا کہ وہ روز جمادی الاخریٰ کا آخر دن ہے مگر درحقیقت چاند ۲۹ کو ہو گیا تھا اور وہ رجب کی پہلی تاریخ تھی اس پر کفار نے مسلمانوں کو عار دلائی کہ تم نے ماہ حرام میں جنگ کی اور حضور سے اس کے متعلق سوال ہونے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ف۶ مگر صحابہ سے یہ گناہ واقع نہیں ہوا کیونکہ انھیں چاند ہونے کی خبر ہی نہ تھی انکے نزدیک وہ دن ماہ حرام رجب کا نہ تھا مسئلہ ماہ ہائے حرام میں جنگ کی حرمت کا حکم آیہ اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم سے منسوخ ہو گیا ف۷ جو مشرکین سے واقع ہوا کہ اُنھوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو سال حدیبیہ کعبہ معظمہ سے روکا اور آپ کے زمانہ قیام مکہ معظمہ میں آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اتنی ایذائیں دیں کہ وہاں سے ہجرت کرنا پڑی ف۸ یعنی مشرکین کہ وہ شرک کرتے ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو مسجد حرام سے روکتے اور طرح طرح کی ایذائیں دیتے ہیں ف۹ کیونکہ قتل تو بعض حال میں مباح ہوتا ہے اور کفر کسی حال میں مباح نہیں اور یہاں تاریخ کا مشکوک ہونا عذر معقول ہے اور کفار کے کفر کیلئے تو کوئی عذر ہی نہیں۔ ف۱۰ اس میں خبر دی گئی کہ کفار مسلمانوں سے ہمیشہ عداوت رکھیں گے کبھی اس کے خلاف نہ ہوگا اور جہاں تک ان سے ممکن ہوگا وہ مسلمانوں کو دین سے منحرف کرنے کی سعی کرتے رہیں گے ان استطاعوا سے مستفاد ہوتا ہے کہ بکرمہ تعالیٰ وہ اپنی اس مراد میں ناکام رہیں گے ف۱۱ مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ارتداد سے تمام عمل باطل ہو جاتے ہیں آخرت میں تو اس طرح کہ ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں اور دنیا میں اس طرح کہ شریعت مرتد کے قتل کا حکم دیتی ہے اس کی عورت اس پر حلال نہیں رہتی وہ اپنے اقارب کا ورثہ پانے کا مستحق نہیں رہتا اس کا مال معصوم نہیں رہتا اس کی مدح و ثنا و امداد جائز نہیں (روح البیان وغیرہ)

ف شانِ نزول عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں جو مجاہدین بھیجے گئے تھے اُنکی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ اُنھیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا ہے اسلیے اُس روز قتال کرنا گناہ تو نہ ہوا لیکن اُسکا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا اسپر آیت
نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اُنکا یہ عمل جہاد مقبول ہے اور اسپر اُنھیں اُمیدوار رحمت الٰہی رہنا چاہیے اور یہ اُمید قطعًا پوری ہوگی (خازن) مسئلہ یرجون سے ظاہر ہوا کہ عمل اجر سے واجب نہیں
ہوتا بلکہ ثواب دینا محض فضل الٰہی ہے ف۲ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر شراب کا ایک قطرہ کنویں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے
تو میں اسپر اذان نہ کہوں اور اگر دریا میں شراب کا قطرہ پڑے
پھر دریا خشک ہو اور وہاں گھاس پیدا ہو اسمیں اپنے جانوروں
کو نہ چراؤں سبحان اللہ گناہ سے کسقدر نفرت ہے رَزَقَنَا اللّٰهُ
تَعَالٰی اتباعهم شراب ۳ھ میں غزوۂ اُحد سے چند روز
بعد حرام کی گئی اس سے قبل یہ بتایا گیا تھا کہ جوئے اور شراب کا
گناہ انکے نفع سے زیادہ ہے نفع تو یہی ہے کہ شراب سے کچھ سرور
پیدا ہوتا ہے یا اسکی خرید و فروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے
اور جوئے میں کبھی مفت کا مال ہاتھ آتا ہے اور گناہوں اور
مفسدوں کی کیا شمار عقل کا زوال غیرت و حمیت کا زوال
عبادات سے محرومی لوگوں سے عداوتیں سب کی نظر میں خوار ہونا
دولت و مال کی اضاعت ایک روایت میں ہے کہ جبریل امین نے
حضور پر نور سید عالم صلے اللہ علیہ کے حضور میں عرض کیا کہ اللہ
تعالیٰ کو جعفر طیار کی چار خصلتیں پسند ہیں حضور نے حضرت
جعفر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا اُنھوں نے عرض کیا کہ ایک
تو یہ ہے کہ میں نے شراب کبھی نہیں پی یعنی حکم حرمت سے پہلے بھی اور اسکی
وجہ یہ تھی کہ میں جانتا تھا کہ اس سے عقل زائل ہوتی ہے اور میں
چاہتا تھا کہ عقل اور بھی تیز ہو دوسری خصلت یہ ہے کہ زمانہ
جاہلیت میں بھی میں نے کبھی بت کی پوجا نہیں کی کیونکہ میں
جانتا تھا کہ یہ پتھر ہے نہ نفع دے سکے نہ ضرر تیسری خصلت یہ ہے
کہ کبھی میں زنا میں مبتلا نہ ہوا کہ اسکو بے غیرتی سمجھتا تھا چوتھی
خصلت یہ کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیونکہ میں اسکو کمینہ پن
خیال کرتا تھا مسئلہ شطرنج تاش وغیرہ ہار جیت کے کھیل اور جن پر
بازی لگائی جائے سب جوئے میں داخل اور
حرام ہیں (روح البیان) ف۳ شانِ نزول سید عالم

منزل ۱

صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی تو
آپسے دریافت کیا گیا کہ مقدار ارشاد فرمائیں کتنا مال راہ خدا میں
دیا جائے اسپر یہ آیت نازل ہوئی (خازن) ف۴ یعنی جتنا تمہاری
حاجت سے زائد ہو۔ ابتدائے اسلام میں حاجت سے زائد مال کا خرچ کرنا
فرض تھا صحابہ کرام اپنے مال میں سے اپنی ضرورت کی قدر لیکر باقی
سب راہ خدا میں تصدق کردیتے تھے یہ حکم آیت زکوٰۃ سے منسوخ
ہوگیا ف۵ کہ جتنا تمہاری دنیوی ضرورت کیلیے کافی ہو وہ لیکر
باقی سب اپنے نفع آخرت کیلیے خیرات کردو (خازن) ف۶ کہ
اُنکے اموال کو اپنے مال سے ملانے کا کیا حکم ہے شانِ نزول
آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا کے نزول کے
بعد لوگوں نے یتیموں کے مال جدا کردیے اور اُنکا کھانا پینا علٰحدہ
کردیا اسمیں یہ صورتیں بھی پیش آئیں کہ جو کھانا یتیم کیلیے پکایا
اور اسمیں سے کچھ بچ رہا وہ خراب ہوگیا اور کسی کے کام نہ آیا اس میں
یتیموں کا نقصان ہوا یہ صورتیں دیکھکر حضرت عبداللہ بن رواحہ
نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر یتیم کے
مال کی حفاظت کی نظر سے اس کا کھانا اس کے اولیا اپنے کھانے کے
ساتھ ملالیں تو اسکا کیا حکم ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور
یتیموں کے فائدے کیلیے ملانے کی اجازت دی گئی۔ ف۷ شانِ
نزول حضرت مرثد غنوی ایک بہادر شخص تھے سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تا کہ
وہاں سے تدبیر کیساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں وہاں عناق
نامی ایک مشرکہ عورت تھی جو زمانہ جاہلیت میں انکے ساتھ
محبت رکھتی تھی حسین اور مالدار تھی جب اسکو انکی آمد کی خبر ہوئی تو وہ آپکے پاس آئی اور طالب وصال ہوئی آپنے بخوف الٰہی اس سے اعراض کیا اور فرمایا کہ اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا اب اس نے نکاح کی درخواست کی آپنے فرمایا کہ یہ بھی رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی اجازت پر موقوف ہے اپنے کام سے فارغ ہوکر جب آپ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حال عرض کرکے نکاح کی بابت دریافت کیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر احمدی) بعض علماء نے فرمایا جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرے
وہ مشرک ہے خواہ اللہ کو واحد ہی کہتا ہو اور توحید کا مدعی ہو (خازن) ف۸ شانِ نزول ایک روز حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کسی خطا پر اپنی باندی کے طمانچہ مارا پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اسکا ذکر کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا حال
دریافت کیا عرض کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور کی رسالت کی گواہی دیتی ہے رمضان کے روزے رکھتی ہے خوب وضو کرتی اور نماز پڑھتی ہے حضور نے فرمایا وہ مؤمنہ ہے آپنے عرض کیا تو اسکی قسم جس نے آپکو سچا نبی بنا کر مبعوث فرمایا میں اسکو
آزاد کرکے اسکے ساتھ نکاح کرونگا اور آپنے ایسا ہی کیا اسپر لوگوں نے طعنہ زنی کی کہ تم نے ایک سیاہ فام باندی کیساتھ نکاح کیا باوجودیکہ فلاں مشرکہ حرہ عورت تمہارے لیے حاضر ہے وہ حسین بھی ہے مالدار بھی ہے اسپر نازل ہوا وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ یعنی مسلمان
باندی مشرکہ سے بہتر ہے خواہ مشرکہ آزاد ہو اور حسن و مال کیوجہ سے اچھی معلوم ہوتی ہو ف۹ یہ عورت کے اولیا کو خطاب ہے مسئلہ مسلمان عورت کا نکاح مشرک و کافر کیساتھ باطل و حرام ہے ف۱۰ تو ان سے اجتناب ضروری (باقی بر صفحہ ۴۱) ٭

يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۱۸﴾ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

وہ رحمت الٰہی کے اُمیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ تم سے

الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ٘ وَ اِثْمُهُمَاۤ

شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ

اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ

اُن کے نفع سے بڑا ہے ف۲ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں ف۳ تم فرماؤ جو فاضل بچے

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِی الدُّنْیَا

ف۴ اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم دنیا اور

وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْیَتٰمٰی ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ ؕ

آخرت کے کام سوچ کر کرو ف۵ اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں ف۶ تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے

وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَ لَوْ

اور اگر اپنا ان کا خرچ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور

شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ

اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے اور مشرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو

حَتّٰی یُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ

جب تک مسلمان نہ ہوجائیں ف۷ اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے ف۸ اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو

وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا ؕ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں ف۹ اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا

وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ۖۚ وَ اللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلَی

اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں ف۱۰ اور اللہ

الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَ یُبَیِّنُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کیلئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں

ع ۲۷ ۵ ۱۱

یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًی ۙ فَاعْتَزِلُوا

اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم ف۱۱ تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے

ف۱ یعنی عورتوں کی قربت سے نسل کا قصد کرو نہ قضاء شہوت کا ف۲ یعنی اعمال صالحہ یا جماع سے قبل بسم اللہ پڑھنا ف۳ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنے بہنوئی نعمان بن بشیر کے گھر جانے اور ان سے کلام کرنے اور ان کے خصوم کے ساتھ ان کی صلح کرانے سے قسم کھائی تھی جب اس کے متعلق ان سے کہا جاتا تھا تو کہہ دیتے تھے کہ میں قسم کھاچکا ہوں اس لیے یہ کام کر ہی نہیں سکتا اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی اور نیک کام کرنے سے قسم کھالینے کی ممانعت فرمائی گئی مسئلہ اگر کوئی شخص نیکی سے باز رہنے کی قسم کھائے تو اسکو چاہیئے کہ قسم کو پورا نہ کرے بلکہ وہ نیک کام کرے اور قسم کا کفارہ دے مسلم شریف کی حدیث میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی امر پر قسم کھائی پھر معلوم ہوا کہ خیر اور بہتری اس کے خلاف میں ہے تو چاہیے کہ اس امر خیر کو کرے اور قسم کا کفارہ دے مسئلہ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ اس آیت سے بکثرت قسم کھانیکی ممانعت ثابت ہوتی ہے ف۴ مسئلہ قسم تین طرح کی ہوتی ہے لغو غموس منعقد لغو یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر اپنے خیال میں صحیح جانکر قسم کھائے اور درحقیقت وہ اسکے خلاف ہو یہ معاف ہے اور اسپر کفارہ نہیں غموس یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر دانستہ جھوٹی قسم کھائے اسمیں گنہگار ہوگا۔ منعقدہ یہ ہے کہ کسی آئندہ امر پر قصد کرکے قسم کھائے اس قسم کو اگر توڑے تو گنہگار بھی ہے اور کفارہ بھی لازم ف۵ شانِ نزول زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال دو سال تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ انکے پاس نہ جانے اور صحبت ترک کرنے کی قسم کھالیتے تھے اور انھیں پریشانی میں چھوڑ دیتے تھے نہ وہ بیوہ ہی تھیں کہ کہیں اپنا ٹھکانا کرلیتیں نہ شوہر دار کہ شوہر سے آرام پاتیں اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانیوالوں کے لیے چار مہینے کی مدت معین فرمادی کہ اگر عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد عرصہ کے لیے یا غیر معین مدت کے لیے ترک صحبت کی قسم کھالے جسکو ایلا کہتے ہیں تو اس کے لیے چار ماہ انتظار کی مہلت ہے اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اسکے لیے بہتر ہے یا رکھنا اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رجوع کرے تو نکاح باقی رہیگا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگئی اور اس پر طلاق بائن واقع ہوگئی مسئلہ اگر مرد صحبت پر قادر ہو تو رجوع صحبت ہی سے ہوگا اور اگر کسی وجہ سے قدرت نہ ہو تو بعد قدرت صحبت کا وعدہ رجوع ہے (تفسیر احمدی) ف۶ اس آیت میں مطلقہ عورتوں کی عدت کا بیان ہے جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی اگر وہ شوہر کے پاس نہ گئی تھیں اور ان سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں ہے جیسا کہ آیہ مَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ میں ارشاد ہے اور جن عورتوں کو خرد سالی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو یا جو حاملہ ہوں ان کی عدت کا بیان سورۂ طلاق میں آئے گا۔ باقی جو آزاد عورتیں ہیں یہاں اُن کی عدت و طلاق کا بیان ہے کہ ان کی عدت تین حیض ہے۔ ف۷ وہ حمل ہو یا خون حیض کیونکہ اس کے چھپانے سے رجعت اور ولد میں جو شوہر کا حق ہے وہ ضائع ہوگا۔

منزل ۱

النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰی یَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ

تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور انسے نزدیکی نہ کرو جبتک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہوجائیں

فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ

تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمھیں اللہ نے حکم دیا بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنیوالوں کو اور پسند رکھتا ہے

الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ وَ

ستھروں کو — تمھاری عورتیں تمھارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جسطرح چاہو ف۱

قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ وَبَشِّرِ

اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو ف۲ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمھیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ

دو ایمان والوں کو — اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنالو ف۳ — کہ احسان اور

تَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا یُؤَاخِذُكُمُ

پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی قسم کرلو اور اللہ سنتا جانتا ہے — اللہ تمھیں نہیں پکڑتا ان

اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ

قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکلجائے ہاں اسپر گرفت فرماتا ہے جو کام تمھارے دلوں نے کیے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ

ف۴ اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے — وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انھیں

اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ

چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر اس مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے — اور اگر

عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ

چھوڑ دینے کا ارادہ پکا کرلیا تو اللہ سنتا جانتا ہے ف۵ — اور طلاق والیاں

یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ

اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک ف۶ اور انھیں حلال نہیں

اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ

کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ف۷ اگر

* بقیہ از صفحہ — اور ان کے ساتھ دوستی اور قرابت ناروا۔

ف۱۱ شانِ نزول عرب کے لوگ یہود و مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے کمال نفرت کرتے تھے ساتھ کھانا پینا ایک مکان میں رہنا گوارا نہ تھا بلکہ شدت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ انکی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے اور نصاریٰ اسکے برعکس حیض کے ایام میں عورتوں کیساتھ بڑی محبت سے مشغول ہوتے تھے اور اختلاط میں بہت مبالغہ کرتے تھے مسلمانوں نے حضور سے حیض کا حکم دریافت کیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور افراط و تفریط کی راہیں چھوڑ کر اعتدال کی تعلیم فرمائی گئی اور بتادیا گیا کہ حالت حیض میں عورتوں سے مجامعت ممنوع ہے۔

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں ف۱ اور انکے شوہروں کو اس مدت کے اندر انکے پھیر لینے کا

اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪

حق پہنچتا ہے اگر ملاپ چاہیں ف۲ اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق ف۳

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ

اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے یہ طلاق ف۴

مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ

دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے ف۵ یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے ف۶ اور تمھیں روا نہیں

لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا

کہ جو کچھ عورتوں کو دیا ف۷ اس میں سے کچھ واپس لو ف۸ مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو

يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا

کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے ف۹ پھر اگر تمھیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو

جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا

ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دیکر عورت چھٹی لے ف۱۰ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے

تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ

پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے ف۱۱

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا

پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دیدے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں ف۱۲ اگر سمجھتے ہوں

حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَ

کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنھیں بیان کرتا ہے دانشمندوں کے لیے اور

اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آلگے ف۱۳ تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو ف۱۴

ع ۲۸ / ۷ / ۱۲

منزل ۱

ف۱ یعنی یہی مقتضائے ایمانداری ہے۔
ف۲ یعنی طلاق رجعی میں عدت کے اندر شوہر عورت سے رجوع کرسکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو لیکن اگر شوہر کو ملاپ منظور ہو تو ایسا کرے ضرر رسانی کا قصد نہ کرے جیسا کہ اہل جاہلیت عورت کو پریشان کرنے کے لیے کرتے تھے ف۳ یعنی جسطرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق کی ادا واجب ہے اسی طرح شوہروں پر عورتوں کے حقوق کی رعایت لازم ہے ف۴ یعنی طلاق رجعی شانِ نزول ایک عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اسکو طلاق دیتا اور رجعت کرتا رہے گا ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کرلے گا پھر طلاق دیدیگا اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے اس کے بعد پھر طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں ف۵ رجعت کرکے ف۶ اس طرح کہ رجعت نہ کرے اور عدت گزر کر عورت بائنہ ہوجائے ف۷ یعنی مہر ف۸ طلاق دیتے وقت ف۹ جو حقوق زوجین کے متعلق ہیں ف۱۰ یعنی طلاق حاصل کرے شانِ نزول یہ آیت جمیلہ بنت عبداللہ کے باب میں نازل ہوئی یہ جمیلہ ثابت بن قیس ابن شماس کی نکاح میں تھیں اور شوہر سے کمال نفرت رکھتی تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنے شوہر کی شکایت لائیں اور کسی طرح انکے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں تب ثابت نے کہا کہ میں نے انکو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں انکو آزاد کردوں جمیلہ نے اسکو منظور کیا ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دیدی اسطرح کی طلاق کو خلع کہتے ہیں مسئلہ خلع طلاق بائن ہوتا ہے مسئلہ خلع میں لفظ خلع کا ذکر ضروری ہے مسئلہ اگر جدائی کی طلبگار عورت ہو تو خلع میں مقدار مہر سے زائد لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے نشوز نہ ہو مرد ہی علیحدگی چاہے تو مرد کو طلاق کے عوض مال لینا مطلقاً مکروہ ہے ف۱۱ مسئلہ تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہوجاتی ہے اب نہ اس سے رجوع ہوسکتا ہے نہ دوبارہ نکاح جب تک کہ حلالہ ہو یعنی بعد عدت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ بعد صحبت طلاق دے پھر عدت گزرے ف۱۲ دوبارہ نکاح کرلیں۔
ف۱۳ یعنی عدت تمام ہونے کے قریب ہو شانِ نزول یہ آیت ثابت بن یسار انصاری کے حق میں نازل ہوئی انھوں نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی اور جب عدت قریب ختم ہوتی تھی رجعت کرلیا کرتے تھے تاکہ عورت قید میں پڑی رہے۔ ف۱۴ یعنی نباہنے اور اچھا معاملہ کرنے کی نیت سے رجعت کرو۔

أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ وَ

یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دو ف۱ اور انہیں ضرر دینے کے لیے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو اور

وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ

جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے ف۲ اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بنا لو ف۳

هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ

اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے ف۴ اور وہ جو تم پر

الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

کتاب اور حکمت ف۵ اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٣١﴾ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ

سب کچھ جانتا ہے ف۶ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے ف۷

فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم

تو اے عورتوں کے والیو انہیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں ف۸ جبکہ آپس میں موافق شرع

بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ

رضا مند ہو جائیں ف۹ یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور

الْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ

قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٢﴾ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

نہیں جانتے اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو ف۱۰ پورے دو برس اسکے لیے جو

لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَ

دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے ف۱۱ اور جس کا بچہ ہے ف۱۲ اس پر عورتوں کا کھانا اور

كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ

پہننا ہے حسب دستور ف۱۳ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اسکے مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے

وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ

اسکے بچہ سے ف۱۴ اور نہ اولاد والے کو اسکی اولاد سے ف۱۵ یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو ف۱۶ اور جو باپ کا قائم مقام ہے

ف۱ اور عدت گزر جانے دو تاکہ بعد عدت وہ آزاد ہو جائیں ف۲ کہ حکم الٰہی کی مخالفت کرکے گنہگار ہوتا ہے ف۳ کہ انکی پرواہ نہ کرو اور ان کے خلاف عمل کرو ف۴ کہ تمہیں مسلمان کیا اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا ف۵ کتاب سے قرآن اور حکمت سے احکام قرآن و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے ف۶ اس سے کچھ مخفی نہیں ف۷ یعنی انکی عدت گزر چکے ف۸ جنکو انھوں نے اپنے نکاح کے لیے تجویز کیا ہو خواہ وہ نئے ہوں یا یہی طلاق دینے والے یا ان سے پہلے جو طلاق دے چکے تھے ف۹ اپنے کفو میں مہر مثل پر کیونکہ اسکے خلاف کی صورت میں اولیا اعتراض و تعرض کا حق رکھتے ہیں۔

شانِ نزول معقل بن یسار مزنی کی بہن کا نکاح عاصم بن عدی کے ساتھ ہوا تھا انھوں نے طلاق دی اور عدت گزرنے کے بعد پھر عاصم نے درخواست کی تو معقل بن یسار مانع ہوئے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (بخاری شریف) ف۱۰ بیان طلاق کے بعد یہ سوال طبعًا سامنے آتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیرخوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا اس لیے یہ قرین حکمت ہے کہ بچہ کی پرورش کے متعلق ماں باپ پر جو احکام ہیں وہ اس موقعہ پر بیان فرما دیے جائیں لہٰذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا مسئلہ ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلوانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔ (تفسیر احمدی و جمل وغیرہ) ف۱۱ یعنی اس مدت کا پورا کرنا لازم نہیں اگر بچہ کو ضرورت نہ رہے اور دودھ چھڑانے میں اس کے لیے خطرہ نہ ہو تو اس سے کم مدت میں بھی چھڑانا جائز ہے (تفسیر احمدی خازن وغیرہ) ف۱۲ یعنی والد۔ اس انداز بیان سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کی طرف رجوع کرتا ہے ف۱۳ مسئلہ بچہ کی پرورش اور اسکو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے اسکے لیے وہ دودھ پلانیوالی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے مسئلہ شوہر اپنی زوجہ پر بچہ کے دودھ پلانے کے لیے جبر نہیں کر سکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے جبتک کہ اس کے نکاح یا عدت میں رہے مسئلہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے مسئلہ اگر باپ نے کسی عورت کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے پر بہ اجرت مقرر کیا اور اسکی ماں اسی اجرت پر یا بے معاوضہ دودھ پلانے پر راضی ہوئی تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے اور اگر ماں نے زیادہ اجرت طلب کی تو باپ کو اس سے دودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر احمدی و مدارک) المعروف سے مراد یہ ہے کہ حسب حیثیت ہو بغیر تنگی اور فضول خرچی کے ف۱۴ یعنی اسکو اسکے خلاف مرضی دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے ف۱۵ زیادہ اجرت طلب کرکے ف۱۶ ماں کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اسکو وقت پر دودھ نہ دے اور اسکی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے۔ اور باپ کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔

ع ۲۹ / ۳ / ۱۳

منزل ۱

ذٰلِكَ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا

اسپر بھی ایسا ہی واجب ہے پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر

جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا

گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

مضائقہ نہیں جبکہ جو دینا ٹھہرا تھا بھلائی کے ساتھ اُنھیں ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ

اور جان رکھو کہ اللہ تمھارے کام دیکھ رہا ہے اور تم میں جو مریں

مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ

اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں

اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

ف۱ تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں

فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمھارے کاموں کی

خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ

خبر ہے اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا

النِّسَاۗءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ

پیام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو ف۲ اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے

وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ وَلَا

ف۳ ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی بات کہو جو شرع میں معروف ہے اور

تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے ف۴ اور جان لو

اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

کہ اللہ تمھارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا

ف۱ حاملہ کی عدت تو وضعِ حمل ہے جیسا کہ سورۂ طلاق میں مذکور ہے یہاں غیر حاملہ کا بیان ہے جس کا شوہر مر جائے اس کی عدت چار ماہ دس روز ہے اس مدت میں نہ وہ نکاح کرے نہ اپنا مسکن چھوڑے نہ بے عذر تیل لگائے نہ خوشبو لگائے نہ سنگار کرے نہ رنگین اور ریشمیں کپڑے پہنے نہ مہندی لگائے نہ جدید نکاح کی بات چیت کھل کر کرے اور جو طلاقِ بائن کی عدت میں ہو اس کا بھی یہی حکم ہے البتہ جو عورت طلاقِ رجعی کی عدت میں ہو اُس کو زینت اور سنگار کرنا مستحب ہے

ف۲ یعنی عدت میں نکاح اور نکاح کا کھلا ہوا پیام تو ممنوع ہے لیکن پردہ کے ساتھ خواہش نکاح کا اظہار گناہ نہیں مثلاً یہ کہے کہ تم بہت نیک عورت ہو یا اپنا ارادہ دل ہی میں رکھے اور زبان سے کسی طرح نہ کہے

منزل ۱

ف۳ اور تمھارے دلوں میں خواہش ہوگی اسی لیے تمھارے واسطے تعریض مباح کی گئی۔

ف۴ یعنی عدت گزر چکے۔

حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ

حلم والا ہے تم پر کچھ مطالبہ نہیں ف۱ تم عورتوں کو طلاق دو جبتک تم نے انکو ہاتھ نہ لگایا ہو

أَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ

یا کوئی مہر مقرر کر لیا ہو ف۲ اور ان کو کچھ برتنے کو دو ف۳ مقدور والے پر

قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى

اس کے لایق اور تنگدست پر اس کے لایق حسب دستور کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

بھلائی والوں پر ف۴ اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دیدی

وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ

اور ان کے لیے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ

يَّعْفُوْنَ أَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوْآ

عورتیں کچھ چھوڑ دیں ف۵ یا وہ زیادہ دے ف۶ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے ف۷ اور اے مردو

أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بیشک اللہ تمہارے کام

بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا

دیکھ رہا ہے ف۸ نگہبانی کرو سب نمازوں کی ف۹ اور بیچ کی نماز کی ف۱۰ اور کھڑے ہو

لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۚ فَإِذَآ أَمِنْتُمْ

اللہ کے حضور ادب سے ف۱۱ پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ

تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو تم پہلے نہ جانتے تھے اور جو

يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا

تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لیے وصیت کر جائیں ف۱۲

إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا

سال بھر تک نان نفقہ دینے کی بے نکالے ف۱۳ پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اسکا مواخذہ نہیں جو انھوں نے

ع ۳۰ ۱۴

ف۱ مہر کا ف۲ شان نزول یہ آیت ایک انصاری کے باب میں نازل ہوئی جنھوں نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور کوئی مہر معین نہ کیا پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدی مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اگر اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی تو مہر لازم نہیں ہاتھ لگانے سے مجامعت مراد ہے اور خلوت صحیحہ اسی کے حکم میں ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ بے ذکر مہر بھی نکاح درست ہے مگر اس صورت میں بعد نکاح مہر معین کرنا ہوگا اگر نہ کیا تو بعد دخول مہر مثل لازم ہو جائے گا ف۳ تین کپڑوں کا ایک جوڑا ف۴ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اس کو قبل دخول طلاق دی ہو اس کو تو جوڑا دینا واجب ہے اور اس کے سوا ہر مطلقہ کیلیے مستحب ہے (مدارک) ف۵ اپنے اس نصف میں سے ف۶ نصف سے جو اس صورت میں واجب ہے ف۷ یعنی شوہر ف۸ اس میں حسن سلوک و مکارم اخلاق کی ترغیب ہے ف۹ یعنی پنجگانہ فرض نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرتے رہو اسمیں پانچوں نمازوں کی فرضیت کا بیان ہے اور اولاد و ازواج کے مسائل و احکام کے درمیان میں نماز کا ذکر فرمانا اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ ان کو ادائے نماز سے غافل نہ ہونے دو اور نماز کی پابندی سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے جسکے بغیر معاملات کا درست ہونا متصور نہیں ف۱۰ حضرت امام ابو حنیفہ اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے اور احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں ف۱۱ اس سے نماز کے اندر قیام کا فرض ہونا ثابت ہوا ف۱۲ اپنے اقارب کو ف۱۳ ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال کی تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہکر نان نفقہ پانیکی مستحق ہوتی تھی پھر ایک سال کی عدت تو یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر و عشرا سے منسوخ ہوئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال بھر کا نفقہ آیت میراث سے منسوخ ہوا جسمیں عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر کیا گیا لہٰذا اب اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا حکمت اس کی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مورث کی بیوہ کا نکلنا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارا ہی نہ کرتے تھے اور اس کو عار سمجھتے تھے اس لیے اگر ایک دم چار ماہ دس روز کی عدت مقرر کیجاتی تو یہ ان پر بہت شاق ہوتی لہٰذا بتدریج انھیں راہ پر لایا گیا۔

منزل ۱

ف۱ بنی اسرائیل کی ایک جماعت تھی جس کے بلاد میں طاعون ہوا تو وہ موت کے ڈر سے اپنی بستیاں چھوڑ بھاگے اور جنگل میں جا پڑے بحکم الٰہی سب وہیں مر گئے کچھ عرصہ کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے انھیں اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور وہ مدتوں زندہ رہے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی موت کے ڈر سے بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا تو بھاگنا بیکار ہے جو موت مقدر ہے وہ ضرور پہنچے گی بندے کو چاہیے کہ رضائے الٰہی پر راضی رہے مجاہدین کو بھی سمجھنا چاہیے کہ جہاد سے بیٹھ رہنا موت کو دفع نہیں کرسکتا لہٰذا دل مضبوط رکھنا چاہیے ف۲ اور موت سے نہ بھاگو جیسا بنی اسرائیل بھاگے تھے کیونکہ موت سے بھاگنا کام نہیں آتا ف۳ یعنی راہ خدا میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرے راہ خدا میں خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا یہ کمال لطف و کرم ہے بندہ اس کا بنایا ہوا اور بندے کا مال اس کا عطا فرمایا ہوا حقیقی مالک وہ اور بندہ اس کی عطا سے مجازی ملک رکھتا ہے مگر قرض سے تعبیر فرمانے میں یہ دلنشیں کرنا منظور ہے کہ جس طرح قرض دینے والا اطمینان رکھتا ہے کہ اس کا مال ضائع نہیں ہوا وہ اس کی واپسی کا مستحق ہے ایسا ہی راہ خدا میں خرچ کرنے والے کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ اس انفاق کی جزا بالیقین پائیگا اور بہت زیادہ پائے گا۔

ف۴ جس کے لیے چاہے روزی تنگ کرے جس کے لیے چاہے وسیع فرمائے تنگی و فراخی اس کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے والے سے وسعت کا وعدہ کرتا ہے۔

ف۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور انھوں نے عہد الٰہی کو فراموش کیا بت پرستی میں مبتلا ہوئے سرکشی اور بدافعالی انتہا کو پہنچی ان پر قوم جالوت مسلط ہوئی جس کو عمالقہ کہتے ہیں کیونکہ جالوت عملیق بن عاد کی اولاد سے ایک نہایت جابر بادشاہ تھا اس کی قوم کے لوگ مصر و فلسطین کے درمیان بحر روم کے ساحل پر رہتے تھے انھوں نے بنی اسرائیل کے شہر چھین لیے آدمی گرفتار کیے طرح طرح کی سختیاں کیں اس زمانہ میں کوئی نبی قوم بنی اسرائیل میں موجود نہ تھے خاندان نبوت سے صرف ایک بی بی باقی رہی تھیں جو حاملہ تھیں انکے فرزند تولد ہوئے انکا نام اشمویل رکھا جب وہ بڑے ہوئے تو انھیں علم توریت حاصل کرنے کے لیے بیت المقدس میں ایک کبیر السن عالم کی سپرد کیا وہ آپ کے ساتھ کمال شفقت کرتے اور آپ کو فرزند کہتے جب آپ سن بلوغ کو پہنچے تو ایک شب آپ اس عالم کے قریب آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اسی عالم کی آواز میں یا اشمویل کہکر پکارا آپ عالم کے پاس گئے اور فرمایا کہ آپ نے مجھے پکارا ہے عالم نے بایں خیال کہ انکار کرنے سے کہیں آپ ڈر نہ جائیں یہ کہدیا کہ فرزند تم سو جاؤ پھر دوبارہ حضرت جبریل نے اسی طرح پکارا اور حضرت اشمویل علیہ السلام عالم کے پاس گئے عالم نے کہا کہ اے فرزند اب اگر میں تمھیں پھر پکاروں تو تم جواب نہ دینا تیسری مرتبہ میں حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ہو گئے اور انھوں نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کا منصب عطا فرمایا آپ اپنی قوم کی طرف جائیے اور اپنے رب کے احکام پہنچائیے جب آپ قوم کیطرف تشریف لائے انھوں نے تکذیب کی اور کہا کہ آپ اتنی جلدی نبی بن گئے اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے لیے ایک بادشاہ قایم کیجئے۔ (خازن وغیرہ)

فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَ

اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور

لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ

طلاق والیوں کیلئے بھی مناسب طور پر نان و نفقہ ہے یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمھارے لیے اپنی آیتیں کہ کہیں تمھیں سمجھ ہو اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انھیں

خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ

جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے ان سے فرمایا

مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

مر جاؤ پھر انھیں زندہ فرما دیا بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا

لوگ ناشکرے ہیں ف۱ اور لڑو اللہ کی راہ میں ف۲ اور جان لو

اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا

کہ اللہ سنتا جانتا ہے ہے کوئی جو اللہ کو قرض

حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةًؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَ

حسن دے ف۳ تو اللہ اس کے لیے بہت گنا بڑھا دے اور اللہ تنگی اور

يَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ

کشائش کرتا ہے ف۴ اور تمھیں اسی کی طرف پھر جانا اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا بنی

اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰىۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا

اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا ف۵ جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے ہمارے لیے کھڑا

مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ

کر دو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں نبی نے فرمایا کیا تمھارے انداز ایسے ہیں کہ

عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْاؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ

تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو بولے ہمیں کیا ہوا کہ ہم

ع ۳۱ / ۱۵

منزل ۱

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ
اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے وطن اور اپنی اولاد سے

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ
ف۱ تو پھر جب اُن پر جہاد فرض کیا گیا منہ پھیر گئے مگر ان میں کے تھوڑے ف۲ اور اللہ

عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ
خوب جانتا ہے ظالموں کو اور ان سے انکے نبی نے فرمایا بیشک اللہ نے

لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا
طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے ف۳ بولے اسے ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی

وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ
ف۴ اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی ف۵

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَ
فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا ف۶ اور اسے علم اور

الْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾
جسم میں کشادگی زیادہ دی ف۷ اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے ف۸ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے ف۹

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ
اور ان سے اُنکے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت

فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى
ف۱۰ جسمیں تمہارے رب کیطرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ

وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ
اور معزز ہارون کے ترکہ کی اُٹھاتے لائیں گے اُسے فرشتے بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ
اگر ایمان رکھتے ہو پھر جب طالوت لشکروں کو لیکر شہر سے جدا ہوا

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ
ف۱۱ بولا بیشک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پیے وہ میرا نہیں

ف۱ کہ قوم جالوت نے ہماری قوم کے لوگوں کو انکے وطن سے نکالا انکی اولاد کو قتل و غارت کیا چار سو چالیس شاہی خاندان کے فرزندوں کو گرفتار کیا جب حالت یہاں تک پہنچ چکی تو اب ہمیں جہاد سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے تب نبی اللہ کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور انکے لیے ایک بادشاہ مقرر کیا اور جہاد فرض فرمایا (خازن) ف۲ جنکی تعداد اہل بدر کے برابر تین سو تیرہ تھی ف۳ طالوت بنیامین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں آپکا نام طول قامت کیوجہ سے طالوت ہے حضرت اشمویل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عصا ملا تھا اور بتایا گیا تھا کہ جو شخص تمہاری قوم کا بادشاہ ہوگا اسکا قد اس عصا کے برابر ہوگا آپنے اس عصا سے طالوت کا قد ناپکر فرمایا کہ میں تم کو بحکم الٰہی بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتا ہوں اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے (خازن و جمل) ف۴ بنی اسرائیل کے سرداروں نے اپنے نبی حضرت اشمویل علیہ السلام سے کہا کہ نبوت تو لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں چلی آتی ہے اور سلطنت یہودا بن یعقوب کی اولاد میں اور طالوت ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں ہیں تو بادشاہ کیسے ہو سکتے ہیں ف۵ وہ غریب شخص ہیں بادشاہ کو صاحب مال ہونا چاہیے ف۶ یعنی سلطنت وراثت نہیں کہ کسی نسل و خاندان کے ساتھ خاص ہو یہ محض فضل الٰہی پر ہے اس میں شیعہ کا رد ہے جنکا اعتقاد یہ ہے کہ امامت وراثت ہے ف۷ یعنی نسل و دولت پر سلطنت کا استحقاق نہیں علم و قوت سلطنت کیلیے بڑے معین ہیں اور طالوت اس زمانہ میں تمام بنی اسرائیل سے زیادہ علم رکھتے تھے اور سب سے جسیم اور توانا تھے ف۸ اسمیں وراثت کو کچھ دخل نہیں ف۹ جسے چاہے غنی کردے اور وسعت مال عطا فرمادے اسکے بعد بنی اسرائیل نے حضرت اشمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اُنھیں سلطنت کیلیے مقرر فرمایا ہے تو اس کی نشانی کیا ہے (خازن و مدارک) ف۱۰ یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زراندود صندوق تھا جس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا اسکو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اسمیں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں تھیں اُنکے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید انبیاء صلی اللہ وسلم کی اور حضور کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یاقوت سرخ میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور گرد آپکے آپ کے اصحاب حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا یہ صندوق وراثۃً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہونچا آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور آپکے کپڑے اور آپ کی نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور انکی عصا اور تھوڑا سا من جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی آپکے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا جب اُنھیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھکر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اسکی برکت سے فتح پاتے جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ اُن سے تابوت چھین کر لے گئے اور اسکو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بےحرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہوئے انکی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور اُنھیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت انکی بربادی کا باعث ہے تو اُنھوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھکر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اسکو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کیلیے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مقر ہوئے اور بے درنگ جہاد کیلیے آمادہ ہو گئے کیونکہ تابوت پاکر اُنھیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کیے جنمیں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے (جلالین و جمل و خازن و مدارک وغیرہ) فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز و احترام لازم ہے انکی برکت سے دعائیں قبول ہوتی اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بےحرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے فائدہ تابوت میں (بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸)

منزل ۱

ع ۳۲ / ۶ / ۱۶

ف۱ یہ امتحان مقرر فرمایا گیا تھا کہ شدت تشنگی کے وقت جو اطاعت حکم پر مستقل رہا وہ آئندہ بھی مستقل رہے گا اور سختیوں کا مقابلہ کر سکے گا اور جو اس وقت اپنی خواہش سے مغلوب ہو اور نافرمانی کرے وہ آئندہ سختیوں کو کیا برداشت کرے گا۔ ف۲ جنکی تعداد تین سو تیرہ تھی اُنھوں نے صبر کیا اور ایک چلو اُنکے اور اُنکے جانوروں کے لیے کافی ہو گیا اور انکے قلب و ایمان کو قوت ہوئی اور نہر سے سلامت گزر گئے اور جنھوں نے خوب پیا تھا انکے ہونٹ سیاہ ہو گئے تشنگی اور بڑھ گئی اور ہمت

مِنِّي ۚ وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً
اور جو نہ پیے وہ میرا ہے مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے
بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَ
ف۱ تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے ف۲ پھر جب طالوت اور
الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَ
اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے بولے ہم میں آج طاقت نہیں جالوت اور
جُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو اللَّهِ كَم
اسکے لشکروں کی بولے وہ جنھیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا کہ
مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ
بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ
مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا
صابروں کے ساتھ ہے ف۳ پھر جب سامنے آئے جالوت اور اس کے لشکروں کے عرض کی
رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا
اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے پاؤں جمے رکھ
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٥٠﴾ فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ
کافر لوگوں پر ہماری مدد کر تو اُنھوں نے انکو بھگا دیا اللہ کے حکم سے اور قتل کیا
دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا
داؤد نے جالوت کو ف۴ اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت ف۵ عطا فرمائی اور اسے جو چاہا سکھایا
يَشَاءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ
ف۶ اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے ف۷ تو ضرور
الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٥١﴾ تِلْكَ آيَاتُ
زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں
اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٥٢﴾
کہ ہم اے محبوب تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بیشک رسولوں میں ہو

ہار گئے ف۳ ان کی مدد فرماتا ہے اور اسی کی مدد کام آتی ہے ف۴ حضرت داؤد علیہ السلام کے والد ایشا طالوت کے لشکر میں تھے اور انکے ساتھ ان کے تمام فرزند بھی حضرت داؤد علیہ السلام ان سب میں چھوٹے تھے بیمار تھے رنگ زرد تھا بکریاں چراتے تھے جب جالوت نے بنی اسرائیل سے مقابلہ طلب کیا وہ اس کی قوت جسامت دیکھکر گھبرائے کیونکہ وہ بڑا جابر قوی شہ زور عظیم الجثہ قد آور تھا طالوت نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی اُسکے نکاح میں دونگا اور نصف ملک اس کو دونگا مگر کسی نے اسکا جواب دیا تو طالوت نے اپنے نبی حضرت اشمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ بارگاہ الٰہی میں دعا کریں آپ نے دعا کی تو بتایا گیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام جالوت کو قتل کرینگے طالوت نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں تو میں اپنی لڑکی آپ کے نکاح میں دوں اور نصف ملک پیش کروں آپنے قبول فرمایا اور جالوت کی طرف روانہ ہو گئے صف قتال قائم ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام دست مبارک میں فلاخن لیکر مقابل ہوئے جالوت کے دل میں آپ کو دیکھکر دہشت پیدا ہوئی مگر اس نے باتیں بہت متکبرانہ کیں اور آپ کو اپنی قوت سے مرعوب کرنا چاہا آپ نے فلاخن میں پتھر رکھکر مارا وہ اس کی پیشانی کو توڑ کر پیچھے سے نکل گیا اور جالوت مر کر گر گیا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کو لاکر طالوت کے سامنے ڈالدیا تمام بنی اسرائیل خوش ہوئے اور طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حسب وعدہ نصف ملک دیا اور اپنی بیٹی کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا ایک مدت کے بعد طالوت نے وفات پائی تمام ملک پر حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت ہوئی (جمل وغیرہ)

ف۵ حکمت سے نبوت مراد ہے۔

ف۶ جیسے کہ زرہ بنانا اور جانوروں کا کلام سمجھنا۔

ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ نیکوں کے صدقہ میں دوسروں کی بلائیں بھی دفع فرماتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک صالح مسلمان کی برکت سے اس کے پڑوس کے سو گھر والوں کی بلا دفع فرماتا ہے سبحان اللہ نیکوں کا قرب بھی فائدہ پہونچاتا ہے (خازن)

ع ل
منزل ۱

(بقیہ از حاشیہ صفحہ ۴۷) انبیاء کی جو تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں اللہ کی طرف سے آئی تھیں ف۱۱ یعنی بیت المقدس سے دشمن کی طرف روانہ ہوا وہ وقت نہایت شدت کی گرمی کا تھا لشکریوں نے طالوت سے اس کی شکایت کی اور پانی کے طلبگار ہوئے۔

ف۱ یہ حضرات جن کا ذکر ما سبق میں اور خاص آیۂ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ میں فرمایا گیا ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے مراتب جداگانہ ہیں بعض حضرات سے بعض افضل ہیں اگرچہ نبوت میں کوئی تفرقہ نہیں وصف نبوت میں سب شریک یکدگر ہیں مگر خصائص و کمالات میں درجے متفاوت ہیں یہی آیت کا مضمون ہے اور اسی پر تمام اُمت کا اجماع ہے (خازن و مدارک) ف۳ یعنی بے واسطہ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر کلام سے مشرف فرمایا اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں (جمل) ف۴ وہ حضور پر نور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ کو بدرجات کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا اسپر تمام اُمت کا

ربع — ثلث — بجناع ۳۴

اجماع ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے آیت میں حضور کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی تصریح نہ کی گئی اس سے بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علو شان کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی اشتباہ راہ نہ پاسکے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ خصائص و کمالات جن میں آپ تمام انبیاء پر فائق و افضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں بیشمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا۔ درجوں بلند کیا ان درجوں کی کوئی شمار قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمائی تو اب کون حد لگا سکتا ہے ان بیشمار خصائص میں سے بعض کا اجمالی و مختصر بیان یہ ہے کہ آپ کی رسالت عامہ ہے تمام کائنات آپ کی اُمت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا دوسری آیت میں فرمایا لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا مسلم شریف کی حدیث میں ارشاد ہوا اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلَائِقِ كَافَّةً اور آپ پر نبوت ختم کی گئی قرآن پاک میں آپ کو خاتم النبیین فرمایا حدیث شریف میں ارشاد ہوا خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ آیات بینات و معجزات باہرات میں آپ کو تمام انبیاء پر افضل فرمایا گیا آپ کی اُمت کو تمام اُمتوں پر افضل کیا گیا شفاعت کبریٰ آپ کو مرحمت ہوئی قرب خاص معراج آپ کو ملا علمی و عملی کمالات میں آپ کو سب سے اعلیٰ کیا اور اس کے علاوہ بے انتہا خصائص آپ کو عطا ہوئے (مدارک جمل خازن بیضاوی وغیرہ) ف۵ جیسے مردے کو زندہ کرنا بیماروں کو تندرست کرنا مٹی سے پرند بنانا غیب کی خبریں دینا وغیرہ ف۶ یعنی جبریل علیہ السلام سے جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے ف۷ یعنی انبیاء کے معجزات ف۸ یعنی انبیاء سابقین کی اُمتیں بھی ایمان و کفر میں مختلف رہیں یہ نہ ہوا کہ تمام اُمت مطیع ہو جاتی ف۹ اس کے ملک میں اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا اور یہی خدا کی شان ہے ف۱۰ کہ اُنھوں نے زندگانی دنیا میں روز حاجت یعنی قیامت کیلئے کچھ نہ کیا ف۱۱ اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اس کی توحید کا بیان ہے اس آیت کو آیت الکرسی کہتے ہیں احادیث میں اس کی بہت فضیلتیں وارد ہیں ف۱۲ یعنی واجب الوجود اور عالم کا ایجاد کرنے اور تدبیر فرمانے والا ف۱۳ کیونکہ یہ نقص ہے اور وہ نقص و عیب سے پاک ف۱۴ اس میں اس کی مالکیت اور نفاذ امر و تصرف کا

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ

یہ ف۱ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ف۲ اُن میں

كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

کسی سے اللہ نے کلام فرمایا ف۳ اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا ف۴ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ

ف۵ اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی ف۶ اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے

بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ

بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں ف۷ لیکن وہ تو مختلف ہوگئے اُن میں کوئی

مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہوگیا ف۸ اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ

يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿٢٥٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ

جو چاہے کرے ف۹ اے ایمان والو اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ

وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہے نہ کافروں کے لیے دوستی اور نہ شفاعت اور کافر

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٥٤﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ

خود ہی ظالم ہیں ف۱۰ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ف۱۱ وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا ف۱۲

سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ

اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند ف۱۳ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ف۱۴ وہ کون ہے جو اس کے یہاں

يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ

سفارش کرے بے اس کے حکم کے ف۱۵ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ف۱۶

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ

اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے ف۱۷ اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان

وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿٢٥٥﴾ لَآ اِكْرَاهَ

اور زمین ف۱۸ اور اسے بھاری نہیں اُن کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا ف۱۹ کچھ زبردستی نہیں ف۲۰

بیان ہے اور نہایت لطیف پیرایہ میں رد شرک ہے کہ جب سارا جہان اس کی ملک ہے تو شریک کون ہو سکتا ہے مشرکین یا تو کواکب کو پوجتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں یا دریاؤں پہاڑوں پتھروں درختوں جانوروں آگ وغیرہ کو جو زمین میں ہیں جب آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کی ملک ہے تو یہ کیسے پوجنے کے قابل ہو سکتے ہیں ف۱۵ اس میں مشرکین کا رد ہے جن کا گمان تھا کہ بت شفاعت کریں گے انھیں بتا دیا گیا کہ کفار کے لیے شفاعت نہیں اللہ کے حضور ماذونین کے سوا کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اور اذن والے انبیاء و ملائکہ و مومنین ہیں ف۱۶ یعنی ماقبل و مابعد یا امور دنیا و آخرت ف۱۷ اور جن کو وہ مطلع فرمائے وہ انبیاء و رسل ہیں جن کو غیب پر مطلع فرمانا ان کی نبوت کی دلیل ہے دوسری آیت میں ارشاد فرمایا لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (خازن) ف۱۸ اس میں اس کی عظمت شان کا اظہار ہے اور کرسی سے یا علم و قدرت مراد ہے یا عرش یا وہ جو عرش کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اور ممکن ہے کہ یہ وہی ہو جو فلک البروج کے نام سے مشہور ہے ف۱۹ اس آیت میں الٰہیات کے اعلیٰ مسائل کا بیان ہے اور اس سے ثابت ہے کہ (باقی بر صفحہ)

لَآ إِكْرَاهَ فِى ٱلدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَىِّ ۚ فَمَن يَكْفُرْ بِٱلطَّٰغُوتِ

دین میں بیشک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ گمراہی سے تو جو شیطان کو نہ مانے

وَيُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَا ۗ

اور اللہ پر ایمان لائے اُس نے بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں

وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٥٦﴾ ٱللَّهُ وَلِىُّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ يُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ

اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ والی ہے مسلمانوں کا اُنہیں اندھیریوں سے ف۲

إِلَى ٱلنُّورِ ۖ وَٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ أَوْلِيَآؤُهُمُ ٱلطَّٰغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ

نور کیطرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ اُنہیں

ٱلنُّورِ إِلَى ٱلظُّلُمَٰتِ ۗ أُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٥٧﴾ أَلَمْ تَرَ

نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں اُنھیں ہمیشہ اس میں رہنا اے محبوب

إِلَى ٱلَّذِى حَآجَّ إِبْرَٰهِۦمَ فِى رَبِّهِۦٓ أَنْ ءَاتَىٰهُ ٱللَّهُ ٱلْمُلْكَ إِذْ قَالَ

کیا تم نے نہ دیکھا تھا اُسے جو ابراہیم سے جھگڑا اُس کے رب کے بارے میں اس پر ف۳ کہ اللہ نے اُسے بادشاہی دی ف۴ جبکہ

إِبْرَٰهِۦمُ رَبِّىَ ٱلَّذِى يُحْىِۦ وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا۠ أُحْىِۦ وَأُمِيتُ ۖ قَالَ

ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے ف۵ بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں ف۶ ابراہیم نے فرمایا

إِبْرَٰهِۦمُ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَأْتِى بِٱلشَّمْسِ مِنَ ٱلْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ ٱلْمَغْرِبِ

تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب سے تو اُس کو پچھم سے لے آ ف۷

فَبُهِتَ ٱلَّذِى كَفَرَ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٢٥٨﴾ أَوْ كَٱلَّذِى

تو ہوش اُڑ گئے کافر کے اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو یا اُس کی طرح جو گزرا

مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْىِۦ هَٰذِهِ

ایک بستی پر ف۸ اور وہ ڈھئی پڑی تھی اپنی چھتوں پر ف۹ بولا اسے کیونکر جلائے گا

ٱللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ ٱللَّهُ مِا۟ئَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُۥ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ

اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اُسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِا۟ئَةَ عَامٍ

عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گزر گئے

ع ۳۴ / ۲

منزل ۱

ف۱ اسمیں اشارہ ہے کہ کافر کیلیے اول اپنے کفر سے توبہ و بیزاری ضرور ہے اسکے بعد ایمان لانا صحیح ہوتا ہے ف۲ کفر و ضلالت کی ایمان و ہدایت کی روشنی ف۳ اور ف۴ نمرود کو جس نے تمام زمین کی سلطنت عطا فرمائی اُسپر اُس نے بجائے شکر و طاعت کے تکبر و تجبر کیا اور ربوبیت کا دعویٰ کرنے لگا اس کا نام نمرود بن کنعان تھا سب سے پہلے سر پر تاج رکھنے والا یہی ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسکو خدا پرستی کی دعوت دی خواہ آگ میں ڈالے جانے سے قبل یا اسکے بعد تو وہ کہنے لگا کہ تمہارا رب کون ہے جسکی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ف۵ یعنی اجسام میں موت و حیات پیدا کرتا ہے ایک خدا ناشناس کیلیے یہ بہترین ہدایت تھی اور اس میں بتایا گیا تھا کہ خود تیری زندگی اُسکے وجود کی شاہد ہے کہ تو ایک بیجان نطفہ تھا جس نے اسکو انسانی صورت دی اور حیات عطا فرمائی وہ رب ہے اور زندگی کے بعد پھر زندہ اجسام کو جو موت دیتا ہے وہ پروردگار ہے اُسکی قدرت کی شہادت خود تیری اپنی موت و حیات میں موجود ہے اُسکے وجود سے بیخبر رہنا کمال جہالت و سفاہت اور انتہائی بدنصیبی ہے یہ دلیل ایسی زبردست تھی کہ اسکا جواب نمرود سے بن نہ پڑا اور اس خیال سے کہ مجمع کے سامنے اُسکو لاجواب اور شرمندہ ہونا پڑتا ہے اُس نے کج بحثی اختیار کی ف۶ نمرود نے دو شخصوں کو بلایا اُنمیں سے ایک کو قتل کیا ایک کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ میں بھی جلاتا مارتا ہوں یعنی کسی کو گرفتار کر کے چھوڑ دینا اُسکو جلانا ہے یہ اُسکی نہایت احمقانہ بات تھی کہاں قتل کرنا اور چھوڑنا اور کہاں موت و حیات پیدا کرنا قتل کیے ہوئے شخص کو زندہ کرنے سے عاجز رہنا اور بجائے اسکے زندہ کو چھوڑنے کو جلانا کہنا ہی اُسکی ذلت کیلیے کافی تھا عقلا پر اسی سے ظاہر ہو گیا کہ جو حجت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم فرمائی وہ قاطع ہے اور اُسکا جواب ممکن نہیں لیکن چونکہ نمرود کے جواب میں شان دعویٰ پیدا ہو گئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسپر مناظرانہ گرفت فرمائی کہ موت و حیات کا پیدا کرنا تو تیرے مقدور میں نہیں اے ربوبیت کے جھوٹے مدعی تو اس سے سہل کام ہی کر دکھا جو ایک متحرک جسم کی حرکت کا بدلنا ہے ف۷ یہ بھی نہ کر سکے تو ربوبیت کا دعویٰ کس منہ سے کرتا ہے مسئلہ اس آیت سے علم کلام میں مناظرہ کرنیکا ثبوت ہوتا ہے ف۸ بقول اکثر یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور بستی سے بیت المقدس مراد ہے جب بخت نصر بادشاہ نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا گرفتار کیا تباہ کر ڈالا پھر حضرت عزیر علیہ السلام وہاں گزرے آپکے ساتھ ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا اور آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے تمام بستی میں پھرے کسی شخص کو وہاں نہ پایا بستی کی عمارتوں کو منہدم دیکھا تو آپ نے براہ تعجب کہا اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا اور آپنے اپنی سواری کے حمار کو وہاں باندھ دیا اور آپ نے آرام فرمایا اسی حالت میں آپکی روح قبض کر لی گئی اور گدھا بھی مر گیا یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے اس سے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ نے شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہ اپنی فوجیں لیکر بیت المقدس پہونچا اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقہ پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے اللہ تعالیٰ انہیں پھر یہاں لایا اور وہ بیت المقدس اور اُسکے نواح میں آباد ہوئے اور اُنکی تعداد بڑھتی رہی اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپکو نہ دیکھ سکا جب آپ کی وفات کو سو برس گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپکو زندہ کیا پہلے آنکھوں میں جان آئی ابھی تک تمام جسم مردہ تھا وہ آپکے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا یہ واقعہ شام کے وقت غروب آفتاب کے قریب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہاں کتنے ٹھہرے آپنے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم آپ کا خیال یہ ہوا کہ یہ اُسی دن کی شام ہے جسکی صبح کو سوئے تھے فرمایا بلکہ تم سو برس ٹھہرے اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے رس کو دیکھیے کہ ویسا ہی ہے اس میں بو تک نہ آئی اور اپنے گدھے کو دیکھیے دیکھا تو وہ مر گیا تھا گل گیا اعضا بکھر گئے تھے ہڈیاں سفید چمک رہی تھیں آپکی نگاہ کے سامنے اس کے اجزا جمع ہوئے اعضا اپنے اپنے موقع پر آئے ہڈیوں پر گوشت چڑھا گوشت پر کھال آئی بال نکلے پھر اس میں روح پھونکی گئی وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا آپنے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا اور فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے پھر آپ اپنی اُس سواری پر سوار ہو کر اپنے محلہ میں تشریف لائے سر اقدس و ریش مبارک کے بال سفید تھے عمر وہی چالیس سال کی تھی کوئی آپکو نہ پہچانتا تھا اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے ایک ضعیف بڑھیا ملی جسکے پاؤں رہ گئے تھے وہ نابینا ہو گئی تھی وہ آپکے گھر کی باندی تھی اور اس نے آپکو دیکھا تھا آپنے اُس سے دریافت فرمایا کہ یہ عزیر کا مکان ہے اُسنے کہا ہاں اور عزیر کہاں اُنھیں مفقود ہوئے سو برس گزر گئے یہ کہکر خوب روئی آپنے فرمایا میں عزیر ہوں اُسنے کہا سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سو برس مردہ رکھا پھر زندہ کیا اُس نے کہا حضرت عزیر مستجاب الدعوات تھے جو دعا کرتے قبول ہوتی آپ دعا کیجیے کہ میں بینا ہو جاؤں تاکہ میں اپنی آنکھوں سے آپکو دیکھوں آپنے دعا فرمائی وہ بینا ہو گئی آپنے اُسکا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اُٹھ خدا کے حکم سے یہ فرماتے ہی

(باقی بر صفحہ ۵۲)

فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ

اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بُو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جسکی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں

وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ ۖ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا

اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انھیں اُٹھان دیتے

ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

پھر انھیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اُس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے

شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ

اور جب عرض کی ابراہیم نے ف۱ اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مُردے جلائیگا

قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ

فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ف۲ عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے ف۳ فرمایا

فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ

تو اچھا چار پرندے لیکر اپنے ساتھ ہلا لے ف۴ پھر اُنکا ایک ایک ٹکڑا

جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ

ہر پہاڑ پر رکھدے پھر اُنھیں بُلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے ف۵ اور جان رکھ کہ اللہ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦٠﴾ مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ

غالب حکمت والا ہے اُن کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ف۶

اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ

اس دانہ کی طرح جس نے اُگائیں سات بالیں ف۷ ہر بال میں

مِائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦١﴾

سو دانے ف۸ اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا

وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ف۹ پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں

أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى ۙ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ

نہ تکلیف دیں ف۱۰ ف۱۱ اُن کا نیگ اُن کے رب کے پاس ہے اور اُنھیں نہ کچھ اندیشہ ہو

ف مفسرین نے لکھا ہے کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا جوار بھاٹے میں سمندر کا پانی چڑھتا اُترتا رہتا ہے جب پانی چڑھتا تو مچھلیاں اُس لاش کو کھاتیں جب اُتر جاتا تو جنگل کے درندے کھاتے جب درندے جاتے تو پرند کھاتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کو شوق ہوا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مردے کس طرح زندہ کیے جائیں گے آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا یارب مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ فرمائے گا اور اُن کے اجزا دریائی جانوروں اور درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں سے جمع فرمائے گا لیکن میں یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا ملک الموت حضرت رب العزت سے اذن لیکر آپکو یہ بشارت سُنانے آئے آپ نے بشارت سنکر اللہ کی حمد کی اور ملک الموت سے فرمایا کہ اس خُلّت کی علامت کیا ہے اُنھوں نے عرض کیا یہ کہ اللہ تعالیٰ آپکی دعا قبول فرمائے اور آپ کے سوال پر مردے زندہ کرے تب آپنے یہ دعا کی (خازن) ف۲ اللہ تعالیٰ عالم غیب و شہادت ہے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کمال ایمان و یقین کا علم ہے باوجود اس کے یہ سوال فرمانا کہ کیا تجھے یقین نہیں اس لیے ہے کہ سامعین کو سوال کا مقصد معلوم ہو جائے اور وہ جان لیں کہ یہ سوال کسی شک و شبہہ کی بنا پر نہ تھا (بیضاوی و جمل وغیرہ) ف۳ اور انتظار کی بےچینی رفع ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا معنی یہ ہیں کہ اس علامت سے میرے دل کو تسکین ہو جائے کہ تو نے مجھے اپنا خلیل بنایا ف۴ تاکہ اچھی طرح شناخت ہو جائے ف۵ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرند لیے۔ مور۔ مرغ۔ کبوتر۔ کوّا۔ انھیں بحکم الٰہی ذبح کیا ان کے پَر اُکھاڑے اور قیمہ کرکے ان کے اجزا باہم خلط کر دیے اور اس مجموعہ کے کئی حصّے کیے ایک ایک حصّہ ایک ایک پہاڑ پر رکھا اور سر سب کے اپنے پاس محفوظ رکھے پھر فرمایا چلے آؤ حکم الٰہی سے یہ فرماتے ہی وہ اجزا اُڑے اور ہر ہر جانور کے اجزا علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکلیں بنکر اپنے پاؤں سے دوڑتے حاضر ہوئے اور اپنے اپنے سروں سے ملکر بعینہ پہلے کی طرح مکمل ہو کر اُڑ گئے سبحان اللہ

منزل ١

٣٥ ع ٣ ٣

ف۶ خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی جائے یا کوئی شفا خانہ بنا دیا جائے یا اموات کے ایصال ثواب کے لیے تیجہ دسویں بیسویں چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے ف۷ اُگانے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے دانہ کی طرف اسکی نسبت مجازی ہے مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ اسناد مجازی جائز ہے جبکہ اسناد کرنے والا غیر خدا کو مستقل فی التصرف اعتقاد نہ کرتا ہو اسی لیے یہ کہنا جائز ہے کہ یہ دوا نافع ہے۔ یہ مضر ہے۔ یہ درد کی دافع ہے۔ ماں باپ نے پالا عالم نے گمراہی سے بچایا بزرگوں نے حاجت روائی کی وغیرہ سب میں اسناد مجازی ہے اور مسلمان کے اعتقاد میں فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب وسائل ف۸ تو ایک دانہ کے سات سو دانہ ہو گئے اسی طرح راہ خدا میں خرچ کرنے سے سات سو گنا اجر ہو جاتا ہے ف۹ شان نزول یہ آیت حضرت عثمان غنی و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کے لیے ایک ہزار اونٹ مع سامان پیش کیے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم صدقہ کے بارگاہ رسالت میں حاضر کیے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے رکھ لیے اور نصف راہ خدا میں حاضر ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے دیے اور جو تم نے رکھے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت فرمائے ف۱۰ احسان رکھنا تو یہ کہ دینے کے بعد دوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کیے اور اُسکو مکدر کریں اور تکلیف دینا یہ کہ اُسکو عار دلائیں کہ تو نادار تھا مفلس تھا مجبور تھا نکمّا تھا ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح دباؤ دیں یہ ممنوع فرمایا گیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹) اللہ تعالیٰ موجود ہے الٰہیت میں واحد ہے حیات کے ساتھ متصف ہے واجب الوجود اپنے ماسوا کا موجد ہے تحیز و حلول سے منزہ اور تغیر اور فتور سے مبرا ہے نہ کسی کو اس سے مشابہت نہ عوارض مخلوق کو اس تک رسائی ملک و ملکوت کا مالک اصول و فروع کا مبدع قوی قوت والا سب معبودوں سواء ماذون کے کوئی شفاعت کیلئے لب نہ ہلا سکے تمام اشیاء کا جاننے والا جلی کا بھی اور خفی کا بھی کلی کا بھی جزئی کا بھی واسع الملک والقدرۃ ادراک و وہم و فہم سے بالا ف۲۰ صفات الٰہیہ کے بعد لا اکراہ فی الدین فرمانے میں یہ اشعار ہے کہ اب عاقل کے لئے قبول حق میں تامل کی کوئی وجہ باقی نہ رہی

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٦٢﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ
نہ کچھ غم اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا ف۱

مِّن صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى ۗ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ﴿٢٦٣﴾ يَا أَيُّهَا
اس خیرات سے بہتر ہے جسکے بعد ستانا ہو ف۲ اور اللہ بے پروا حلم والا ہے اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي
ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کرو احسان رکھ کر اور ایذا دیکر ف۳ اس کی طرح

يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ
جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کیلئے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے

فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ
تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نرا پتھر کر

صَلْدًا ۖ لَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
چھوڑا ف۴ اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو

الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٢٦٤﴾ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ
راہ نہیں دیتا اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں

مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ
خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو ف۵ اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ پر ہو

أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ
اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا پھر اگر زور کا مینھ اسے نہ پہنچے تو اوس

فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٦٥﴾ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ
کافی ہے ف۶ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ف۷ کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا ف۸ کہ اس کے

لَهُ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا ف۹ جس کے نیچے ندیاں بہتیں اس کے لیے

لَهُ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ
اس میں ہر قسم کے پھلوں سے ہے ف۱۰ اور اسے بڑھاپا آیا ف۱۱ اور اسکے ناتواں بچے ہیں ف۱۲

ف۱ یعنی اگر سائل کو کچھ نہ دیا جائے تو اس سے اچھی بات کہنا اور خوش خلقی کے ساتھ جواب دینا جو اس کو ناگوار نہ گزرے اور اگر وہ سوال میں اصرار کرے یا زبان درازی کرے تو اس سے درگزر کرنا ف۲ عار دلا کر یا احسان جتا کر یا اور کوئی تکلیف پہونچا کر ف۳ یعنی جس طرح منافق کو رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی وہ اپنا مال ریاکاری کے لیے خرچ کرکے ضائع کر دیتا ہے اس طرح تم احسان جتا کر اور ایذا دیکر اپنے صدقات کا اجر ضائع نہ کرو ف۴ یہ منافق ریاکار کے عمل کی مثال ہے کہ جسطرح پتھر پر مٹی نظر آتی ہے لیکن بارش سے وہ سب دور ہو جاتی ہے خالی پتھر رہ جاتا ہے یہی حال منافق کے عمل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ عمل ہے اور روز قیامت وہ تمام عمل باطل ہونگے کیونکہ رضائے الٰہی کے لیے نہ تھے ف۵ راہ خدا میں خرچ کرنے پر ف۶ یہ مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جسطرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی با اخلاص مومن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ ہو اللہ تعالیٰ اسکو بڑھاتا ہے ف۷ اور تمہاری نیت و اخلاص کو جانتا ہے ف۸ یعنی کوئی پسند نہ کرے گا کیونکہ یہ بات کسی عاقل کے گوارا کرنے کے قابل نہیں ہے ف۹ اگرچہ اس باغ میں اور بھی قسم قسم کے درخت ہوں مگر کھجور اور انگور کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ نفیس میوے ہیں ف۱۰ یعنی وہ باغ فرحت انگیز و دلکشا بھی ہے اور نافع اور عمدہ جائداد بھی ف۱۱ جو حاجت کا وقت ہوتا ہے اور آدمی کسب و معاش کے قابل نہیں رہتا ف۱۲ جو کمانے کے قابل نہیں اور انکی پرورش کی حاجت ہے غرض وقت نہایت شدت حاجت کا ہے اور دارومدار صرف باغ پر اور باغ بھی نہایت عمدہ ہے۔

منزل ۱

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱) اسکے مارے ہوئے پاؤں درست ہو گئے اور اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا اور کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ بیشک حضرت عزیر ہیں وہ آپ کو بنی اسرائیل کے محلے میں لے گئی وہاں ایک مجلس میں آپکے فرزند تھے جن کی عمر ۱۱۸ سال ہو چکی تھی اور آپکے پوتے بھی تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے۔ بڑھیا نے مجلس میں پکار کر کہا یہ حضرت عزیر تشریف لے آئے۔ اہل مجلس نے اس کو جھٹلایا۔ اس نے کہا کہ مجھے دیکھو آپ کی دعا سے میری یہ حالت ہو گئی لوگ اٹھے اور آپکے پاس آئے آپ کے فرزند نے کہا کہ میرے والد صاحب کے شانوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک ہلال تھا جسم مبارک کھول کر دکھایا گیا تو وہ موجود تھا۔ اس زمانہ میں توریت کا کوئی نسخہ نہ رہا تھا کوئی اسکا جاننے والا موجود نہ تھا آپ نے تمام توریت حفظ پڑھ دی ایک شخص نے کہا مجھے اپنے والد سے معلوم ہوا کہ بخت نصر کی ستم انگیزیوں کے بعد گرفتاری کے زمانے میں میرے دادا نے توریت ایک جگہ دفن کر دی تھی اس کا پتہ مجھے معلوم ہے اس پتہ پر جستجو کرکے توریت کا وہ مدفون نسخہ نکالا گیا اور حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنی یاد سے جو توریت لکھائی تھی اس سے مقابلہ کیا گیا تو ایک حرف کا فرق نہ تھا ف۹ کہ پہلے چھتیں گریں پھر ان پر دیواریں آ پڑیں۔

فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

تو آیا اس پر ایک بگولا جس میں آگ تھی تو جل گیا ف۱ ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ

لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا

تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ ف۲ اے ایمان والو اپنی پاک

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَ

کمائیوں میں سے کچھ دو ف۳ اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ف۴ اور

لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ

خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے ف۵ اور تمہیں ملے تو نہ لوگے جب تک اس میں

تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ

چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے شیطان

يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً

تمہیں اندیشہ دلاتا ہے ف۶ محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا ف۷ اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش

مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ

اور فضل کا ف۸ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے اللہ حکمت دیتا ہے ف۹ جسے چاہے اور

مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا

جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر

الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ

عقل والے اور تم جو خرچ کرو ف۱۰ یا منت مانو ف۱۱

اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ

اللہ کو اس کی خبر ہے ف۱۲ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اگر خیرات علانیہ دو

فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ

تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے ف۱۳

يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ

اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

ف۱ وہ باغ تو اسوقت اسکے رنج وغم اور حسرت و یاس کی کیا انتہا ہے یہی حال اس کا ہے جس نے اعمال حسنہ تو کیے ہوں مگر رضائے الٰہی کیلیے نہیں بلکہ ریا کی غرض سے اور وہ اس گمان میں ہو کہ میرے پاس نیکیوں کا ذخیرہ ہے مگر جب شدت حاجت کا وقت یعنی قیامت کا دن آئے تو اللہ تعالیٰ ان اعمال کو نامقبول کر دے اسوقت اس کو کتنا رنج اور کتنی حسرت ہوگی ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آپ کے علم میں یہ آیت کس باب میں نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مثال ہے ایک دولتمند شخص کیلیے جو نیک عمل کرتا ہو پھر شیطان کے اغوا سے گمراہ ہو کر اپنی تمام نیکیوں کو ضایع کر دے (مدارک و خازن) ف۲ اور سمجھو کہ دنیا فانی اور عاقبت آنی ہے ف۳ مسئلہ اس سے کسب کی اباحت اور اموال تجارت میں زکوٰۃ ثابت ہوتی ہے (خازن و مدارک) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت صدقہ نافلہ و فرضیہ دونوں کو عام ہو (تفسیر احمدی) ف۴ خواہ وہ غلے ہوں یا پھل یا معادن وغیرہ ف۵ شانِ نزول بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی مسئلہ مصدق یعنی صدقہ وصول کرنیوالے کو چاہیے کہ وہ متوسط مال لے نہ بالکل خراب نہ سب سے اعلیٰ ف۶ کہ اگر خرچ کروگے صدقہ دوگے تو نادار ہو جاؤگے ف۷ یعنی بخل کا اور زکوٰۃ و صدقہ نہ دینے کا اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ شیطان کسی طرح بخل کی خوبی ذہن نشین نہیں کر سکتا اس لیے وہ یہی کرتا ہے کہ خرچ کرنے سے ناداری کا اندیشہ دلا کر روکے آجکل جو لوگ خیرات کو روکنے پر مصر ہیں وہ بھی اسی حیلہ سے کام لیتے ہیں ف۸ صدقہ دینے پر اور خرچ کرنے پر ف۹ حکمت سے یا قرآن و حدیث و فقہ کا علم مراد ہے یا تقویٰ یا نبوت (مدارک و خازن) ف۱۰ نیکی میں خواہ بدی میں ف۱۱ طاعت کی یا گناہ کی نذر عرف میں ہدیہ اور پیشکش کو کہتے ہیں اور شرع میں نذر عبادت اور قربت مقصودہ ہے اسی لیے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر کی تو وہ صحیح نہیں ہوئی نذر خاص اللہ تعالیٰ کیلیے ہوتی ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ کے لیے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فقرا کو نذر کے صرف کا محل مقرر کرے مثلاً کسی نے یہ کہا یا رب میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کر دے یا فلاں بیمار کو تندرست کر دے تو میں فلاں ولی کے آستانہ کے فقرا کو کھانا کھلاؤں یا وہاں کے خدام کو روپیہ پیسہ دوں یا انکی مسجد کیلیے تیل یا بوریا حاضر کروں تو یہ نذر جائز ہے (رد المحتار) ف۱۲ وہ تمہیں اسکا بدلہ دے گا ف۱۳ صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب اخلاص سے اللہ کے لیے دیا جائے اور ریا سے پاک ہو تو خواہ ظاہر کر کے دیں یا چھپا کر دونوں بہتر ہیں مسئلہ لیکن صدقہ فرض کا ظاہر کر کے دینا افضل ہے اور نفل کا چھپا کر مسئلہ اور اگر نفل صدقہ دینے والا دوسروں کو خیرات کی ترغیب دینے کے لیے ظاہر کر کے دے تو یہ اظہار بھی افضل ہے (مدارک)

٣٦ ع ٦ ٤

منزل ١

عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

انھیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ف ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے

فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا

ف۲ اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لیے اور جو مال دو

مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ

تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیے جاؤ گے ان فقیروں کے لیے جو

اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫

راہ خدا میں روکے گئے ف۳ زمین میں چل نہیں سکتے ف۴

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

نادان انہیں تونگر سمجھے بچنے کے سبب ف۵ تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا ف۶

لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾

لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ف۷

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

ان کے لیے ان کا نیگ ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم

يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ

وہ جو سود کھاتے ہیں ف۸ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے

الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا

وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو ف۹ یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا

اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ

بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود تو جسے

جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ

اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا ف۱۰ اور

الربع ع ۵ ۳۷ — منزل ۱ — وقف منزل — وقف لازم

ف۱ آپ بشیر و نذیر و داعی بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ کا فرض دعوت پر تمام ہو جاتا ہے اس سے زیادہ جہد آپ پر لازم نہیں **شانِ نزول** قبل اسلام مسلمانوں کی یہود سے رشتہ داریاں تھیں، اس وجہ سے وہ انکے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے مسلمان ہونے کے بعد انھیں یہود کے ساتھ سلوک کرنا ناگوار ہونے لگا اور انھوں نے اس لیے ہاتھ روکنا چاہا کہ ان کے اس طرز عمل سے یہود اسلام کی طرف مائل ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی ف۲ تو دو مصرفوں کے ذکر ہوئے انکا بہترین مصرف وہ فقراء ہیں جنھوں نے اپنے نفوس کو جہاد و طاعت الٰہی پر روکا **شانِ نزول** یہ آیت اہل صفہ کے حق میں نازل ہوئی ان حضرات کی تعداد چار سو کے قریب تھی یہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے نہ یہاں انکا مکان تھا نہ قبیلہ کنبہ نہ ان حضرات نے شادی کی تھی انکے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے رات میں قرآن کریم سیکھنا دن میں جہاد کے کام میں رہنا آیت میں ان کے بعض اوصاف کا بیان ہے۔ ف۴ کیونکہ انھیں دینی کاموں سے اتنی فرصت نہیں کہ وہ چل پھر کر کسب معاش کر سکیں ف۵ یعنی چونکہ وہ کسی سے سوال نہیں کرتے اس لیے ناواقف لوگ انھیں مالدار خیال کرتے ہیں ف۶ کہ مزاج میں تواضع و انکسار ہے چہروں پر ضعف کے آثار ہیں بھوک سے رنگ زرد پڑ گئے ہیں ف۷ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنے کا نہایت شوق رکھتے ہیں اور ہر حال میں خرچ کرتے رہتے ہیں **شانِ نزول** یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ آپ نے راہ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کیے تھے دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار ظاہر ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ آپ کے پاس فقط چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا آپ نے ان چاروں کو خیرات کر دیا۔ ایک رات میں ایک دن میں ایک کو پوشیدہ ایک کو ظاہر **فائدہ** آیت کریمہ میں نفقۂ لیل کو نفقۂ نہار پر اور نفقۂ سر کو نفقۂ علانیہ پر مقدم فرمایا گیا اس میں اشارہ ہے کہ چھپا کر دینا ظاہر کر کے دینے سے افضل ہے۔ ف۸ اس آیت میں سود کی حرمت اور سود خواروں کی شامت کا بیان ہے سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں کہ سود میں جو زیادتی لیجاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل و عوض کے لینا ہے یہ صریح ناانصافی ہے دوم سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خوار کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہونچاتی ہے سوم سود کے رواج سے باہمی مودت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہوا تو وہ کسی کو قرض حسن سے امداد پہونچانا گوارا نہیں کرتا چہارم سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خوار اپنے مدیون کی تباہی و بربادی کا خواہشمند رہتا ہے اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خوار اور اسکے کارپرداز اور سودی دستاویز کے کاتب اور اسکے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا وہ سب گناہ میں برابر ہیں ف۹ معنی یہ ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا گرتا پڑتا چلتا ہے قیامت کے روز سود خوار کا ایسا ہی حال ہوگا کہ سود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہو جائے گا۔ اور وہ اس کے بوجھ سے گر گر پڑے گا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ علامت اس سود خوار کی ہے جو سود کو حلال جانے ف۱۰ یعنی حرمت نازل ہونے سے قبل جو لیا اس پر مواخذہ نہیں۔

اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اُس کا کام خدا کے سپرد ہے ف۱ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اُس میں

خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧٥﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ

مدتوں رہیں گے ف۲ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو ف۳ اور بڑھاتا ہے خیرات کو ف۴ اور اللہ کو

لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٧٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ

کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اُن کا نیگ اُن کے ؎

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٧﴾ يٰۤاَيُّهَا

رب کے پاس ہے اور نہ اُنھیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ

ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧٨﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ

مسلمان ہو ف۵ پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ

وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ

اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا ف۶ اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ ف۷

وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٢٧٩﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ

نہ تمھیں نقصان ہو ف۸ اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اُسے مہلت دو آسانی تک

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨٠﴾ وَاتَّقُوْا

اور قرض اُس پر بالکل چھوڑ دینا تمھارے لیے اور بھلا ہے اگر جانو ف۹ اور ڈرو

يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۟ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

اُس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو اُسکی کمائی پوری بھر دی جائے گی

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٨١﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ

اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ف۱۰ اے ایمان والو جب تم ایک مقرر مدت تک کسی دین کا

ف۱ جو چاہے امر فرمائے جو چاہے ممنوع و حرام کرے بندے پر اُس کی اطاعت لازم ہے ف۲ مسئلہ جو سود کو حلال جانے وہ کافر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ ہر ایک حرام قطعی کا حلال جاننے والا کافر ہے ف۳ اور اس کو برکت سے محروم کرتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس سے نہ صدقہ قبول کرے نہ حج نہ جہاد نہ صلہ ف۴ اُس کو زیادہ کرتا ہے اور اُس میں برکت فرماتا ہے دنیا میں اور آخرت میں اسکا اجر و ثواب بڑھاتا ہے ف۵ شانِ نزول یہ آیت اُن اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو سود کی حرمت نازل ہونے سے قبل سودی لین دین کرتے تھے اور اُن کی گراں قدر سودی رقمیں دوسروں کے ذمہ باقی تھیں اس میں حکم دیا گیا کہ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد سابق کے مطالبے بھی واجب الترک ہیں اور پہلا مقرر کیا ہوا سود بھی اب لینا جائز نہیں ف۶ یہ وعید و تہدید میں مبالغہ و تشدید ہے کس کی مجال کہ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑائی کا تصور بھی کرے چنانچہ ان اصحاب نے اپنے سودی مطالبے چھوڑ دے اور یہ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی ہمیں کیا تاب اور تائب ہوئے ف۷ زیادہ لیکر ف۸ راس المال گھٹا کر ف۹ قرضدار اگر تنگدست یا نادار ہو تو اُس کو مہلت دینا یا قرض کا جزو یا کل معاف کر دینا سبب اجر عظیم ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اُسکا قرضہ معاف کیا اللہ تعالیٰ اُسکو اپنا سایۂ رحمت عطا فرمائے گا جس روز اُس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

ف۱۰ یعنی نہ اُن کی نیکیاں گھٹائی جائیں نہ بدیاں بڑھائی جائیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سب سے آخر آیت ہے جو حضور پر نازل ہوئی اسکے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکیس روز دنیا میں تشریف فرما رہے اور ایک قول میں نو شب اور ایک میں سات لیکن شعبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ سب سے آخر آیت ربٰوا نازل ہوئی۔

منزل ۱

ع ۳۸ ۶

؎ نیگ۔ ثواب، بدلہ

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ

یعنی دین کرو ف۱ تو اسے لکھ لو ف۲ اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے

وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَ

ف۳ اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے ف۴ تو اسے لکھ دینا چاہیے اور

لْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ

جس پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ رکھ نہ چھوڑے

شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا

پھر جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل یا ناتواں ہو یا

يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا

لکھا نہ سکے ف۵ تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے اور دو

شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَ

گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے ف۶ پھر اگر دو مرد نہ ہوں ف۷ تو ایک مرد اور

امْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا

دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کرو ف۸ کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے

فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ

تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں ف۹

وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ

اور اسے بھاری نہ جانو کہ دین چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک لکھت کر لو

أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَن

یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شبہ

تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی سر دست کا سودا دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں ف۱۰

أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ

اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو ف۱۱ اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو (یا نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ) ف۱۲

ف۱ خواہ وہ دین مبیع ہو یا ثمن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے بیع سلم مراد ہے بیع سلم یہ ہے کہ کسی چیز کو پیشگی قیمت لیکر فروخت کیا جائے اور مبیع مشتری کو سپرد کرنے کے لیے ایک مدت معین کر لیجائے اس بیع کے جواز کے لیے جنس نوع، صفت، مقدار، مدت اور مکان ادا اور مقدار راس المال ان چیزوں کا معلوم ہونا شرط ہے ف۲ یہ لکھنا مستحب ہے فائدہ اسکا یہ ہے کہ بھول چوک اور مدیون کے انکار کا اندیشہ نہیں رہتا ف۳ اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہ کرے نہ فریقین میں سے کسی کی رو رعایت ف۴ حاصل معنے یہ کہ کوئی کاتب لکھنے سے منع نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وثیقہ نویسی کا علم دیا بے تغییر و تبدیل دیانت و امانت کے ساتھ لکھے یہ کتابت ایک قول پر فرض کفایہ ہے اور ایک قول پر فرض عین بشرط فراغ کاتب جس صورت میں اس کے سوا اور نہ پایا جائے اور ایک قول پر مستحب کیونکہ اس میں مسلمان کی حاجت برآری اور نعمت علم کا شکر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے یہ کتابت فرض تھی پھر لا یضار کاتب سے منسوخ ہوئی ف۵ یعنی اگر مدیون مجنون و ناقص العقل یا بچہ یا شیخ فانی ہو یا گونگا ہونے یا زبان نہ جاننے کی وجہ سے اپنے مدعا کا بیان نہ کر سکتا ہو ف۶ گواہ کے لیے حریت و بلوغ مع اسلام شرط ہے کفار کی گواہی صرف کفار پر مقبول ہے ف۷ مسئلہ تنہا عورتوں کی شہادت جائز نہیں خواہ وہ چار کیوں نہ ہوں

منزل ۱

مگر جن امور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے جیسے کہ بچہ جننا باکرہ ہونا اور نسائی عیوب اس میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے مسئلہ حدود و قصاص میں عورتوں کی شہادت بالکل معتبر نہیں صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے اس کے سوا اور معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہے (مدارک و احمدی) ف۸ جن کا عادل ہونا تمہیں معلوم ہو اور جن کے صالح ہونے پر تم اعتماد رکھتے ہو ف۹ مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادائے شہادت فرض ہے جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو انہیں گواہی کا چھپانا جائز نہیں یہ حکم حدود کے سوا اور امور میں ہے لیکن حدود میں گواہ کو اظہار و اخفاء کا اختیار ہے بلکہ اخفاء افضل ہے حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستاری کریگا لیکن چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری گیا ہے اس کا حق تلف نہ ہو گواہ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے گواہی میں یہ کہنے پر اکتفا کرے کہ یہ مال فلاں شخص نے لیا ف۱۰ چونکہ اس صورت میں لین دین ہو کر معاملہ ختم ہو گیا اور کوئی اندیشہ باقی نہ رہا نیز ایسی تجارت اور خرید و فروخت بکثرت جاری رہتی ہے اس میں کتابت و اشہاد کی پابندی شاق و گراں ہوگی ف۱۱ یہ مستحب ہے کیونکہ اس میں احتیاط ہے ف۱۲ یضار میں دو احتمال ہیں مجہول و معروف ہونے کے قراءۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما اول کی اور قراءۃ عمر رضی اللہ عنہ ثانی کی مؤید ہے پہلی تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ اہل معاملہ کاتبوں اور گواہوں کو ضرر نہ پہنچائیں اس طرح کہ وہ اگر اپنی ضرورتوں میں مشغول ہوں تو انہیں مجبور کریں اور ان کے کام چھڑائیں یا حق کتابت نہ دیں یا گواہ کو سفر خرچ نہ دیں اگر وہ دوسرے شہر سے آیا ہو دوسری تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ کاتب و شاہد اہل معاملہ کو ضرر نہ پہنچائیں اس طرح کہ باوجود فرصت و فراغت کے نہ آئیں یا کتابت میں تحریف و تبدیل زیادتی و کمی کریں۔

ف۱ اور قرض کی ضرورت پیش آئے ف۲ اور وثیقہ و دستاویز کی تحریر کا موقعہ نہ ملے تو اطمینان کے لیے ف۳ یعنی کوئی چیز دائن کے قبضہ میں گروی کے طور پر دیدو مسئلہ یہ مستحب ہے اور حالت سفر میں رہن آیت سے ثابت ہوا اور غیر سفر کی حالت میں حدیث سے ثابت ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ مبارک یہودی کے پاس گرو رکھ کر بیس صاع جو لیے مسئلہ اس آیت سے رہن کا جواز اور قبضہ کا شرط ہونا ثابت ہوتا ہے ف۴ یعنی مدیون جسکو دائن نے امین سمجھا تھا ف۵ اس امانت سے دَین مراد ہے ف۶ کیونکہ اس میں صاحب حق کے حق کا ابطال ہے یہ خطاب گواہوں کو ہے کہ وہ جب شہادت کی اقامت و ادا کیلیے طلب کیے جائیں تو حق کو نہ چھپائیں اور ایک

قول یہ ہے کہ یہ خطاب مدیونوں کو ہے کہ وہ اپنے نفس پر شہادت دینے میں تامل نہ کریں ف۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور گواہی کا چھپانا ہے ف۸ بدی ف۹ انسان کے دل میں دو طرح کے خیالات آتے ہیں ایک بطور وسوسہ کے ان سے دل کا خالی کرنا انسان کی مقدرت میں نہیں لیکن وہ انکو برا جانتا ہے اور عمل میں لانے کا ارادہ نہیں کرتا انکو حدیث نفس اور وسوسہ کہتے ہیں اس پر مواخذہ نہیں بخاری و مسلم کی حدیث ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دلوں میں جو وسوسے گزرتے ہیں اللہ تعالیٰ انسے تجاوز فرماتا ہے جبتک کہ وہ انھیں عمل میں نہ لائیں یا انکے ساتھ کلام نہ کریں یہ وسوسے اس آیت میں داخل نہیں دوسرے وہ خیالات جنکو انسان
۳۹ اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور انکو عمل میں لانے کا
ع ۲ / ۷ قصد و ارادہ کرتا ہے اُن پر مواخذہ ہوگا اور انھیں کا بیان اس آیت میں ہے مسئلہ کفر کا عزم کرنا کفر ہے اور گناہ کا عزم کرکے اگر آدمی اُس پر ثابت رہے اور اُسکا قصد و ارادہ رکھے لیکن اُس گناہ کو عمل میں لانے کے اسباب اُسکو بہم نہ پہنچیں اور مجبوراً وہ اُس کو کر نہ سکے تو جمہور کے نزدیک اُس سے مواخذہ کیا جائیگا شیخ ابو منصور ماتریدی اور شمس الائمہ حلوائی اسیطرف گئے ہیں اور انکی دلیل
منزل ۱
آیۂ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ اور حدیث حضرت عائشہ ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ بندہ جس گناہ کا قصد کرتا ہے اگر وہ عمل میں نہ آئے جب بھی اُس پر عقاب کیا جاتا ہے مسئلہ اگر بندے نے کسی گناہ کا ارادہ کیا پھر اُس پر نادم ہوا اور استغفار کیا تو اللہ اُسکو معاف فرمائے گا ف۱۰ اپنے فضل سے اہل ایمان کو ف۱۱ اپنے عدل سے ف۱۲ زجاج نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں نماز، زکوٰۃ، روزے حج کی فرضیت اور طلاق، ایلاء حیض و جہاد کے احکام اور انبیاء کے واقعات بیان فرمائے تو سورت کے آخر میں یہ ذکر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین نے اس تمام کی تصدیق فرمائی اور قرآن اور اُسکے جملہ شرائع و احکام کے منزل من اللہ ہونے کی تصدیق کی ف۱۳ یہ اصول و ضروریات ایمان کے چار مرتبے ہیں (۱) اللہ پر ایمان لانا یہ اسطرح کہ اعتقاد و تصدیق کرے کہ اللہ واحد احد ہے اُسکا کوئی شریک و نظیر نہیں اُسکے تمام اسمائے حسنیٰ و صفات علیا پر ایمان لائے اور یقین کرے اور مانے کہ وہ علیم اور ہر شے پر قدیر ہے اور اُس کے علم و قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں (۲) ملائکہ پر ایمان لانا یہ اسطرح پر ہے کہ یقین کرے اور مانے کہ وہ موجود ہیں معصوم ہیں پاک ہیں اللہ کے اور اُس کے رسولوں کے درمیان احکام و پیام کے وسائط ہیں (۳) اللہ کی کتابوں پر ایمان

وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَ

اور جو تم ایسا کرو تو یہ تمہارا فسق ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور

اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٨٢﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا

اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو ف۱ اور لکھنے والا نہ پاؤ ف۲

فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ ۖ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي

تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا ف۳ اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اُسنے امین سمجھا تھا

اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ

ف۴ اپنی امانت ادا کردے ف۵ اور اللہ سے ڈرے جو اُسکا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ ف۶ اور جو

يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨٣﴾ لِلَّهِ

گواہی چھپائے گا تو اندر سے اُسکا دل گنہگار ہے ف۷ اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے اللہ ہی کا

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ

ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ ف۸ تمہارے جی میں ہے

أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ ۖ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ

یا چھپاؤ اللہ تم سے اُس کا حساب لے گا ف۹ تو جسے چاہے گا بخشے گا ف۱۰ اور جسے چاہے گا سزا دیگا

يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٨٤﴾ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ

ف۱۱ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے رسول ایمان لایا اُس پر جو اُس کے رب کے پاس سے

مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ

اُس پر اُترا اور ایمان والے سب نے مانا ف۱۲ اللہ اور اُسکے فرشتوں اور اُسکی کتابوں اور اُسکے رسولوں کو

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ

ف۱۳ یہ کہتے ہوئے کہ ہم اُسکے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے ف۱۴ اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا ف۱۵ تیری معافی ہو

رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا

اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اُس کی طاقت بھر اُس کا

مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ

فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اُسکا نقصان ہے جو برائی کمائی ف۱۶ اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں ف۱۷

لانا اسطرح کہ جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں اور اپنے رسولوں کے پاس بطریق وحی بھیجیں بے شک و شبہہ سب حق و صدق اور اللہ کی طرف سے ہیں اور قرآن کریم تغییر تبدیل تحریف سے محفوظ ہے اور محکم اور متشابہ پر مشتمل ہے (۴) رسولوں پر ایمان لانا اسطرح پر کہ ایمان لائے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں جنھیں اُس نے اپنے بندوں کیطرف بھیجا اُسکی وحی کے امین ہیں گناہوں سے پاک معصوم ہیں ساری خلق سے افضل ہیں اُن میں بعض حضرات بعض سے افضل ہیں ف۱۴ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے بعض کا انکار کیا ف۱۵ تیرے حکم و ارشاد کو ف۱۶ یعنی ہر جان کو عمل نیک کا اجر و ثواب اور عمل بد کا عذاب و عقاب ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو طریق دعا کی تلقین فرمائی کہ وہ اسطرح اپنے پروردگار سے عرض کریں ف۱۷ اور سہو سے تیرے کسی حکم کی تعمیل میں قاصر رہیں۔

أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ

یا چوکیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا

قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَ

اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جسکی ہمیں سہار نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور

اغْفِرْ لَنَا ۛ وَارْحَمْنَا ۛ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٨٦﴾ ع

بخشدے اور ہم پر مہر کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنالو جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔(مشکوٰۃ ص ۱۸۴، مسلم، ص:۲۶۵)

قبرستان میں جس طرح تلاوت، طاعت اور عبادت نہیں کی جاتی اور وہ ویران رہتا ہے اس طرح گھروں کو تلاوت وعبادت سے خالی رکھ کر انھیں ویرانہ نہ بنالو خصوصیت کے ساتھ ان میں سورہ بقرہ کی تلاوت کرو اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے اس کے بھاگنے کے اسباب یہ ہوسکتے ہیں:

(۱) شیطان اہل خانہ کو اس سورہ کی برکت سے گمراہ نہیں کرسکتا ہے اس لیے مایوس ہوکر کوئی اور ہی راہ لیتا ہے۔

(۲) شیطان دیکھتا ہے کہ اہل خانہ دین کے لیے محنت ومشقت کررہے ہیں اور یقین کی تلاش میں کوشاں ہیں اس لیے ان سے مایوس ہوجاتا ہے۔ سورہ بقرہ کو یہ شرف حاصل ہونے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ یہ سب سے طویل سورہ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء اوراس کے احکام اس میں کثرت سے آئے ہیں اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس میں ایک ہزار امر ایک ہزار نہی، ایک ہزار حکمتیں اورایک ہزار خبریں ہیں۔(مرقاۃ، ص:۵۸۰، ج:۲)

ماخوذ: فضائل قرآن، مطبوعہ المجمع الاسلامی، مبارک پور